مُقَلِّدین

ائمہ کی عدالت میں

مؤلفہ

ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی

www.ircpk.com

ادارہ مطبوعات سلفیہ راولپنڈی

Islamic Research Centre, Rwp.
Book No. ________
اسلامک ریسرچ سنٹر راولپنڈی

مُقلّدین

ائمہ کی عدالت میں

مؤلّفہ

ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی

ادارہ مطبوعاتِ سلفیہ۔ راولپنڈی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بسم الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ !

نام کتاب:	مقلدین ائمہ کی عدالت میں
نام مؤلف:	ابوانس محمد یحیٰ گوندلوی
	شارح ترمذی، ابن ماجہ، وشمائل ترمذی
طبع اول:	1982 حافظ آباد
طبع ثانی:	1989 قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ
طبع ثالث:	1995 ساہنووالہ، سیالکوٹ
طبع رابع:	1997 ساہووالہ، سیالکوٹ
طبع خامس:	2002 راولپنڈی

ناشر

نوٹ:(۱) طبع خامس میں حوالہ جات اور مراجعات پر نظر ثانی کی گئی جس سے اور حک و اضافہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے پہلی اس طبع میں طبعات کی بعض جگہ تبدیلی آگئی ہے۔

نوٹ: (۲) طباعت میں غلطی کی اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

فہرست مضامین

نمبر	مضامین	صفحہ
۱	تقدیم،	۵
۲	تصدیر	۶
۳	تقریظ	۶
۴	ابتدائیہ	۷
☆	باب اول	۷
۵	اصول اسلام	۹
☆	باب دوم	۹
۶	تقلید کیا ہے؟	۱۶
۷	تقلید اور اتباع میں فرق	۲۰
۸	مقلد اور متبع	۲۴
۹	جمہور شافعیہ کے نزدیک مقلد کی تعریف	۲۵
☆	باب سوم	۲۹
۱۰	مقلدین کے دلائل	۲۹
۱۱	حدیث سے استدلال	۴۲
۱۲	تقلید عہد صحابہؓ میں	۵۰
☆	باب چہارم	۵۲
۱۳	رد تقلید	۵۲
۱۴	تقلید کا رد احادیث سے	۷۳
۱۵	تقلید کی تردید آثار صحابہ سے	۸۰
۱۶	صدیق الامتہ ابوبکرؓ	۸۲
۱۷	خلیفہ عمر ثانی عُمر فاروقؓ	۸۳
۱۸	عبداللہ بن مسعودؓ	۸۴
۱۹	عبداللہ بن عباسؓ	۸۹
۲۰	معاذ بن جبلؓ	۹۰
۲۱	علی بن ابی طالبؓ	۹۲
۲۲	عبداللہ بن عمرؓ	۹۳
۲۳	تردید تقلید تابعین عظام سے	۹۴
۲۴	رد تقلید آئمہ اربعہ سے	۱۰۳
۲۵	تقلید اور آئمہ عظام	۱۱۸
☆	باب پنجم	۱۴۸
۲۶	تاریخ تقلید	۱۴۸
۲۷	تابعین کرام کا دور	۱۴۹
۲۸	تبع تابعین کا دور	۱۵۰
۲۹	آئمہ عظام کا دور	۱۵۲
۳۰	چوتھی صدی کا دور	۵۳
۳۱	مقلدین کو چیلنج	۱۵۶
۳۲	دور صحابہ کا تعین	۱۶۱
۳۳	طارق بن شہابؓ کا سن وفات	۱۶۳
۳۴	کیا تقلید بدعت ہے	۱۶۵
۳۵	تعریف بدعت	۱۶۵
۳۶	بدعت رائج کیوں ہوتی ہے	۱۶۶
۳۷	بدعت کا حکم	۱۶۷
۳۸	بدعت سے بچاو	۱۶۷
☆	باب ششم	۱۷۰
۳۹	تقلید شخصی	۱۷۰
نمبر	مضامین	صفحہ
۴۰	تقلید شخصی کے وجوبی دلائل	۱۷۰
۴۱	ابو موسیٰ کا قول	۱۷۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نمبر	مضامین	صفحہ
۴۲	اہل مدینہ کا قول	۱۷۵
۴۳	تقلید شخصی کا ایک پہلو	۱۷۸
۴۴	ایک اور خام خیالی	۱۸۲
۴۵	تقلید شخصی علماء احناف کی نظر میں	۱۸۴
۴۶	تقلید شخصی علماء اور اجماع امت	۱۸۸
۴۷	انتقال مذہب	۱۹۴
۴۸	امام دارکی کا انداز فتویٰ	۱۹۸
۴۹	مذاہب اربعہ سے خارج	۱۹۹
۵۰	مقلد مفتی کے بارے میں حکم	۲۰۱
☆	باب ہفتم	
۵۱	مذہب اربعہ کی حقیقت	۲۰۶
۵۲	شوافع کا قتل عام	۲۰۹
۵۳	امام احمد غیر فقیہ تھے	۲۱۰
۵۴	امام ابوحنیفہ کے قول کا رد	۲۱۱
۵۵	حنفی مذہب کو ترک کرنا	۲۱۲
۵۶	صرف حنبلی مسلمان ہیں	۲۱۳
۵۷	تقلیدی نسبتیں	۲۱۶
۵۸	برادران اسلام!	۲۱۸
۵۹	کیا مقلدین اور آئمہ عظام مقلد تھے؟	۲۱۹
☆	باب ہشتم	۲۲۲
۶۰	تقلیدی کرشمے	۲۲۲
۶۱	امام ابن تیمیہؒ سے سلوک	۲۲۷
۶۲	حافظ الحدیث مقدسی کو تکالیف	۲۲۷
۶۳	علامہ قاضی نصیر الدین سے سلوک	۲۲۸
۶۴	اہلحدیث سے دشمنی میں انتہا	۲۲۹
۶۵	تحریف دین کے اسباب	۲۳۱
۶۶	حدیث سے گلو خلاصی	۲۳۶

نمبر	مضامین	صفحہ
۶۷	اصول فقہ	۲۳۶
۶۸	حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے۔	۲۳۸
۶۹	قیاس کی وجہ سے حدیث کا رد	۲۴۱
۷۰	تقلید کی وجہ سے حدیث کا رد	۲۴۶
۷۱	قرآن کے ظاہر پر عمل کرنا کفر ہے	۲۵۲
۷۲	اہل کتاب والا دعویٰ	۲۵۵
۷۳	تقلید قبولِ اسلام میں رکاوٹ	۲۵۶
۷۴	چھوٹے میاں سبحان اللہ!!!	۲۵۷
۷۵	شیعت سے مماثلت	۲۵۸
۷۶	حنفی شیعہ مشترک قدریں	۲۵۹
۷۷	قادیانی امت سے مماثلت	۲۶۰
۷۸	حنفی اُصول	۲۶۰
۷۹	مرزائی قادیانی کا اُصول	۲۶۱
۸۰	حنفی قادیانی مشترک قدریں	۲۶۲
☆	باب نہم	۲۶۴
۸۱	حنفی مذہب	۲۶۴
۸۲	حنفی اہل الرائے ہیں	۲۶۵
۸۳	قرآن میں تحریف	۲۶۷
۸۴	احناف اور موضوع حدیث	۲۶۸
۸۵	سفید جھوٹ	۲۷۰
۸۶	حنفی فقہ کی تدوین	۲۷۱
۸۷	حنفی مجلس شوریٰ	۲۷۲
۸۸	سند کا مقام	۲۷۴
۸۹	ابوحنیفہ کی برأت	۲۷۶
۹۰	مسائل حنفیہ	۲۷۷
۹۱	حنفی نماز	۲۹۰
۹۲	حنفی ہونے پر ندامت	۲۹۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاذ العلماء مولانا محمد داؤد علوی رحمہ اللہ تعالی

سابق صدر المدرسین' دار الحدیث محمدیہ حافظ آباد

تقدیم

کتاب ''مقلدین آئمہ کی عدالت میں'' تصنیف مولانا محمد یحی گوندلوی کا میں نے بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ مؤلف نے تقلید کی تردید محققانہ انداز کی ہے اور مسلک اہل حدیث کو بڑے اچھے طریقہ سے واضح کیا ہے۔ اہل علم اور عوام دونوں کے لیے یہ کتاب یکساں مفید ہے مولانا دین پسند' نیک سیرۃ' باخلاق' صاحب کردار اور علم دوست ہیں قرآن وحدیث میں تقلید کا لفظ بطور اطاعت اور فرمانبرداری کے استعمال نہیں ہوا۔ اسی لیے تو مقلدین کے پاس کوئی دلیل نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ تقلید واجب ہے یا فرض تقلید چوتھی صدی میں رائج ہوئی اور اس سے اسلام کو بہت سے نقصانات اُٹھانا پڑے۔ قرآن وحدیث پر اقوال آئمہ کو مقدم سمجھا گیا اور یہی بس نہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکا احادیث کے وضع کرنے سے بھی گریز نہ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی صحابہ کرام میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ وغیرھم . کو غیر فقیہہ کے ترازو میں تولا گیا۔

تمام اکابر علماء ومحدّثین خصوصاً آئمہ صحاح ستہ کو مقلد بنانے کی غلط روش اختیار کی گئی۔ جب مقلدین تعصّب پر اترے تو احناف نے شوافع اور شوافع نے احناف پر کفر کے فتوی چسپاں کیئے اور بیت اللہ میں چار مصلّے قائم کر دیے۔

الختصر مولانا نے تقلید کے تمام پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے۔ اللہ تعالی ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تصدیر

محقق مسلک اہلحدیث مولانا حسن محمد

خطیب و مدرس جامع محمدی اہلحدیث نوکھر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاضل جلیل مولانا محمد یحیٰ گوندلوی کی زیر نظر تالیف ''مقلدین آئمہ کی عدالت میں'' جس عمدگی سے مرتب ہوئی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ بندہ نے جس زاویہ سے بھی اس گوہر تحقیق کو دیکھا حق نما ہی ثابت ہوا۔ جس سے انصاف پسند طبائع متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

مصنف کتاب نے یہ باور کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے کہ تقلید ہی کتاب و سنت کی مخالفت میں اصل وجہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقلید کی آفت نے چوتھی صدی کے بعد مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ امت کو چار فرقوں میں تقسیم کر دیا اور جب اختلاف کی نوعیت شدید ہوئی تو ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا کرنا جرم خیال کیا جانے لگا۔ نویں صدی میں بیت اللہ شریف میں چار مصلوں کی بدعت کا آغاز کیا گیا اور و اتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کے مبارک اتحاد کو تقلیدی مذاہب نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اللہ تعالی ابن سعود کی قبر کو منوّر فرمائے جس نے کمال ایمان کا مظاہرہ کر کے اس بدعت قبیحہ کو ختم کیا۔

الغرض فاضل مصنف نے سنت رسول کی مکمل مدافعت کی ہے۔ اللہ تعالی ان کی یہ سعیٔ جمیلہ قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔ ۳ مئی ۱۹۸۲ء۔

تقریظ

وہ حضرات جو تقلید کے بندھنوں سے آزاد ہو کر کتاب و سنّت کی مقرر کردہ راہ پر چلنے کے متمنی ہوں ان کے لیے یہ کتاب ''مقلدین آئمہ کی عدالت میں'' گراں بہا خزانہ ہے۔

مولانا عطاء اللہ محمدی، مولانا محمد شریف سلفی گوجرانوالہ، مولانا قاری عصمت اللہ ظہیر، مولانا عبدالرحمٰن نذیری، حافظ عبدالشکور خطیب جامع مسجد توحید اہلحدیث گوندلانوالہ، حکیم رشید احمد، صاحبان۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، اما بعد!

برادران اسلام! اس دور میں امت مسلمہ کو جن مصائب کا سامنا ہے وہ کسی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں۔ اگر ایک طرف اغیار اسلام کے نورانی چہرہ کو بدنما کرنے میں مصروف ہیں تو دوسری طرف مدعیان اسلام آپس کی نا اتفاقی کا شکار ہو رہے ہیں۔ آئے دن مذہبی فسادات اور جھگڑے کھڑے کیے جاتے ہیں۔

ان حالات میں عوام وخواص پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کریں جس سے امّت کا شیرازہ بکھر جائے۔

لیکن مقام صد افسوس ہے کہ آئے دن اتحاد واتفاق میں رخنہ ڈالنے کے لیے نئے نئے شوشے چھوڑے جاتے ہیں۔ اختلاف ڈالنے کے سلسلے میں مقلّدین حضرات کی طرف سے مسلک حق اہلحدیث پر یلغار کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اور مسلک اہلحدیث کو آئے دن غلط اور بے بنیاد الزامات دیئے جاتے ہیں۔

مسئلہ تقلید اہل حدیث اور اہل تقلید کے درمیان ایک اصولی حیثیت رکھتا ہے اسی لیے اکثر طور پر اسی مسئلہ کو بنیاد بنا کر اہل حدیث پر سب وشتم کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ نئے سے نئے رسائل اور کتب شائع کی جاتی ہیں جو تحقیق وتفحص کے بجائے محض لعن طعن کے انداز پر لکھی جاتی ہیں۔ حتی کہ بعض دفعہ مقلدین کے پاس دلیل نہ ہونے کی بنا پر کتاب و سنت کی توہین وتذلیل کا بھی ذرہ بھر خیال نہیں رکھا جاتا اور برملا یہ فتویٰ دیا جاتا ہے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کہ عوام کا براہ راست کتاب وسنت پر عمل کرنا گمراہی اور افراتفری کا باعث ہے۔

ان حالات میں بندہ سے مبلّغ اہلحدیث محمد ایوب خاں صاحب غوری رحمہ اللہ تعالیٰ (پنڈی بھٹیاں) نے بارہا باصرار تقاضا کیا کہ کتاب و سنت کے بارے میں ان حضرات نے جو شکوک وشبہات پیدا کیے ہیں، ان کا ازالہ تحقیق کی روشنی میں ازالہ ہونا چاہیے۔ لہذا بندہ نے محض اللہ تعالی کی توفیق سے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور کم مائیگی کے باوجود اس کو سرانجام دیا جس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور کتاب وسنّت کی مدافعت ہے۔ بندہ نے اس کاوش کا عنوان ''مقلدین آئمہ کی عدالت میں'' تجویز کیا ہے۔

کتاب میں قرآن وحدیث کے ساتھ آئمہ اربعہ اور مشاہیر علماء احناف کے اقوال پیش کیئے گے۔ تاکہ قارئین حضرات اس مسئلہ سے کما حقہٗ روشناس ہوسکیں اور اصل موقف سمجھنے میں آسانی ہو۔ ہم نے کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ باب اول میں اُصولِ اسلام ذکر کیے ہیں اور آخری باب میں حنفی مذہب کے خدوخال ظاہر کیے ہیں۔

آخر میں میں اگر بقیۃ السّلف مولانا حافظ عبد الرزاق صاحب فاروق آباد۔ شیخوپورہ اور برادرم مولانا قاضی عبد الرشید صاحب آف جلہن کا ذکر نہ کروں، جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں مقدور بھر کوشش کی، تو یہ ناانصافی ہوگی۔

الراقم

محمد یحیٰی بن محمد یعقوب گوندلوی

فاضل عربی

فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ وادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ سیالکوٹ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب اوّل

اُصولِ اِسلام

الحمد لله و الصلوة و السلام علی رسول الله و علی اله و اصحابه و من اهتدی بهداه: اما بعد فقد قال الله تعالی

﴿اَلیَوم اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَ رَضِیتُ لَکُم الاِسلَامَ دِینًا﴾

اسلام اللہ تعالی کا آخری اور کامل دین ہے۔ اس کی تکمیل آخری رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی۔ یہ دین تمام کائنات کے لیے ہے۔ اسی بنا پر اس کے اصول بھی ابدی عالمگیری لازوال اور عام فہم ہیں چنانچہ اس سے جیسے علماء نے استفادہ کرنا ہے اسی طرح عوام نے بھی اسے روح ایمان بنانا ہے اس میں عام وخواص کے عمل کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اولین حضرات جنہوں نے اس دین کو قبول کیا وہ ایسے مطیع اور فرماں بردار تھے کہ ان میں نافرمانی کی معمولی سی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی تھی کیونکہ انہیں حضرات نے آگے چل کر پوری کائنات کو اس دین اسلام کا پیغام پہنچانا اور درس دینا تھا۔

اسلام کا عملی نمونہ جو اس دور میں نظر آیا وہ بعد میں کبھی ہوا نہ ہوگا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان مقدس صحابہ کی جماعت کو حدیث رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے بارے میں کبھی شک وشبہ نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنا ہر فیصلہ بلکہ ہر قول وفعل کتاب وسنّت کے مطابق ڈھالنا جانتے تھے۔ انسان مختلف اشیاء سے مرکب ہے اس لیے اس میں اختلاف رائے ضروری امر ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی بشر تھے جب کبھی ان میں اختلاف ہو جاتا تو وہ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اس اختلاف کوصرف اورصرف کتاب وسنّت کے ذریعے رفع کرتے تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے بعد تابعین کا دور آیا۔ اس مبارک دور میں احادیث رسول ﷺ کے اہتمام کے خصوصی انتظام کیے گئے۔ تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچ کر کتاب وسنّت کے علم سے سینوں کو منور کیا اور اپنی عملی زندگی کو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلانے کے لیے پوری طرح کوشاں رہے وہ کتاب وسنت کے مقابل کسی ایک کی رائے کو دین میں بدعت تصور کرتے تھے۔ لہذا اختلاف کے وقت صحابہ کرام کی طرح کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے تھے اگر وہاں مسئلہ حل نہ ہوتا تو آثار صحابہ پر عمل کرتے۔

اس مبارک دور کے بعد اہل الرائے والقیاس اور عامل بالحدیث سے ملا جلا دور نظر آتا ہے۔ فقہاءِ کرام حالات کے مطابق پیش آمدہ مسائل سے نمٹنے کے لیے اجتہاد سے کام لیتے اور کتاب وسنت کے مطابق ان مسائل کو حل کرنے کی سعی وکوشش کرتے۔

بعد والوں نے مسائل اسلام کو سمجھنے کے لیے مختلف اصول وضع کیے جس سے ان کا مقصد ان مسائل میں اجتہاد کرنا تھا جو مرور زمانہ کے ساتھ پیدا ہو رہے تھے جمہور آئمہ کے نزدیک وہ چار اصول تھے۔

کتاب اللہ...... سنت رسول...... اجماع ......اور قیاس

۱- القرآن الحکیم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم اول سے لیکر آخر تک تمام کا تمام من جانب اللہ نازل ہوا ہے اس میں غلطی کا احتمال نہ کبھی ہوا نہ ہوگا۔ ذلك الكتاب لا ريب فيه۔ اس کے جملہ احکام واجب العمل اور جملہ نواہی واجب الترک ہیں جو قرآن کریم

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کی ایک آیت کا منکر ہو وہ بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

آج کل قرآن کے ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر باطنی معانی اور مفہوم کو اپنایا جا رہا ہے جو ملاحدہ اور بے دین لوگوں کا قبیح فعل اور قرآن کے متعلق گھناؤنی سازش ہے۔ قرآن کو ہر حالت میں اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے گا اور ان معانی پر عمل کیا جائے گا جو نزول قرآن کے وقت خود اللہ تعالی نے یا رسول اللہ ﷺ نے متعین کیئے بصورت دیگر ان معانی پر عمل کیا جائے گا جو نزول قرآن کے وقت اصل لغت اور عام بول چال میں مستعمل تھے۔

قرآن کریم کے بعض وہ مقامات جو متشابہات میں سے ہیں ان کے مطالب اور مفہوم وہ ہی معتبر ہوں گے جو رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرامؓ نے بیان فرمائے ہیں۔ اسلامی احکام اور عقائد کو معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

۲- حدیث شریف

حدیث سے مراد رسول اکرم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقاریر ہیں۔ اخذ و استنباط احکام میں جیسے قرآن کریم اصل ہے اسی طرح حدیث رسول بھی اصل ہے۔ جیسے منکر قرآن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اسی طرح منکر حدیث کا بھی اسلام میں کوئی دخل نہیں حدیث پر عمل کرنے کے لیے اس کی صحت معلوم ہونی چاہیے اور یہ اس دور میں کوئی مشکل بات نہیں اس کے لیے محدثین نے اصول وضع کر دیئے ہیں جو صحت و سقم میں حرف آخر ہیں۔ جب صحیح حدیث کا علم ہو جائے تو پھر اس میں کوئی پس و پیش جائز نہیں۔ ضعیف حدیث کو صحیح کے مقابلہ میں چھوڑنا واجب ہے کیونکہ صحیح حدیث کے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بارے میں یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے۔ جب کہ ضعیف روایت میں یہ بات مشکوک یا مفقود ہوتی ہے۔

محدثین نے احادیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا کام مکمل کر دیا ہے اور ان درجوں اور مرتبوں کو واضح کر دیا ہے جو حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے کے لیے معیار ہیں۔

پوری امت کا اجماع ہے کہ ماسوائے چند منتقد علیہ احادیث کے باقی بخاری و مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہیں اور دونوں کتابوں میں کوئی حدیث ضعیف یا نا قابل عمل نہیں ہے۔ بشرطیکہ منسوخ نہ ہو۔

آثار صحابہ کرام

حدیث پر عمل کے ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و اقوال بھی امت کے لیے مشعل راہ ہیں جب کوئی مسئلہ کتاب اللہ' اور حدیث رسول ﷺ سے حل نہ ہو تو پھر صحابہ کرامؓ کے عمل کی اتباع ضروری ہو جائے گی اور اس اتباع کا حکم خود رسول اکرم ﷺ نے دیا ہے۔

((علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین)) (۱)

تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین (جو ہدایت والے ہیں) کی سنت واجب ہے

۳- اجماع امت

اجماع کے حجت ہونے میں اختلاف ہے کہ اجماع کب درست اور کب قابل حجت یا دلیل ہوگا؟ جمہور علماء اس کی حجیت کے قائل ہیں۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

(۱) ترمذی' ۹۲ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ان امتی لا تجتمع علی ضلالة (۱)

میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔

لیکن اجماع کا تعین بہت مشکل ہے۔اسی بنا پر امام احمد فرماتے ہیں۔

((من ادعی الاجماع فھو کاذب)) (۲)

اجماع کا دعوی کرنے والا کاذب ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

((مالا یعلم فیہ خلاف فلیس اجماعا)) (۳)

جس مسئلہ میں اختلاف کا علم نہ ہوتو اس میں اجماع نہیں ہوسکتا۔

دونوں آئمہ اجماع کے اس شرط کے ساتھ قائل ہیں کہ پہلے عالم اسلام کے علماء کا اتفاق اور اختلاف معلوم ہو اور بعد میں اتفاق واقع ہوتو وہ اجماع قابل حجت اور دلیل ہوگا۔ پھر اجماع بھی جہری ہونا چاہیئے سری نہیں کیونکہ سری اجماع میں اختلاف کی حقیقت معلوم نہیں ہوسکتی کسی ایک علاقے یا شہر کا اجماع تمام عالم اسلام کے لیے حجت نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ امت کا ایک جزو ہیں۔اور جزو تمام امت کے لیے حجت نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس بات میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اجماع صحابہ حجت اور واجب العمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قیاس:

سلف صالحین میں قیاس کے حجت ہونے کے بارے میں کچھ زیادہ ہی اختلاف تھا

(۱) ابن ماجہ ص ۲۷۰، (۲) اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۴، (۳) اعلام المقوقعین ج ۱ ص ۲۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

صحابہ کرام اور تابعین عظام قیاس کو شرعی دلیل نہیں بناتے تھے۔ ہاں جب کسی مسئلہ میں کوئی دلیل نہ ملتی تو پھر وہ قیاس کو اس اعتبار سے قابل عمل سمجھتے کہ جیسے کسی مجبور اور مضطرب کے لیے مردار کو حلال سمجھا جاتا ہے وہ سوال کرنے والے پر واضح کر دیتے کہ یہ فتوی قیاسی ہے۔ تمہارے لیے اس فتوی پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

بعد کے فقہا نے قیاس کو شرعی دلائل میں شمار کیا اور ساتھ ہی فقیہہ اور غیر فقیہہ کی اصطلاح بھی وضع کر ڈالی صحابہ کرام کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ جس کو چاہا فقیہہ مان لیا اور جس کو چاہا بلاوجہ غیر فقیہہ کہہ دیا۔ پھر قیاس میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ غیر فقیہہ صحابہ کی احادیث کو محض اس لیے رد کر دیا کہ وہ ان کے قیاس کے خلاف ہیں۔ اگر چہ وہ صحت کے انتہائی درجہ کو پہنچتی ہیں۔

اجتہاد

یہ اصول اس لیے وضع کئے گئے تھے تا کہ عند الضرورت دلائل سے استنباط کر کے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کیا جا سکے اور اسلام زندگی کے ہر شعبے کے لیے مکمل ضابطہ اور قانون ثابت ہو نیز اجتہاد کسی ایک زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ قیامت تک جاری رہے۔

تقلید

قیاس میں غلو کرنے والوں اور اجتہاد کے دروازے کو بند کرنے والوں نے دلائل شرعیہ کو ترک کر کے امت کے لیے ایک نئی راہ نکالی جس سے علم کو محدود اور محصور کرنا مقصود تھا تا کہ امت پر آئمہ اربعہ کی تقلید مسلط کر دی جائے حالانکہ اصول اربعہ میں تقلید کا نام و نشان نہیں اور نہ ہی اسلام نے کسی کو مقلد بننے کا مکلّف بنایا ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسلام نے تو کتاب وسنت کی اتباع کا حکم دیا اور جمود وتقلید کو ختم کرنے کے لیے عند الضرورت اجتہاد کو لازمی قرار دیا ہے لیکن ان حضرات نے کمال تناقض سے اجتہاد کو بند کر دیا اور تقلید کو فرض قرار دے دیا۔ حالانکہ قرآن وحدیث اور آئمہ اربعہ کے اقوال میں کہیں تقلید کا حکم نہیں، ہم قارئین کرام کے سامنے تقلید کی حقیقت و ماہیّت بیان کرنا چاہتے ہیں۔

وباللہ التوفیق

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب دوم

تقلید کیا ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم تقلید کے جواز اور عدمِ جواز پر بحث کریں' تقلید کی تعریف کو واضح کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

لغوی تعریف:

لغت میں تقلید کا معنی گلے میں کسی چیز کا لٹکانا ہے۔ لیکن جب اس کا صلہ لفظ دین کے ساتھ آئے یا دین کے مفہوم میں ہو تو اس وقت اس کا معنی کسی بات کو بغیر دلیل اور غور وفکر کے قبول کرنا ہے۔ صاحب المنجد لکھتا ہے۔

((قلده في كذا اى تبعه من غير تأمل ولا نظر)) (۱)

تقلید ایسی پیروی کا نام ہے جو غور وخوض سے خالی ہو۔

صاحب مصباح لکھتے ہیں:

نصرانیوں کی سینہ بسینہ باتوں کو تقلید کہا جاتا ہے (۲)

اس تعریف سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ تقلید کا تعلق دلیل سے نہیں بلکہ سینہ گزٹ باتوں سے ہے۔ صاحب مصباح' جو دیوبند کے فارغ اور حنفی مذہب کے پیرو ہیں' نے اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ کہ مقلد نصوص سے عاری اور سینہ گزٹ باتوں کا متبع ہوتا ہے۔ جیسا کہ عیسائیوں کے پاس سوائے صدری باتوں کے اور کچھ نہیں اسی طرح مقلدین کے پاس دلائل سے ہٹ کر صرف قیاس اور رائے ہوتی ہے۔

۱- المنجد عربی ص ۶۴۹

۲- مصباح اللغات ص ۷۰۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اصطلاحی تعریف

علماء اصول کی اصطلاح میں تقلید کی تعریف یوں ہے:

((العمل بقول الغير بلاحجة)) (۱)

''تقلید ایسے عمل کا نام ہے جو کسی کی بات پر بغیر دلیل کے کیا جائے''

علامہ حسین احمد الخطیب مصری تقلید کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''دلیل کے بغیر کسی قول کو تسلیم کیا جائے اور دوسرے کے مسلک کو اس کی دلیل معلوم کیے بغیر اختیار کیا جائے'' (۲)

بعض نے تقلید کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

((اخذ قول الغير من غير معرفة دليله)) (۳)

بغیر دلیل پہچاننے کے کسی کی بات پر عمل کرنا تقلید ہے۔

بعض نے تعریف کرتے ہوئے یہ قید بھی لگائی ہے کہ مقلد دلیل معلوم کرنے کا مکلّف نہیں۔

((اما المقلد فمستنده قول مجتهده)) (٤)

مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے نہ تو وہ خود تحقیق کر سکتا ہے، نہ اپنے امام کی تحقیق پر نظر ڈال سکتا ہے۔

علامہ حسن شرنبلالی حقیقت تقلید کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

۱- مسلم الثبوت ۲- فقہ الاسلام ص ۵۰۷

۳- جمع الجوامع ص ۲۵۱ ۴- مسلم الثبوت ص ۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

((العمل بقول من ليس قوله احدى الحجج الاربعة الشرعية بلاحجة فليس الرجوع الي النبى ﷺ و الاجماع من التقليد لان كلا منها حجة شرعية من الحجج الشرعية و على هذا اقتصد الكمال فى تحريره و قال ابن امير الحاج وعلى هذا عمل العامى بقول المفتى و عمل القاضى بقول العدول)) (۱)

تقلید کا اصل ایسے شخص کی بات پر عمل کرنا ہے جس کا قول چاروں شرعی حجتوں (کتاب وسنت، اجتہاد اور قیاس) پر مبنی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ (حدیث) اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے اس لیے کہ یہ دونوں حجت شرعیہ میں سے ہیں۔ علامہ کمال نے اپنی کتاب ''تحریر'' میں اور ابن امیر الحاج نے فرمایا کہ جاہل کا مفتی کے قول اور قاضی کا ثقہ کے قول پر عمل کرنا تقلید نہیں۔

• اس کے ہم معنیٰ قاضی شوکانیؒ نے نقل کی ہے فرماتے ہیں۔

((هو العمل بقول الغير من غير حجة فيخرج العمل بقول رسول الله عليه وسلم والعمل بالاجماع و رجوع العامى الى المفتى و رجوع القاضى الى شهادة العدول فانها قد قامت الحجة فى ذلك)) (۲)

''حدیث اور اجماع پر عمل کرنا تقلید نہیں اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف رجوع کرنا اور قاضی کا عادل گواہ کی طرف رجوع کرنا یہ بھی تقلید نہیں کیونکہ اس پر دلیل قائم ہو چکی ہے۔''

اس جامع تعریف میں ملا حسن و قاضی شوکانی نے کیسے واضح الفاظ میں تقلید کے

۱- معیار الحق ص ۶۶ ۲- ارشاد الفحول ص ۲۴۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مفہوم کو بیان فرمایا ہے کہ تقلید کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اس کو شرعی حجت سے خارج سمجھا جائے۔شرعی حجت چونکہ منصوص ہوتی ہے اور تقلید میں نص اور دلیل سرے سے موجود نہیں ہوتی۔اسلام میں جو چیز بغیر دلیل کے ہے وہ یقیناً گمراہی ہے۔

ادب اور لغت کے مسلمہ امام علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔

((ان کان للضلال ام فالتقلید امه))

''اگر گمراہی کی کوئی جڑ ہے تو وہ یقیناً تقلید ہے''

((فاهرب عن التقليد فهو ضلالة))

((ان المقلّد فی سبیل الهالك))

''تقلید سے دور بھاگو کیونکہ یہ گمراہی ہے اور بلا شبہ مقلد ہلاکت کے رستے پر گامزن ہے۔''

مذکورہ بالا عبارات سے اس بات میں ذرہ بھر شک باقی نہیں رہ جاتا کہ مقلد کے پاس تقلید کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔اسی لیے تو علماء نے مقلد کے لیے جہالت جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ مقلد نے کبھی دلیل کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور تقلید کی تعریف سے بھی ثابت ہے کہ اس سے سوائے گمراہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔سعدی فرماتے ہیں۔

عبادت بتقلید گمراہی است

خنک رہروے راکہ آگاہی است

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید اور اتباع میں فرق

مذکورہ بالا سطور میں تقلید کے معنی واضح ہو گئے ہیں۔ اب اتباع اور تقلید کے فرق کو بھی سمجھ لینا ضروری ہے۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے لیکن اتباع بادلیل ہوتی ہے اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر تقلید کا لفظ صادر نہیں ہوتا۔ امام ابن قیم ابن خواص کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

((التقليد معناه فى الشرع الرجوع الى قول لاحجة لقائله عليه و ذلك ممنوع فى الشرعية و الاتباع ما ثبت عليه حجة))

تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے اور اتباع با دلیل۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

((كل من اوجب الدليل عليك اتباع قوله فانت متبعه و الاتباع فى الدين مسوغ والتقليد ممنوع)) (۱)

"کسی کے قول کی اتباع دلیل واجب کرے تو اس کا متبع ہے اتباع دین میں جائز ہے اور تقلید منع ہے۔"

اسی کے ہم معنی الفاظ مشہور حنفی عالم مولانا مرتضی حسن سے منقول ہیں فرماتے ہیں اطاعت تقلید کے معنی سے عام ہے کہ اللہ رب العزت اور سرور عالم صلعم کی اطاعت کو تقلید نہیں کہا گیا۔ نیز مجتہد کا قول فی نفسہ حجت (دلیل) نہیں اور خداوند عالم اور سرور عالم کا قول فی نفسہ حجت شرعیہ ہے۔ (۲)

۱- اعلام الموقعین جلد دوم ص ۱۳۷ ۲- تحقیق الکفر والایمان ص ۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حافظ ابن حزم اندلسی فرماتے ہیں۔

ان التقليد على الحقيقة انما هو قبول ما قاله قائل دون النبی ﷺ بغير برهان فهذا هو الذی اجمعت الامة على تسميته تقليدا(١)

دراصل غیر نبی کی بات کو بغیر دلیل کے ماننا تقلید ہے اور تقلید کی اس تعریف پر تمام امت کا اجماع ہے۔

ان الفاظ سے اتباع اور تقلید کا فرق واضح ہو گیا ہے کہ تقلید اور اتباع دو متضاد چیزیں ہیں اتباع اللہ اور اس کے رسول کی درست ہے۔ جس کا نام اللہ تعالی نے علم رکھا ہے۔

١- فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآئَكَ مِنَ الْعِلْمِ (٢)

٢- فَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَابَ اِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَآءَ هُمُ الْعِلْمُ

٣- وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَم ـ(٣)

ان آیات سے واضح ہے کہ جو آپ کی طرف وحی ہوتی تھی وہ علم ہے اور اس بات پر اجماع امت ہے کہ احادیث رسول بھی قرآن کی طرح علم ہے۔ کیونکہ یہ بھی وحی کے ذریعے سے ہے۔

((وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقُوٰى))(٤)

۱- الاحکام ص۱۶ ج۶ ۲- آل عمران نمبر ۶۱

۳- ۴- النسآء آیت ۱۱۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسی طرح حدیث میں ہے۔

((الا انی اوتیت القرآن و مثله معه))(۱)

کہ مجھے قرآن کے ساتھ حدیث بھی دی گئی ہے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں۔

اَلْعِلْمُ مَا قَالَ اللّٰهُ وَ قَالَ رَسُوْلُهٗ

وَ مَا سِوَاہُ ذٰلِكَ فَهُوَ وَسْوَاسُ الشَّیْطَانَ

علم وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے فرامین ہوں۔ اس کے علاوہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ (۲)

مشہور عرب شاعر بختری نے علم اور تقلید کے فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

عرف العالمون فضلک بالعلم و قال الجهال بالتقلید

علماء نے تیری فضیلت علم سے پہچانی ہے اور جاہلوں نے تقلید سے

اتباع اور تقلید میں فرق اس اعتبار سے بھی ہے کہ جیسے اللہ تعالی کی ذات تمام نقائص سے پاک ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی معصوم عن الخطاء ہیں۔ لیکن ہم کسی امام کے بارے میں یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرح معصوم ہے کیونکہ کسی امتی کی نسبت یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالی نے اس کی عصمت کا ذمہ لیا ہو بلکہ آئمہ میں خطا کا احتمال صواب سے زیادہ ہے اس کا اعتراف علامہ شبلیؒ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کی نسبت عام دعوئے کرتے ہیں کہ ان کے مسائل صحیح اور یقینی ہیں۔ امام ابو حنیفہ مجتہد تھے پیغمبر نہ تھے اس لیے ان کے مسائل میں غلطی کا ہونا ممکن ہے۔ نہ صرف امکان بلکہ وقوع کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔(۳)

۱۔ مسند احمد ص ۱۳۰ ج ۴' دارمی ص ۱۱۴ ج ۱' ابو داود ص ۲۷۶ ج ۲ ترمذی ص ۹۵ ج ۲

۲- قصیدہ نونیہ ۳- سیرت نعمان ص ۲۸'

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

انہی الفاظ کی ترجمانی مولانا تقی عثمانی نے کی ہے۔

''آئمہ مجتہدین کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ معاذ اللہ شارع ہیں یا وہ معصوم اور انبیاء کی طرح خطاؤں سے پاک ہیں۔ یہ جمود ہے جس کی اجازت نہیں (۱)

امام احمد بن حنبلؒ نے اتباع کی تعریف میں اقوال صحابہ کا بھی اضافہ فرمایا ہے:

" الاتباع ان یتبع الرسول ماجاء عن النبی ﷺ وعن الصحابة ثم هو من بعد فی التابعین مخیر" (۲)

''اتباع صرف رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہے اس کے بعد تابعین میں اختیار ہے''

امام احمد نے اتباع کو رسول اکرم اور صحابہ کرام کے ساتھ خاص کیا۔ اس کے بعد والوں کی اتباع نہیں ہو سکتی بلکہ صرف تقلید ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ یہی تعریف امام اوزاعی سے منقول ہے:

" فان رسول الله ﷺ کان مبلغا عن الله تعالی و قال ایضا العلم ماجاء عن اصحاب محمّد وما لم یجیئ عن اصحاب محمد فلیس بعلم (۳)

رسول اکرمؐ کا ارشاد دراصل پیغام الٰہی ہے۔علم صرف انہی باتوں کا نام ہے جو صحابہ کرام سے موصول ہوں اور جن باتوں کی اصل ان سے منقول نہ ہو وہ ہرگز علم نہیں''

اہل زبان کے ہاں یہ چیز تو معروف ہے کہ اتباع کا تعلق دلیل سے ہوتا ہے۔ کتاب وسنت سے بڑھ کر اور کیا بڑی دلیل ہو سکتی ہے جس کے انکار کرنے پر کوئی شخص

۱۔ تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۵۶

۲۔ اعلام الموقعین ص ۱۳۹ ج ۲

۳۔ المختصر المؤمل مع ترجمہ تحقیق المکمل ص ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مسلمان نہیں رہ سکتا لیکن کوئی شخص ایسا دعوی نہیں کرسکتا کہ اگر آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے قول کو نہ مانا جائے یا دو تین کے اقوال کو تسلیم نہ کیا جائے یا پھر کسی ایک امام کے ذاتی قول کو قبول اور اس پر عمل نہ کیا جائے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایسا شرف صرف کتاب وسنت کو حاصل ہے ہاں صحابہ کرام کے آثار سنت رسولؐ کے بعد واجب العمل ہیں اس لیے کہ انہوں نے وحی کا مشاہدہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ کی صحبت میں ایک عرصہ تک رہے آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو براہ راست دیکھا اور خود آنحضرت ﷺ کے سامنے ایسے کام کیے جو بعد میں مستقل سنت کی حیثیت اختیار کر گئے اور یہ تمام امور دلیل سے تعلق رکھتے ہیں ابن القیم اس تقلید اور اتباع کے فرق کو ان دو شعروں میں واضح کرتے ہیں۔

العلم معرفة الهدى بدليله ما ذاك و التقليد يستويان

اذا جمع العلماء ان مقلدا للناس كالاعمى هما اخوان

علم معرفت بالدلیل کا نام ہے تقلید اس کے مساوی اور مترادف نہیں ہوسکتی علماء کا اجماع ہے کہ تقلید نابینا پن کے مترادف ہے۔(۱)

مقلّد اور متبع

اتباع اور تقلید میں یہ فرق واضح ہوگیا کہ اتباع با دلیل اور تقلید بغیر دلیل کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ اتباع دلیل اور علم کے ساتھ اور تقلید جہالت کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح متبع دلیل پر عمل اور مقلد جاہل ہوتا ہے جو دلیل کو نہیں پہچانتا۔ اس فرق میں تمام

۱۔ القصیدۃ النونیۃ ص ۷۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اہل علم کا اتفاق ہے۔ حافظ الغرب ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

((اجمع الناس علی ان المقلد لیس معدوداً من اهل العلم و ان العلم معرفة الحق بدلیله))

تمام لوگوں کا اجماع ہے کہ مقلد عالم نہیں ہوتا کیونکہ علم حق کو دلیل سے جاننے کا نام ہے۔

امام ابن القیم ابن عبدالبر کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

((هکذا کما قال ابو عمر فان الناس لا یختلفون ان العلم هو المعرفة الحاصلة عن الدلیل و اما بدون الدلیل فانما هو تقلید))

بات ایسے ہی ہے جیسا کہ امام ابوعمر (ابن عبدالبرؒ) نے فرمایا کہ لوگوں کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ علم دلیل سے حاصل ہوتا ہے اور جو دلیل کے بغیر ہو وہ تقلید ہے۔

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں۔

((قد تضمن هذان الاجماعان اخراج المتعصب بالهوی و المقلد الاعمی عن زمرة العلماء)) (۱)

مقلد اور متعصب کو علماء کے زمرہ سے خارج سمجھنا چاہیئے۔

جمہور شافعیہ کے نزدیک مقلد کی تعریف

((ولاخلاف بین الناس ان التقلید لیس بعلم ان المقلد لایطلق علیه اسم عالم وهذا قول اکثر الاصحاب و قول جمهور الشافعیة)) (۲)

۱- اعلام الموقعین ص ۵ ج ۱

۲- ایضاً ص ۳۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ تقلید علم نہیں اور مقلد پر عالم کے لفظ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اکثر اصحاب اور جمہور شافعیہ کا یہی قول ہے۔

مشہور حنفی محدث امام طحاوی اور علی بن حسین جو مصر میں ۲۹۳ھ میں قاضی مقرر ہوئے تھے نے ایک دفعہ یہ فرمایا:

''تقلید وہی کرتا ہے جو متعصب ہو یا بے وقوف''

یہ الفاظ اس قدر لوگوں کے ورد زبان ہو گئے تھے کہ وہ مصر میں ضرب المثل بن گئے (۱)

مذکورہ تصریحات سے معلوم ہو گیا ہے۔ کہ مقلد کا شمار اہل علم سے نہیں ہوتا' اس لیے تو مجتہد کے لیے تقلید جائز نہیں کیونکہ اجتہاد کے لیے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجتہد کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''ابن حزم کا یہ قول کہ تقلید حرام ہے صرف تین قسم کے لوگوں پر صادق آتا ہے اول جس کو تھوڑا بہت اجتہاد کا ملکہ حاصل ہو خواہ ایک ہی مسئلہ میں ہو۔ اور اس پر یہ پوری طرح روشن ہو کہ نبی ﷺ نے اس کا حکم فرمایا اور یہ حدیث منسوخ نہیں (۲)

حضرت شاہ صاحب کی اس عبارت پر شیخ الاسلام امرتسری یوں قلمطراز ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ عمر کا کچھ حصہ تحصیل علوم میں خرچ کر کے علوم عالیہ اور آلیہ میں دست گاہ رکھتے ہیں علوم تفسیر وحدیث اور فقہ کو باقاعدہ پڑھتے ہیں ان کے حق میں نہ تو تقلید کی تعریف صادق آتی ہے۔ نہ وہ کسی طرح مقلد کہلا سکتے ہیں بلکہ وہ ایک معنی سے اچھے خاصے مجتہد ہیں۔ (۳)

۱- فقہ الاسلام ص ۵۱۰ ۲- عقد الجید ص ۶۲

۳- اجتہاد و تقلید ص ۹۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

آج کل کے مقلد علماء جو مجتہد' مفسر' محدث' منطقی' فلسفی' اصولی' فقیہہ اور نہ جانے کیا کیا القاب سے مشرف ہوتے ہیں پھر بھی اپنے آپ کو مقلد کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں شاید کہ یہ اس لئے ہو جیسا کہ علم بیان و معانی والوں نے لکھا ہے۔

((قد ینزل العالم منزلة الجهل لعدم جريه على موجب العلم)) (۱)

''جب عالم کا علم کے مطابق عمل نہ ہو تو وہ جاہل سمجھا جائے گا''

یہ حضرات اس اعتبار سے تو فقیہہ بھی ہیں' مجتہد بھی کہ تمام دینی علوم سے پیراستہ اور مزین ہیں لیکن اس اعتبار سے ان میں اتم درجہ جہالت ہوتی ہے کہ انہوں نے جب کسی مسئلہ پر عمل کرنا ہے تو امام کی رائے سے قدم باہر نہیں نکالنا۔

فان کنت لاتدری فتلك مصية

و ان کنت تدری فالمصيبة اعظم

پھر ان علماء کو دیکھو جنہوں نے تقلید جیسے معرکتہ الأ راء مسئلہ پر کتابیں لکھ ماریں اور ایسے دلائل سے استنباط کی ناحق سعی کی جن کا علم سے گہرا تعلق ہے تو پھر ایسے محقق ہونے کے باوجود یہ مقلد کیسے رہ گئے جب کہ اس مسئلہ کی تحقیق میں یہ مجتہدین سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم نے تقلید کو کس دلیل سے معلوم کیا ہے۔ تو فوراً کہہ دیں گے' کتاب وسنت سے' پھر ان سے پوچھا جائے کہ تم نے ایسے مسئلہ کا استخراج تو کر لیا جن کا کتاب وسنت میں کوئی وجود نہیں تو ان مسائل کا استخراج کتاب وسنت سے کیوں نہیں کرتے جو عام فہم اور اتنے واضح ہیں جن کی تحقیق میں غلط ٹھوکریں بھی نہیں کھانی پڑتیں۔ تو وہاں صرف تقلید کا عذر پیش کریں گے یہ محض

۱۔ تلخیص المفتاح ص ٦

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلیدی کرشمے ہیں کہ علوم کے ماہر بھی تقلید سے باہر جانا پسند نہیں کرتے اور عوام کو محض مغالطہ دینے کے لیے جگہ جگہ اتباع اور تقلید' اسی طرح اقتداء اور تقلید کے معنی کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ تقلید اور اتباع کا مفہوم الگ الگ ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا علمی خیانت ہوسکتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے آثار کو بھی تقلید میں گھسیٹ لاتے ہیں حالانکہ یہ حضرات اس بات سے آشنا ہیں کہ تقلید کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے بالکل مختلف ہے۔ یہ شرف صرف اہلحدیث کو حاصل ہے کہ وہ متبع ہوتا ہے مقلد نہیں کیونکہ وہ جس پر عمل کرتا ہے دلیل سے کرتا ہے۔ اہلحدیث کتاب وسنت کی موجودگی میں اقوال آئمہ کیا اقوال صحابہ سے بھی دلیل نہیں پکڑتے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب سوم

مقلدین کے دلائل

ہم اس تمہید کے بعد اس مقام پر پہنچ آئے ہیں کہ تقلید پر کما حقہٗ بحث کر سکیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہوئے پہلے ان دلائل کی حقیقت کو پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے علماء کا براہ راست کتاب وسنت سے تعلق نہیں رہا ہے۔ لیکن ان دلائل کو پیش کرنے سے پہلے ایک بات کا ذکر بے فائدہ نہ ہوگا کہ متقدمین اور متاخرین کے دلائل میں ذرہ برابر فرق نہیں، ہاں صرف طریق بیان میں فرق ضرور ہے۔ جو متقدمین نے اس بارے میں کاوشیں کی ہیں، متاخرین نے اس پر سوائے زیبائش وزینت کے کچھ نہیں کیا۔ بات وہی پرانے شکاری اور نئے جال والی ہے۔ ہم طوالت سے بچتے ہوئے ان دلائل کو نئے انداز میں بیان کریں گے۔ پھر ان شبہات کو بھی رفع کریں گے جو مقلدین نے پیدا اور مشہور کر رکھے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

مقلدین حضرات اپنے موقف میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں جن کی تفصیل اور حقیقت یہ ہے۔

۱ - ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون﴾

تم اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے

مقلدین بڑے شدّ و مد سے اس آیت کریمہ کو تقلید کے جواز میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں تقلید کا اشارہ تک موجود نہیں جس سے آئمہ کی تقلید ثابت ہوسکے۔ اس آیت میں تو یہ بتانا مقصود تھا کہ تم جس رسول کی تکذیب محض اس لیے کر

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

رہے ہو کہ وہ بشر ہے اور تم اس کے مقام سے نا آشنا ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لو کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے جتنے رسول آئے وہ سبھی بشر تھے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ محمد ﷺ انہی سچے رسولوں میں سے ایک ہیں آیت کے مکمل الفاظ یہ ہیں:

﴿وَ مَا اَرسَلنَا مِنْ قَبلِكَ اِلّاَ رِجَالاً نُوحِي اِلَيهِم فَاسئَلُو اَهلَ الذِّكرِ اِنْ كُنتُم لاَ تَعلَمُونَ﴾ (۱)

''ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ مرد تھے ہم نے ان کی طرف وحی کی پس تم اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے''

وہ تمہیں بتائیں گے کہ دنیا میں جتنے رسول آئے سب کے سب بشر تھے۔ اس آیت کے سیاق و سباق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کے مخاطب مشرکین ہیں اور اہل ذکر سے مراد اہل کتاب ہیں۔ اس آیت میں ایک خاص اعتراض کے رفع کرنے میں اہل کتاب کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ وہ صحائف انبیاء اور آسمانی کتابوں سے واقف تھے حالانکہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے قائل نہ تھے تو پھر ان سے سوال کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے علم کی بنا پر تمہیں بتا دیں گے کہ رسول بشر ہی ہوتا ہے اور رسول کا بشر ہونا اس قدر واضح ہے کہ اہل کتاب سے بھی اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ اور پھر اس سے اگلی آیت میں تبلیغ کا حکم ہے۔

﴿بِالبَيِّنَاتِ وَ الزُّبُرِ وَ اَنزَلنَا اِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيهِم وَ لَعَلَّهُم يَتَفَكَّرُونَ﴾ (۲)

۱- النحل آیت ۴۳

۲- النحل آیت ۴۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

''ان پیغمبروں کو معجزے اور کتابیں دے کر بھیجا اور اس طرح ہم نے تجھ پر بھی قرآن اتارا۔ اس لیے کہ تو لوگوں کو سمجھا دے جو ان کی طرف اترا اور اس لیے کہ وہ خود بھی غور کریں''

اس آیت کے ابتدائی الفاظ کس قدر واضح ہیں کہ اے رسول ﷺ آپ کے ذمے اس کتاب کی تبلیغ ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے اور تبلیغ کن لوگوں کو کرنی ہے تو فرمایا ما نزل الیھم کہ جن کی طرف یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور وفکر کریں اب دیکھیے پہلے ذکر کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور پھر مخاطبین کی طرف ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی نسبت اور مخاطبین کی نسبت میں واضح فرق کیا ہے کہ رسول پر تبلیغ فرض ہے اور مخاطبین پر غور وفکر تو یہاں کسی ایک کی تخصیص کیسے ہوسکتی ہے جب کہ آپ خاص لوگوں کی طرف رسول بن کر نہیں آئے بلکہ تمام لوگوں کی طرف رسول بن کر آئے ہیں اور تمام کو ہی غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے پھر یہ بات بھی مدنظر رکھیے کہ قرآنی اصطلاح میں ذکر وہ ہوگا جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوا ہو جو اللہ تعالی کی طرف ہوا نازل نہیں ہوا وہ ذکر نہیں ہوسکتا اور وہ عالم عالم نہیں جو ذکر سے واقف نہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی آدمی کے قیاس کو دین بنا لیا جائے یہ بات اس آیت کے صریح خلاف ہوگی کہ اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر کسی اور پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے کیونکہ علم وہ ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے ہو اور علماء وہ ہیں جو قیاسات کو چھوڑ کر کتاب وسنت کو اپناتے ہیں۔ مقلد جاہل ہوتا ہے اور جاہل کو غور وفکر کی حاجت ہی کیا لیکن اس آیت میں اللہ تعالی نے ذکر کے ساتھ غور وفکر کو لازم قرار دیا ہے جو بھی مسلمان ہوگا اس کو کتاب وسنت کے مطابق غور وخوض کرنا ہوگا لیکن مقلد تو صرف اپنے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

امام کی رائے کو ہی کافی سمجھتا ہے تو ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہوا کہ تقلید کے دعوے دار اس آیت سے عامی (جاہل) کے لیے علماء کی طرف رجوع کرنا لازمی قرار دیتے ہیں تو اس بات میں شک بھی کیا ہوسکتا ہے کہ جاہل نے تو آخر علماء کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے البتہ اس کے لیے غور وفکر کو لازمی قرار دیا ہے تاکہ وہ صرف کسی عالم کی بات کو اس لیے قبول نہ کرے کہ یہ بات فلاں عالم کی ہے بلکہ وہ اس میں دیکھے کہ عالم نے جوفتوی دیا ہے کیا وہ کتاب وسنت کے موافق ہے یا نہیں۔ اس بات سے یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ جو کسی مسئلہ میں خود تحقیق کرسکتا ہے۔ کہ وہ مسئلہ کتاب وسنت کے موافق ہے یا نہیں، اس کو کسی سے فتوی لینے کی ضرورت ہی کیا ہے تو اس شبہ کے رفع کرنے میں عرض یہ ہے کہ عامی مفتی سے دلیل تو طلب کرسکتا ہے کہ بتائیے آپ نے جوفتوی دیا ہے اس کی کتاب وسنت میں کیا اصل ہے جب مفتی دلیل بیان کرے گا تو وہ تقلید نہ رہے گی کیونکہ تقلید میں دلیل کا وجود نہیں ہوتا اب یہ قارئین کا کام ہے کہ وہ مقلّد بننا چاہتے ہیں (جس کو دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی) یا قرآن کی اس آیت کی وجہ سے تحقیق کر کے متبع بننا چاہتے ہیں۔

ان فی ذلك لعبرة لاولی الابصار

ہم مقلدین سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آخر اس آیت میں اللہ تعالی نے تقلید شخصی کو کہاں واجب قرار دیا ہے اگر اس آیت سے تقلید شخصی کا کوئی پہلو نکلتا ہے تو آج تک ان الفاظ کو بیان کیوں نہیں کیا گیا بلکہ اس آیت سے یہی معلوم ہے کہ اگر تم علم سے واقفیت نہیں رکھتے ہو تو کسی اہل علم سے پوچھ لو تو اس میں کسی ایک کی تخصیص کا اشارہ تک نہیں کہ تم فلاں شخص سے مسئلہ پوچھو اور اس کے فتوی پر عمل کرو۔ اگر مقلدین کی اس بات کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو کیا اسلام میں اہل علم چار ہی ہوئے ہیں اور ان کے بعد

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

علم کا دروازہ بند کر دیا گیا؟ یا ان چاروں نے بعد میں آنے والوں کو قیامت تک کے لیے علمی ضرورت سے مستغنی کر دیا؟ ظاہر ہے کہ کوئی مقلد اس کا جواب نہیں دے سکتا چنانچہ مسئلہ صاف ہو گیا کہ اہل ذکر سے مراد ہر دور کے وہ علماء ہیں جو ذکر (کتاب وسنت) پر عمل پیرا ہوں۔

پھر اس آیت کریمہ میں وہ کونسا لفظ ہے جس کا معنی تقلید ہے اگر کہیں کہ اس میں سوال کا ذکر ہے تو ہم کہتے ہیں دنیا کی کسی لغات میں سوال کا معنی تقلید نہیں اگر سوال کا معنی تقلید ہے تو قرآن کریم میں کئی بار رسول اللہ ﷺ کو بھی حکم ہوا ہے کہ آپ فلاں سوال کریں تو کیا اس کا معنی ہوگا کہ اے رسول تم بھی فلاں کی تقلید کرو (معاذ اللہ)

اگر آج کے مقلد مفتی فتوی دیتے وقت فقہ کی کتابوں سے متقدمین کی عبارت کو نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں تو کونسی چیز مانع ہے کہ وہ قرآن کریم اور کتب حدیث (جو وحی کے مبارک الفاظ ہیں) سے نقل کر کے اللہ اور رسول ﷺ کی رضا مندی بھی حاصل کریں اور ثواب بھی پائیں۔

الختصر یہ آیت کسی طریقہ سے بھی تقلید کو ثابت نہیں کرتی بلکہ یہ تو تقلید کے خلاف ایسی واضح ہے جس کا انکار طالب حق سے نہیں ہو سکتا۔

۲-﴿ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (۱)

''تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو اولوالامر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم کسی چیز میں تنازع کرو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو''

۱- سورۃ النساء آیت ۵۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید کے جواز میں اس آیت کو بڑے جوش وخروش سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ اطاعت اللہ' اطاعت رسول اور اطاعت آئمہ ایک ہی چیز ہیں۔

اُولی الامر سے مراد فقہا کرام لیے جاتے ہیں لیکن یہ بات کس قدر تعجب خیز ہے کہ جب لفظ کے مفہوم میں اختلاف واقع ہو اور اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث مل جائے تو اختلاف خود بخود رفع ہو جانا چاہیئے یہ بات مسلمہ ہے کہ کتب حدیث میں اولی الامر کا لفظ فقہاء پر نہیں بلکہ جو منصب حکومت پر فائز ہوں ان کیلئے استعمال ہوا ہے۔ کتب حدیث کا مطالعہ کرنے والے احباب سے یہ بات اوجھل نہیں رہ سکتی کہ رسول اکرم ﷺ نے اس لفظ کو کس معنیٰ میں استعمال کیا ہے ہاں جناب عبداللہ بن عباسؓ سے اولی الامر کی تفسیر علماء کے مفہوم میں آئی ہے لیکن یہ بات تو مسلمہ ہے کہ مرفوع روایت کی موجودگی میں موقوف روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔ اگر بفرض محال جناب عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر کو درست سمجھ لیا جائے کہ اولی الامر سے مراد علماء بھی ہیں تو تب بھی اس سے تقلید ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ اطاعت کا مستقل ذکر اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے لیے کیا گیا ہے اسی لیے تو لفظ ''اطیعوا'' کو دوبارہ ذکر فرمایا ہے اولی الامر کی اطاعت کو جملہ معطوفہ کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اطاعت اصل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہے امراء کی جو اطاعت ہے وہ کوئی مستقل اطاعت نہیں بلکہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے تابع ہے یہ بھی اسی لیے تو اگلا جملہ فان تنازعتم فی شیئ ذکر فرما کر اس بات کی تصریح کردی کہ علماء اور امراء سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اللہ جل جلالہ اور رسول سرور ﷺ سے اختلاف کفر اور سلب ایمان کا سبب ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيْ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا (القرآن)

تیرے رب کی قسم! وہ لوگ ایماندار نہیں جو آپ کے فیصلے کو شرح صدر سے قبول نہیں کرتے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ امام اور رسول کی اطاعت میں فرق ایسا ہے جیسا کہ رسول اور امتی میں فرق ہے تو شاید اس بات میں بھی کسی کو اختلاف نہ ہو کہ امام کی تمام باتیں قابل عمل نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی ہر بات پر عمل کرنا واجب ہے جو آپؐ کے فرمان کو درست سمجھتے ہوئے پھر عمل نہیں کرتا اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امراء کی اطاعت اصل میں ان معاملات میں ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ سے ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لاطاعة لمخلوق فی معصية الله (۱)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوسکتی۔

مقلدین حضرات نے اس آیت (اطیعوا اللہ) سے جو آج تک ستم روا رکھا ہے اس کی تلافی شاید کسی طریقے سے نہ ہو سکے۔ انہوں نے اپنے مقصد کو اپنانے کے لئے اس آیت مبارکہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ یایھا الذین آمنوا سے لے کر منکم تک ایک حصہ اور فان تنازعتم فی شئ آخر آیت تک دوسرا حصہ بنا دیا اور یہ کہہ کر کہ یہ جملہ مستقل ہے جس میں مجتہدین کو خطاب کیا گیا ہے گویا کہ ان کے ہاں قرآن کے

۱- اعلام ص ۳۹ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بعض حصے علماء کے لیے خاص ہیں ان پر عوام کو عمل نہیں کرنا چاہیئے اور بعض عوام کے لیے مخصوص ہیں۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اب قارئین فیصلہ فرمائیں گے کہ کیا قرآن ایسے حصہ دار فرض کیا گیا ہے کہ کچھ حصہ پر عوام عمل کریں اور باقی حصہ علماء کے لیے چھوڑ دیں........... ایسا ہرگز نہیں، قرآن تمام کا تمام مسلمانوں کے عمل کے لیے اتارا گیا ہے۔ اگر قرآن کی آیات کو اپنے مفہوم میں ایسے استعمال کیا گیا تو خدا جانے اس کی کونسی صورت بن کر رہ جائے گی۔

((افتؤ منو ن ببعض الکتاب و تکفرو ن ببعض))

پھر اس آیت میں اطاعت کا حکم ہے تقلید کا نہیں اور یہ گزر چکا ہے کہ اطاعت اور تقلید باہم متضاد ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے تقلید کا حکم کشید کرنا غلط ہے۔

۳- ﴿وَاتَّبِعُ سَبِيلَ مَنُ اَنَابَ اِلَيَّ﴾

''اور تو اس کے رستے کی پیروی کر جو میری طرف رجوع کرتا ہے''

مقلدین نے اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو منیب الی اللہ ہوں ان کی پیروی کرنی چاہیئے اور آئمہ اربعہ کی انابت میں کسی کو اختلاف نہیں کیونکہ ان کے مذہب مدوّن ہو چکے ہیں لہذا ان کی اتباع ضروری ہے لیکن دیکھا جائے تو یہ استدلال درست نہیں اولا اللہ تعالی نے لفظ اتباع ذکر فرمایا ہے تقلید نہیں۔ اتباع اور تقلید میں جو فرق ہے وہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ ثانیاً اللہ تعالی انسان کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ اپنے والدین کی اتباع کرنا۔ لیکن جب وہ تجھے شرک پر آمادہ کریں تو پھر ان کی اتباع نہ کرنا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اور ان لوگوں کی اتباع کرنا جن کا رجوع صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس کے بعد والے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا:

ثم الیّ مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون (۱)

پھر تمہارا ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم نے تمہارے اعمال کی خبر لینی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اتباع میں وہ رستہ اختیار کرنا جس سے تم آخرت میں کامیابی پاسکو پھر اللہ تعالیٰ نے لفظ سبیل استعمال کیا ہے۔ جو صرف رسول اللہ ﷺ کے رستہ کے لئے خاص ہے۔

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيلِي اَدْعُوا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ (۲)

کہدو یہ میرا رستہ ہے میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت پر اور جس نے میری اتباع کی۔

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ (الانعام)

"یہ راہ میری سیدھی راہ ہے تم اسی پر چلو"

جب لفظ سبیل مفرد ہو اور اتباع کے معنی میں استعمال ہوا ہو تو وہاں صرف رسول اللہ کا راستہ ہوگا لیکن جب راستے مختلف ہو جائیں تو اس وقت وہ صحیح راستہ نہیں بلکہ شیطانی راستہ ہوگا جو افتراق اور اختلاف کا سبب بنے گا اسی لیے تو رسول ﷺ کا راستہ بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ذکر کیے:

﴿وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ﴾

"تم مختلف رستوں پر نہ چلو ورنہ تم فرقہ بندی کا شکار ہو جاؤ گے"

معلوم ہوا جب راستے مختلف ہوں تو وہ سبیل من اناب کے زمرہ سے خارج ہو

۱۔ سورۃ لقمان ۱۵   ۲۔ سورۃ یوسف ۱۰۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

جائیں گے تقلید کی وجہ سے امت مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ ہر گروہ نے اپنا راستہ اختیار کیا جس سے مذکورہ فرمان میں جس کی وعید تھی وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ پھر اس آیت میں لفظ من استعمال ہوا ہے جو عموم کے لیے آتا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ منیب الی اللہ میں اجتہاد کی شرائط خواہ موجود نہ بھی ہوں یا وہ عالم ہی نہ ہو مگر وہ صالح اور متقی ہو تو اس کی اتباع بھی ضروری ہوگی لیکن کوئی مقلد مجتہد کے بغیر صرف متقی کی تقلید کو واجب نہیں سمجھتا۔ اگر اس آیت کو جس معنیٰ میں آپ نے استعمال کیا ہے مان لیا جائے تو تقلید شخصی کی بنیاد ہی ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ حکم ہر منیب کے لیے ہے ۔ پھر لفظِ اناب کا استعمال زیادہ تر انبیاء کے لیے ہے۔ وَظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا و اناب اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ نبی کی انابت میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا لیکن کسی امتی کے بارے میں ہم یقینی طور پر انابت کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے امتی کے منیب ہونے کا انکار کیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہم تمام صحابہ کرامؓ کی انابت کو بالا چون و چرا قبول کرتے ہیں لیکن ہم ان کی انابت کا موازنہ انبیاء علیہم السلام کی انابت سے نہیں کرتے۔ حالانکہ ان کے ایمان اور جنتی ہونے کی گواہی خود اللہ تعالی نے دی ہے اس کے باوجود اکثر مقلدین صحابہ کی تقلید کو عملاً جائز نہیں سمجھتے تو بتاؤ جب صحابہ کی تقلید واجب تو یوں بعد والے کسی امتی کی تقلید کو کیسے واجب تسلیم کیا جا سکتا ہے جن کی انابت کے بارے میں مختلف شکوک وشبہات ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کی انابت کا ہمارے پاس کوئی سرٹیفکیٹ نہیں۔ پھر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یہ علم کے اجارہ دار علم سے کام نہ لیتے ہوئے کس بے باکی سے اہل اسلام میں سے صرف چار کی ، کو قبول کرتے ہیں گویا کہ اسلام میں عرصہ چودہ سو سال میں اہل اللہ صرف

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

چار ہی ہوئے ہیں۔

گرچہ عقل سوئے بالامی پرد

مرغے تقلیدت بہ پستی می پرد

٤- فَلَوْ لَانَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (١)

''ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر فرقے میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کی طرف لوٹ کر آئیں تاکہ وہ بچیں رہیں''۔

اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ جو علماء دین میں تفقہ حاصل کریں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچائیں تو لوگوں کو ان کی بات کی اتباع کرنی چاہیئے اور اسی کا نام تقلید ہے۔

لیکن ان کا یہ استدلال غلط ہے اس لئے کہ یہ آیت چند وجوہ سے تقلید کے سخت خلاف پڑتی ہے۔ اول اس میں علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے تقلید میں علم سرے سے ہوتا نہیں کما تقدم۔ دوم اس آیت کا پہلا حصہ یہ ہے ''وما کان المؤمنون لینفروا کافة'' کہ تمام مومن جہاد پر نہ چلے جائیں بلکہ ان میں ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہیئے جو (دینی) علم حاصل کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام مومن جہاد میں شریک ہو جائیں اور علم کی طرف کوئی توجہ ہی نہ دے یہاں تو یہ بتلانا مقصود ہے کہ علم کی فضیلت جہاد سے کسی درجہ کم نہیں جیسا کہ مجاہدین نے جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہوتی

۱- سورۃ توبہ آیت ۱۲۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہے اسی طرح علماء نے ایمانی اور نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرنا ہوتا ہے تو یہاں علم حاصل کرنے کا ذکر ہے تقلید کا نہیں کیونکہ اس میں دلیل کی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی۔ سوم اگر یہاں تقلید مراد لی جائے تو پھر کلی تقلید پر عمل ہونا چاہیئے لیکن آپ نے تقلید کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کو واجب العمل اور دوسرے کو واجب الترک (جس کو چھوڑنا ضروری ہو) قرار دیا۔ اصول فقہ نیز بہار شریعت وغیرہ میں عقائد میں تقلید کو ناجائز اور احکام میں جائز قرار دیا ہے پھر لفظ نذیر میں کہاں عقائد اور احکام کا فرق ہے؟ بلکہ نذیر تو کہتے ہی اسے ہیں جو عقیدہ پہلے درست کرے اور احکام کی تعلیم بعد میں دے جیسا کہ تمام انبیاء کرام کا دستور رہا ہے اور خود نبی اکرم ﷺ نے احکام سے پہلے عقائد کی تعلیم دی تھی گویا کہ آپ کے اس مفروضے نے کہ تقلید کی تقسیم جائز ہے۔ کہ ایک امام کو احکام میں آنکھیں بند کر کے قبول کیا جائے لیکن جب عقائد کی بات آئے تو اسی امام کو فراموش کر دیا جائے جیسا کہ حنفی بریلوی حضرات کرتے ہیں۔ احکام میں امام ابو حنیفہؒ کی بات کو کتاب وسنت سے برتر سمجھتے ہیں لیکن عقائد میں امام صاحب کی مخالفت میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ شاید ان کے جدید عقائد کی بنا پر امام صاحب مسلمان بھی ہیں یا کہ نہیں۔

ان کو اک حال پر رہتا ہی نہیں چین کبھی
کبھی آنے میں خفا ہیں، کبھی جانے میں

المختصر مقلدین کی اس تقسیم سے واضح ہو گیا کہ تقلید کوئی ایسی چیز نہیں جسے ہر حالت میں قبول کیا جا سکے تو پھر اس آیت سے تقلید کیسے ثابت ہوگئی بلکہ یہ آیت تو تقلید کے خلاف پڑی کہ علماء کی تقلید کوئی ایسی ضروری نہیں کہ ہم اسے ہر حالت میں قبول کر لیں

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بلکہ جہاں تک ہو سکے حصول علم کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور اس کی برکات سے دامن بھرنا چاہیئے چہارم آس آیت میں صیغہ جمع کا استعمال ہوا ہے۔ اذا رجعوا الیھم اس صیغہ نے اس بات کی قلعی کھول دی کہ مقلد حقیقت سے نا آشنا ہوتا ہے ایک جگہ وہ تقلید شخصی کا حکم لگاتا ہے۔ تو دوسری جگہ خود اس کی نفی کر دیتا ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حدیث سے استدلال

مذکورہ آیات کی طرح بعض احادیثِ نبویہ کو بھی تقلید کے ثبوت میں بطورِ استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ ہم ان احادیث کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کے استدلال کی حقیقت بھی واضح کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان استدلالات کی وہ حقیقت نہیں جو یہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے پیش کرتے ہیں بلکہ وہ تو قرآنی آیات کی طرح تقلید کے بالکل خلاف ہیں۔

۱- ((اقتدوا بالّذین من بعدی ابی بکرو عمر)) (۱)

''میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا''

اس حدیث شریف میں یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اقتداء کا معنی تقلید ہوتا ہے لیکن ان کا یہ ترجمہ کسی اہلِ لغت نے بیان نہیں کیا۔ ہاں اقتداء اُسوہ اور سنّت کے معنی میں ضرور آتا ہے۔ مشہور لغت دان ابن منظور فرماتے ہیں:

''الاقتداء الاسوۃ''

اقتداء کے معنی اُسوہ ہیں۔

اور یہی لفظ اسوہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(۲)

''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں''

۱۔ ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲ ۲۔ سورۃ الاحزاب ۲۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر قول و فعل با دلیل ہو گا اس اعتبار سے صحابہ کرام کی اقتداء بھی دلیل کے ساتھ ہو گی کیونکہ اس کا حکم بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ تقلید میں دلیل نہیں ہوا کرتی۔ پھر اقتداء کا تعلق ہی دلیل سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ مشہور حدیث میں ہے۔

يقتدى ابوبكر بصلوة رسول الله ﷺ والناس يقتدون بصلاة ابى بكر(۱)

''جب رسول اللہ ﷺ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز کی اقتداء کی اور دوسرے صحابہؓ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے۔

اس میں کسی کو انکار نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کی تھی، وہ بادلیل تھی اور صحابہؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو اقتداء کی وہ اس اعتبار سے بادلیل تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہے تھے۔ اس میں آپ کی ذاتی رائے یا قیاس کو دخل نہیں۔ پھر لفظ اقتداء کا استعمال قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (۲)

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء کرام کا ذکر فرما کر آخر میں ہادی دو جہاں ﷺ کو ان کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔ اگر اقتداء کا معنٰی تقلید لیا جائے تو پھر کوئی مقلد اس بات کی جرأت

ا۔ بخاری ص ۹۹ ج ۱ ۲۔ سورۃ الانعام ۹۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کر سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی ایک نبی کا مقلّد تصوّر کرے۔ جب کہ مقلّد جاہل ہوتا ہے اور اس کی جہالت میں کسی کو شک نہیں ہوتا۔

((لا فرق بین بهیمة تنقاد و انسان یقلد))

افسوس صد افسوس ان حضرات پر جو اقتداء کا معنی تقلید لیتے ہیں اور بزم خوش پھر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ٹھیکہ بھی لے رکھا ہے اور دوسروں پر گستاخی کے صدہا الزام لگانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کو دوسروں کے تنکے تو نظر آ جاتے ہیں لیکن اپنی آنکھ کے شہتیر بھی نظر نہیں آتے۔ یہ ان کا قصور نہیں اور ان حضرات سے ایسی بات کا صادر ہونا قیاس سے بھی دور نہیں کیونکہ یہ مقلّد ہیں اور ان پر غور و فکر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہوتا۔ اگر ہم اقتداء کو تقلید کے معنی میں استعمال کرتے تو فتوؤں کے گہرے بادل چھا جاتے لیکن یہ ان حضرات کی طرف سے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اگر اقتداء کو تقلید کے معنی میں لیا جائے تو اس کی زد براہ راست سرور کائنات ﷺ کی مقدس شخصیّت پر پڑتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاں رسول اکرم ﷺ کی حیثیت ایک عامی کی ہو۔ ان لِلّٰہ و انا الیه راجعون۔

اب یہ تو واضح ہو گیا کہ اقتداء کسی طرح بھی تقلید کے معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس سے وہ تمام استدلال ختم ہو گئے جو اقتداء سے تقلیدی مفہوم میں لیے جاتے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲- ((مَن افتٰی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ)) (۱)

''جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس کا گناہ مُفتی پر ہوگا''

تقلید کا استدلال پکڑتے ہوئے مجوزین حضرات کہتے ہیں اگر مُفتی کی اتباع لازم نہ ہو تو مفتی کو ایسی سرزنش نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن اس استدلال کو دیکھا جائے تو یہ سراسر غلط ہے۔ اس لیے کہ مُفتی کو جو گناہ لازم آئے گا اس کے غلط فتویٰ کی بنا پر ہوگا۔ خواہ اس پر فتوی طلب کرنے والا عمل کرے یا نہ کرے کیوں کہ مفتی پر کتاب وسنت کے مطابق فتوی دینا واجب ہے۔ اگر وہ کتاب وسنت کی موجودگی میں غلط فتویٰ دیتا ہے تو وہ شرعی اعتبار سے سخت مجرم ہوگا۔ اسی طرح اگر فتویٰ طلب کرنے والا محض اس لیے اس فتویٰ پر عمل کرتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہے خواہ وہ کتاب وسنت کے خلاف کیوں نہ ہو تو اس صورت میں یہ بھی گناہ میں مُفتی سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ کیونکہ اتباع کتاب وسنت کی ہے آراء الرّجال کی نہیں۔ اِسی بنا پر امام اہل سنّت احمد بن حنبلؒ تقلید سے فتویٰ کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب امام صاحب کے نزدیک تقلید سے فتویٰ دینا جائز نہیں تو اس فتویٰ پر عمل بھی کیسے جائز ہوگا۔ جب علم ہو جائے کہ یہ فتویٰ کتاب وسُنّت کے منافی ہے تو اس وقت مفتی اور مُستفتی میں کوئی فرق نہ ہوگا۔(۱)

فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُ لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَھَدَیْنٰکُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ (۲)

''قیامت کے دن کمزور بڑے آدمیوں سے کہیں گے (مرید اپنے مرشد سے) ہم

۱۔ ابی داؤد ص ۵۱۵ ج ۲ ۲۔ سورۃ ابراہیم ۲۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تو تمہارے تابعدار تھے تو کیا اللہ کے عذاب سے تم ہمارے کام آ سکتے ہو تو وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں راہ پر لگاتا تو ہم بھی تمہیں سیدھی راہ بتاتے۔ خواہ ہم روئیں پیٹیں خواہ صبر کریں دونوں برابر ہیں عذاب سے ہم چھٹ نہیں سکتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن کی غلط پیروی کی جاتی ہے جس طرح وہ بارگاہ ایزدی میں مجرم ہوں گے اسی طرح اُن کے غلط پیروکار بھی مجرم ہوں گے۔ اسی طرح اگر مفتی غلط فتویٰ دیتا ہے اور مستفتی اس غلط فتوی پر عمل کرتا ہے (کتاب و سنّت سے دلیل طلب کیے بغیر) تو وہ بھی مُفتی کے ساتھ گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔ اس امر کی مزید وضاحت حدیث شریف سے ان الفاظ کے بھی ہوتی ہے۔

((ان اللّٰہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبقیٰ عالماً اتخذ النّاس رؤساً جھالا۔ فافتوا بغیر علم فضلّوا و اضلوا)) (۱)

''اللہ تعالیٰ علم کو بندوں کے سینوں سے نہیں چھینے گا بلکہ عُلماء کو فوت کرے گا' جب کوئی عالم زندہ نہ ہوگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''

کتنی واضح حدیث ہے کہ بغیر علم کے فتویٰ دینے والا اصل میں خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور یہی لفظ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے لیے استعمال کیا ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

((ویل للاتباع من عثرات العالم قیل کیف ذٰلك؟ قال یقول العالم شیئًا برایه ثم یجد مَن ھو اعلم برسول اللّٰہ ﷺ منه فیترك قوله ثم تمضی الاتباع)) (۲)

''علماء کی غلطی پر عمل کرنے والوں پر ہلاکت ہو کسی نے کہا' یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

۱۔ دارمی ابن ماجہ ۱۶ ۲۔ ایقاظ ۴۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تو آپ نے فرمایا کوئی عالم اپنی رائے سے فتویٰ دیتا ہے اور فتویٰ طلب کرنے والا کسی اور بڑے عالم جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا زیادہ عالم ہوتا ہے کو پالیتا ہے۔اس کے باوجود وہ پہلے عالم کی غلطی پر عمل کرتا ہے۔

اس مضمون پر اور بھی دلائل موجود ہیں لیکن اختصار کو سامنے رکھتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتے ہیں حقیقت میں مجوزین حضرات عوام کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر تم غلط بھی عمل کرلو گے تو تم پر کوئی گرفت نہیں ہوگی تاکہ علم سے ناواقف لوگ بغیر دلیل کیے ان کی بات کو قابل عمل ٹھہرالیں لیکن شریعت میں کوئی ایسی اجازت نہیں کہ بلا سوچ سمجھے کسی کی بات پر عمل کیا جائے۔ ان حضرات کو شاید یہ حدیث نظر نہیں آتی:

((شفاء العی السوال))

''مرض کا علاج سوال ہے''(۱)

اس حدیث میں عالم اور جاہل کی تمیز نہیں بلکہ بوقت ضرورت مسئلہ طلب کرنا تمام کے لیے ضروری ہے۔

فی الجملہ: ہم نے کتاب وسنّت کے دلائل سے واضح کر دیا ہے کہ یہ حدیث مبارک تقلید کے جواز میں قطعاً پیش نہیں کی جاسکتی بلکہ اس باب کی دیگر احادیث وآیات کو جمع کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ تقلید کے سخت مخالف ہے۔

۳- عن ابن عباس قال خطب عمر النّاس بالجابية وقال يا ايها الناس من اراد ان يسئال عن القراةِ فليات ابى بن كعب ومن اراد ان يسئال عن الفرائض فلياتِ زيد بن ثابت ومن اراد ان يسأل

۱- ابوداؤد ص ۴۹ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

عن الفقه فلياتِ معاذ بن جبل ومن اراد ان يسأل المال فلياتنى فان الله جعلنى والياً وقاسماً۔ (١)

جناب عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! جو قراۃ کے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ ابی بن کعب کے پاس جائے اور جو وراثت کے بارے میں پوچھنا چاہے وہ زید بن ثابت سے پُوچھے' جسے فقہ کے متعلق کرنا ہے وہ معاذ بن جبل سے پوچھ لے اور مال طلب کرنا چاہتا ہے وہ میرے پاس آ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال کا والی اور اس کو تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔

تقلید کے جواز میں اس خطبہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اُمت کو ان تینوں کے فتویٰ پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تھے۔ یہ استدلال سرے سے ہی غلط ہے۔

اوّلاً: عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ اُمت کو ان تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید پر جمع کیا جائے بلکہ ان صحابہ عظام کے علم و فضل کی خبر دینا مقصود تھی کہ یہ تینوں حضرات فلاں فلاں فن کے ماہر ہیں۔ پھر ان صحابہؓ کے متعلق حُسن ظن سے کام نہیں لیا ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اپنے اپنے فن میں ماہر ہونے کی خبر دی تھی۔

ثانیاً: صحابہ کرام کی اتباع تقلید نہیں ہوتی کیونکہ اس پر نص (دلیل) موجود ہے اور یہ بات واضح رہے کہ مرفوع روایت کے وقت کسی صحابی کی ذاتی رائے کو قطعاً قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یہی جناب عمر رضی اللہ عنہ کا ذاتی عمل تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو بعض دفعہ روایات میں تحقیق فرمایا کرتے تھے جیسا کہ استیذان والی حدیث ہے۔

ثالثاً عمر رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ میں تین قسم کے مسائل ذکر کیے ہیں اور ہر فن

ا۔ اعلام الموقعين

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کے لیے ایک الگ الگ عالم کا انتخاب کیا ہے تو یہ انتخاب بذاتِ خود تقلید کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ یہ تینوں حضرات اپنے اپنے فن کے ماہر تھے اور ان کی مہارت پر دلیل شرعی تھی کہ ان کی شہادت رسول اکرم ﷺ نے دی تھی۔ اگر ان حضرات پر رسول اکرم ﷺ کو مکمل اعتماد ہو سکتا تھا تو کیا عمر رضی اللہ عنہ کو اعتماد نہیں ہونا چاہیے تھا یقیناً ایسا ہی تھا حالانکہ صحابہ کرام میں بہت سے علماء اور بھی موجود تھے لیکن ان تینوں کا ذکر اس لیے کیا کہ ابی بن کعب کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے قرآن سُننے کو پسند کرتا ہے (۱) جناب معاذ کو آپ نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو اس پر مکمل اعتماد اور خوشی کا اظہار فرمایا اسی طرح جناب زید کے علم کا ماہر ہونا بھی آپ کی زبانی ثابت ہے تو پھر یہ تقلید کیسے ہوگئی؟ پھر ان تینوں حضرات سے قیاس کی سخت نفی آئی ہے۔ جیسا کہ عنقریب اس کا ذکر کیا جائے گا۔ (انشاء اللہ) جب یہ قیاس کے قائل نہیں تھے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیتے۔

رابعاً تین صحابہ کا ذکر فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ علم کو کسی ایک میں محصور نہیں جانتے تھے اور یہ بات تقلید شخصی کے زبردست خلاف ہے کیونکہ تقلید شخصی میں صرف ایک شخص کی ہر بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنا ہوتا ہے اور یہاں تین افراد کا ذکر ہے۔

خامساً خود مقلدین کا عمل اس کے خلاف ہے اس لیے کہ یہ ایک ہی امام پر تمام انحصار کرتے ہیں جبکہ اس روایت میں تینوں مسائل میں تین آئمہ کی طرف رجوع کا ذکر ہے۔ جو تقلید کے خلاف بذات خود بہت بڑی دلیل ہے۔

ا۔ بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۰ ج ا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید عہدِ صحابہ کرامؓ میں

بعض لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں تقلید کا عنصر پایا جاتا تھا۔ حالانکہ یہ بات مسلّمہ ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ تقلید سے بَری تھے اور کوئی شخص کسی صحابی کا نام لے کر یہ جرأت نہیں کر سکتا ہے کہ فلاں صحابی فلاں کا مقلد تھا۔ اگر کسی صحابی نے دوسرے صحابی کے فتویٰ پر عمل کیا ہے تو ہم اس کو قطعاً تقلید نہیں کہہ سکتے۔ کسی کی بادلیل اتباع کرنا تقلید نہیں ہوسکتی پھر صحابہ کرام کی اتباع تقلید کے زُمرہ سے اس لیے بھی خارج سمجھی جاتی ہے کہ صحابہ کو جب کوئی مسئلہ درپیش آتا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کا حل دریافت کر لیتے۔ جب رحمتِ عالم رفیق الاعلیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو پھر جو مسئلہ پیش آتا تو اس کا حل اہل علم سے دریافت کیا جاتا۔ کئی دفعہ ایسے بھی ہوا کہ مطلوبہ مسئلہ میں کسی صحابی سے دلیل نہیں ہوتی تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف رجوع کیا جاتا جیسا کہ مسئلہ اکسال ہے جب اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا تو اس کا حل سوائے جنابہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی اور سے معلوم نہ ہوا کیونکہ یہ ایک ازدواجی اورنجی مسئلہ تھا۔ اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں جنابہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی دلیل نہ ہوتی تو وہ کسی اور زوجہ محترمہ کی طرف رجوع کا حکم فرمادیتیں جیسا کہ نماز عصر کے بعد نوافل ہیں۔ تمام صحابہ کرام ایک دوسرے سے مسائل پوچھتے اور ان میں کسی قسم کی عار محسوس نہ کرتے امام شعبی فرماتے ہیں۔ جناب عمرؓ، ابن مسعود، زید بن ثابت، علی، اُبی ابن کعب، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے ضرورت اور حاجت کے وقت

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مسائل پوچھا کرتے تھے۔ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا مسائل کے حل میں یہ طریق کار تھا کہ سب سے پہلے کتابُ اللہ اور پھر سنّتِ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے۔اگر وہاں سے حل نہ پاتے تو صحابہ کرام کو جمع فرماتے اور اس کے بارے میں استغناء فرماتے۔اگر کوئی حدیث مل جاتی تو اس پر عمل کرتے ورنہ صحابہ کرام کے مشورہ سے جو طے ہوتا۔اس پر عمل کر لیتے۔(۱)

ان دلائل کے باوجود اگر کوئی صاحب یہ سمجھے کہ صحابہ کرام مقلّد تھے یا اس مبارک دَور میں تقلیدَ کا وجود تھا تو ہم اُس کی نادانی اور علم سے ناواقفیت سمجھیں گے یا پھر وہ تعصّب سے کام لیتے ہوئے دلائل وبراہین سے اغماض کرتا ہے۔ہم ان مقدس ہستیوں کو تقلید کا الزام کیسے دے سکتے ہیں جو علمِ کے ستون، وحی کے اوّلین حاملین، علم میں گہرے، تعمق وتعصّب سے کوسوں دُور اور عامل بالسُنّۃ تھے۔

پھر ان حضرات کو دیکھو جو حدیث ((اصحابی کالنّجوم بایّہم اقتدیتم اہتدیتم)) کو دُرست اور قابلِ استدلال بھی مانتے ہیں (کہ صحابہ ہدایت کے سِتارے تھے) اور پھر ان پر تقلید کا الزام بھی دھرتے ہیں (کیا ہدایت علم کے بغیر آ سکتی ہے) اس سے بڑھ کر صحابہ کرام کی کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟ ایک طرف صحابہ کو علمِ سے کورے ثابت کرنے کی کوشش وسعی میں لگے ہوئے ہیں۔دوسری طرف متاخرین کو بحر العلوم اور اللہ جانے کیا کیا القاب سے نوازتے ہیں۔

بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا؟

۱۔اعلام الموقعین ص ۴۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب چہارم

ردِّ تقلید

قرآن و حدیث میں ایسے بے شمار دلائل موجود ہیں جو تقلید کی صراحت سے نفی کرتے ہیں ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے قارئین کرام کے لیے قرآن کریم۔ حدیث رسول اور آثارِ صحابہ کرام کو پیش کرتے ہیں۔ قرآن کریم اسلام کے تمام بنیادی واصولی مسائل پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً﴾ (۱)

قرآن میں مکمل وضاحت، ہدایت اور رحمت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو قرآن پر عمل کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

﴿فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْ اُوْحِیَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (۲)

"آپ وحی پر عمل کریں۔ بلاشبہ آپ سیدھے راستے پر ہیں"

آپ صراطِ مستقیم پر کیوں ہیں اس لیے کہ آپ وحی پر عمل کرتے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کے پابند ہیں۔

﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ﴾ (۳)

"آپ وحی کے ساتھ فیصلہ کریں اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں"

اس آیت میں اس بات کا حکم ہے کہ پیروی صرف وحی کی ہو سکتی ہے۔ فیصلہ وحی کے ذریعے ہو سکتا ہے وحی کی موجودگی میں اہواء و خواہشات، دوسرے لفظوں میں آراء و

۱۔ النحل ۸۹ ۲۔ الزخرف ۴۳ ۳۔ المائدہ ۴۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

قیاسات کی تقلید نہیں ہوسکتی۔ پھر اس آیتِ کریمہ کے مخاطب رسول اکرم ﷺ ہیں جن کا ہر قول و فعل تمام مسلمانوں کے لیے اُسوہ ہے۔ بنا برین مسلمانوں کو قیاسات چھوڑ کر کتاب و سنت کو مشعل راہ بنانا چاہیے کیونکہ ان دونوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور ان کے علاوہ فتویٰ دینا درست نہیں۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَکَ بِهِ عِلْم:(۱)

اے رسول آپ کے لیے یہ دُرست نہیں کہ آپ بلا علم فتویٰ دیں۔

گویا اس آیت میں بغیر علم کے فتویٰ دینا جائز نہیں اور جو شخص وحی کو چھوڑ کر اپنی مرضی سے کسی اور بات پر عمل کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مجرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلسِنَتُكُمُ الكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللّٰهِ الكَذِبَ۔ اِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ﴾(۲)

"تم اپنی زبانوں سے نہ کہو کہ یہ حلال اور یہ حرام۔ تاکہ تم اللہ پر جھوٹ باندھو
تحقیق وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔
یہ قلیل فائدہ ہے اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک"

اس آیت کریمہ سے چند امور اخذ کیے جاسکتے ہیں":۔

۱۔ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے کر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کرو۔

۱۔ بنی اسرائیل ۳۶ ۲۔ النحل ۱۱۶۔۱۱۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲۔ دنیاوی غرض کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات نہ لگاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی نہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ پر افتراء یا جھوٹ باندھنا بہت بڑا جرم ہے۔

۴۔ جھوٹ باندھنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

۵۔ ایسے شخص کو دنیاوی سامان یا فائدہ تو حاصل ہو جائے گا لیکن اس کا انجام عذابِ الیم ہوگا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ (یونس ۵۹)

"آپ کہہ دیجئے یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے انتفاع کے لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا تم اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال کر دیتے ہو۔ یہ اللہ نے حکم دیا تھا یا تم اپنی طرف سے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو"

وہ بات جس کا حکم یا اذن اللہ تعالیٰ نے نہ دیا ہو اور اس کو شریعت کا درجہ دے کر اس پر عمل کیا جائے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء نہ ہوگا۔ کیوں نہیں ضرور افتراء ہوگا اور اِسی افتراء کا نام تقلید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کی تقلید کا حکم نہیں دیا۔ پس اگر تقلید کو واجب سمجھا جائے اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل بھی نہ ہو تو وہ افتراء نہیں تو اور کیا ہوگا؟

اہلِ کتاب کی تقلید:

اہل کتاب بھی اس قسم کی تقلید میں مبتلا تھے کہ انہوں نے احکامِ خداوندی سے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اِعراض کر کے اپنے علماء کی تقلید کرنا شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے ان کا تعلق تورات وانجیل سے نہ رہا بلکہ علماء کے خود ساختہ فتوؤں پر عمل پیرا ہو گئے۔ جس کی مذمت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سخت الفاظ سے بیان فرمائی ہے۔

﴿اِتَّخَذُوا اَحْبَارَ هُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

''ان لوگوں (اہل کتاب) نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو اور حضرت مسیح کو اللہ کے سوا الہ بنا لیا۔ حالانکہ ان کو صرف یہی حکم ملا تھا کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔ یہ جو شرک کرتے ہیں وہ اس سے پاک ہے''

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں حضرت عدی بن حاتم کی مشہور حدیث وارد ہوئی ہے جس کو امام ترمذی نے ذکر فرمایا ہے۔ جناب عدی بن حاتمؓ جو پہلے عیسائی تھے بعد میں اسلام قبول کر لیا ہیں فرماتے ہیں۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا وہ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے تو میں نے کہا اللہ کے رسول! ہم نے ان کی کبھی عبادت نہیں کی اور نہ ہی ہم ان کو ربّ مانتے تھے۔ تو سرورِ عالمؐ فرماتے ہیں''۔

((اَمَّا اِنَّهُم لم يكونوا يعبدونهم ولكن هم اذا احلّوا لهم شيئًا استحلوه واذا حرموا عليهم شيئًا حرموه))

''وہ اپنے علماء کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جب ان کے علماء کسی چیز کو

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حلال کہہ دیتے تو وہ اسے حلال کر لیتے اور جب وہ کسی چیز کو حرام قرار دیتے تو وہ اسے حرام تسلیم کر لیتے'' (۱)

اس آیت کی اس مذکورہ تفسیر سے ان حضرات کا بھی اتفاق ہے کہ اہل کتاب کا مُعاملہ ایسے ہی تھا۔ کہ وہ صرف علماء کی باتوں کو واجب العمل سمجھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف رجوع کرنا ترک کر دیا تھا بلکہ صرف علماء کے حکم پر بلا سوچے سمجھے سر جُھکا دیتے۔ ان کی اس روش کو اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی عبادت سے تعبیر کیا ہے۔ تقلید بھی اسی کا نام ہے کہ امام کی بات کو بلا چُون وچرا قبول کر لیا جائے اور اس پر کسی قسم کی دلیل طلب نہ کی جائے امام دلیل سے یا اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام کہہ دے تو اس کو فوراً قبول کر لیا جائے۔ ((واما المقلد فمستنده قول مجتهده)) ''کہ مقلد کو صرف مجتہد کا قول کافی ہوتا ہے۔ بعض لوگ مُغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم ایسی تقلید کے بالکل قائل نہیں کہ امام کو حلال و حرام کا اختیار دے دیا جائے یا ان کو شارع کی حیثیت دے دی جائے۔

لیکن یہ مُغالطہ محض دھوکہ ہے اس لیے کہ جب تقلید کی تعریف ہی ایسے ہے کہ مقلد امام کے قول کی تحقیق نہیں کر سکتا۔ پھر امام کا قول حدیث کے مخالف ہو تو مقلد حدیث کو چھوڑ دے لیکن وہ امام کے قول کو نہیں چھوڑ سکتا تو پھر یہ دعویٰ کیسے باقی رہا؟

حقیقت میں مقلدین کی تقلید اور اہل کتاب تقلید میں ذرّہ بھر فرق نہیں۔ ہمارے دَور کے علماء جب فتویٰ دیں گے تو بات قولِ امام پر ختم کریں گے تو پھر یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ ان کی حالت اہل کتاب کی حالت سے مختلف ہوگی۔ آج تو تعصب پہلے

۱۔ ترمذی ص ۱۳۶ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سے بہت زیادہ ہے اس لیے کہ متقدمین فروع کی حد تک تقلید کے قائل تھے لیکن موجودہ دَور کے متعصّبین فروع میں ایک کی تقلید اور عقائد میں دوسرے کی۔تو آج سے سینکڑوں برس پہلے کی حالت کو امام رازی نے اپنے الفاظ میں یوں ذکر فرمایا ہے۔

میں نے فقہا کے مقلدین کی ایک جماعت کا مشاہدہ کیا اور اُن کے بعض مسائل جو کتاب وسُنت کے منافی تھے۔ میں نے ان کے ردّ میں آیات تلاوت کیں لیکن انہوں نے نہ آیات کو قبول کیا نہ ان کی طرف توجہ کی۔ بلکہ میری طرف حیرانی سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ جب ہمارے سلف نے ان آیات پر عمل نہیں کیا تو ہم ظاہری مطالب کو کیسے قبول کر سکتے ہیں۔امام رازی اس واقعہ پر ان الفاظ میں تبصرہ فرماتے ہیں۔

((ولو تأملت حق التامل وجدت هٰذا الداء ساريًا عروق الاكثرين من اهل الدّنيا)) (۱)

''اگر کوئی مقلدین کے بارے میں صحیح تحقیق کرے تو وہ دیکھے گا یہ مرض (کتاب وسنت پر عمل نہ کرنا اور امام کے قول کو لازم پکڑنا) اکثر اہلِ دنیا کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔

یہ امام رازی کے الفاظ تھے جن کا علم وفضل،تقویٰ وورع اہلِ اسلام میں مسلّمہ اور ان کو مقلّدین کی فہرست میں شامل سمجھا جاتا ہے۔بحر العلوم حضرت امام شوکانی اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

((فان طاعة المتذهب لمن يقتدى بقوله ويستن بسنته من علماء هذه الامة مع مخالفته لما جاءت به النصوص

ا۔ تفسیر کبیر ص ۳۶ ج ۱۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

وقامت به حج الله و براهينه ونطقت به كتبه وانبياءه هو كاتخاذ اليهود والنصارى للاحبار والرهبان اربابا من دون اللّٰه للقطع بانهم لم يعبدوهم بل اطاعوهم وحرّموا ما حرّموا وحلّلوا ما حللّوا وهذا هو ضَنيع المقلّدين من هذه الامة وهو اشبه به من شبه البيفة بالبيضة والتمرة بالتمرة والماء بالماء فيا عباد اللّٰه ويا اتباع محمّد بن عبد اللّٰه ما بالكم تركتم الكتاب والسنة جانبا وعمدتم الى رجال هم مثلكم فى تعبد اللّٰهِ لهم بهما وطَلَبهُ منهم للعمل بما ولاعليه وافاده. فعلتم بما جاء وابه من الآراءِ التى لم تعمد بعماد الحق ولم تعضد بعضد الدين ونصوص الكتاب والسنةِ)) (۱)

((یہ آیت ہر عقل و بصیرت والے انسان کو تقلید سے باز رکھتی ہے اور آئمہ کے اقوال کو کتاب وسنّت کے مقابلہ میں ترجیح دینے سے روکتی ہے۔ جو لوگ نصوص و دلائل کی مخالفت کر کے علماء و آئمہ کی آراء کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کا طرز عمل یہود و نصاریٰ سے ملتا جلتا ہے۔ انہوں نے اپنے علماء کو اور اماموں کو رب بنا لیا تھا۔ یہ بات پختہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے آئمہ اور علماء کی عبادت نہیں کرتے تھے بخلاف ازیں وہ ان کی اطاعت

۱۔ تفسیر فتح القدیر ص ۳۵۴ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کرتے تھے۔ جس چیز کو وہ حلال کہتے حلال سمجھتے اور جس کو حرام کہتے ان کو حرام قرار دیتے تھے۔ موجودہ مقلدین کا طرز عمل بھی بالکل اسی طرح کا ہے۔ جیسے انڈہ دوسرے انڈے کے اور کھجور دوسری کھجور کے مشابہ ہوتی ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ لوگوں نے کتاب وسنت کو چھوڑ کر اپنے جیسے رجال کی عبادت شروع کر دی۔ ان کے افکار و آراء کی پیروی کرنے لگے خواہ کتاب وسنت سے ان کے آراء وافکار کی تائید نہ بھی ہوتی ہو۔ حالانکہ کتاب وسنت کی نصوص بیانگ دھل ان کی تردید کرتی ہے۔

وما انا الا من غزیۃ ان غوت
غویت ان ترشد غزیۃ ارشد

امام العصر حافظ محمد بن ابراہیم جُوناگڑھی فرماتے ہیں:

((اقبلوا علی الاراء المختلفۃ والاقوال المؤتفکۃ وقلدوا الرجال فی دین اللّٰہ واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللّٰہ))

''انہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ کر بزرگوں کی مختلف آرا اور ان کے از خود ایجاد کردہ اقوال کی تابعداری شروع کر دی۔ انہوں نے شرعی مسائل میں اپنے آئمہ کی تقلید شروع کر دی اور اپنے علماء اور فقہا کو خدا کے علاوہ رب بنالیا،،

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مسلمانوں کو اس آیت میں اس مذموم طریقے پر چلنے سے روکا گیا لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السّلام کے دُنیا سے الگ ہونے کے تھوڑے زمانے بعد اسی روش کو اختیار کر لیا۔ وہی بزرگوں کی رائیں فقہا کے اقوال، اماموں کی تقلید انہوں نے بھی شروع کر دی۔ ابن ابی حاتم میں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر جب کچھ زمانہ گزر گیا اور ان کے دل سخت ہو گئے تو انہوں نے اپنی طرف سے اپنی رائے اور قیاس سے مسائل نکالے اور انہیں بصورت کتاب لکھ لیا۔ جن میں سے اکثر کتاب اللہ کے صریح خلاف تھے۔ پھر اس مجموعے کو دین سمجھنے لگے اور ان کتابوں پر عمل درآمد کرنے لگے بلکہ اَوروں سے بھی انہی کے منوانے کے درپے ہو گئے۔ یہاں تک کہ اکثریت اسی پر ہو گئی معدودے چند اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ایسے رہ گئے جو وحی خداوندی سے چمٹے رہے تو ان تحریف کرنے والوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آؤ اپنے مذہب کی تبلیغ اب بالجبر شروع کر دیں جو اسے مانے وہ ہمارا اور جو نہ مانے اس سے اپنا دین منوادیں اور پھر بھی نہ مانے تو قتل کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

مسلمانو! لِلّٰہ عبرت حاصل کرو۔ آج وہی روش ہم میں آ گئی۔ کیا ہدایہ، شرح وقایہ، فتاویٰ عالمگیری، کنز، قدوری، درّ مختار اور رد المختار کے مجموعے خدا کی طرف سے ہیں۔ کیا ان میں رائے قیاس نہیں۔ کیا ان کے اکثر و بیشتر مسائل از خود ایجاد کردہ نہیں۔ کیا ان کتابوں کی طرف اوروں کو نہیں بلایا جاتا؟ کیا تقلید اور فقہ کے منوانے کے لیے پوری کوشش نہیں کی جاتی؟ (۱)

۱۔ طریق محمدی ص ۱۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

یقیناً سبھی کچھ ہو رہا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر گل کھلائے جا رہے ہیں بنی اسرائیل تو شاید مخالفین پر بہتان نہ باندھتے ہوں لیکن موجودہ مقلدین جب دلائل سے عاجز آ جاتے ہیں تو اہل حدیث علماء کی طرف ایسے غلط اور خود ساختہ مسائل منسوب کرتے ہیں جن کا علماء اہل حدیث تصوّر تک نہیں کر سکتے۔آج کی روش، خدا پناہ، نام نہاد مسائل فقہ کو جس طریقہ سے دُرست ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہ رہبانیت کی تقلید سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

مقلدین کا ایک گماشتہ جو علم سے کورا، فراست سے عاری، تعصب سے لبریز، ہر جگہ اور ہر تقریر میں علمائے اہل حدیث کے نام غلط مسائل منسوب کر کے ان پر کُفر کی مشین گن چلائے ہوئے ہے شیخ الاسلام ثناء اللہ مرحوم سے تو اس کو خصوصی عناد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا عناد اس کو غیر مسلموں سے بھی نہ ہو۔ یہ سبھی بوالعجبیاں علماء کو ارباب بنانے کی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی صراط مستقیم سے ہٹ کر دُوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔ تو اس کو وہ سبھی حربے استعمال کرنے پڑتے ہیں جس سے شیطان خوش ہو۔ لعن طعن میں رحمان کی رضا تو نہیں ہو سکتی البتہ شیطان ضرور راضی ہو جاتا ہے۔

﴿اِتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ﴾ (۱)

''جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے صرف اس کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو''

اس آیت کریمہ میں صرف وحی کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ وحی کتاب وسنّت کا

۱۔سورۃ الاعراف ۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نام ہے ان دونوں کی موجودگی میں تیسری چیز کی اتباع نہیں ہوسکتی۔بعض لوگ یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ علماء کی اتباع (تقلید) بھی اللہ اور رسول کی اتباع کے تابع ہے، بالفرض اس مفروضے کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے تب بھی تقلید کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

۱- اس لیے کہ اگر علماء کی اطاعت کو کتاب وسنت کے تابع کیا جائے تو متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے اور افضل کی اطاعت بالا ولیٰ (زیادہ مناسب) ہوگی۔

۲- اگر کسی مسئلہ میں کسی عالم کا قول کتاب وسنت کے موافق سمجھ کر قبول کیا جائے تو وہ اطاعت عالم کی نہیں بلکہ براہ راست کتاب وسنت کی ہوگی۔

۳- عالم کا قول وحی کے مخالف ہو اور اس کی اتباع کی جائے تو اس آیتِ شریفہ کی وجہ سے یہ کسی طرح درست نہیں۔

۴- علماء سے اختلاف کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ جب ان سے اختلاف ہو جائے تو معاملہ کو اصل (کتاب وسنت) کی طرف لوٹانا ضروری ہو گا۔ اس وقت آئمہ کی اتباع یا اطاعت کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔ بلکہ وحی کا فیصلہ معتبر ہو گا۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرسولهٖ وَاتَّقُوْ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (۱)

"ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے آگے مت بڑھو۔ اور ڈرو اللہ سے بے شک

۱۔سورۃ الحجرات ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے''

اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کا مطلب کیا ہے؟ تو یہ واضح ہے کہ اللہ نے زمین پر آ کر چہل قدمی تو نہیں کرنی بلکہ مقصد اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول عالم ﷺ کے فرمان کے آگے مت کسی اور کے قول و فعل کو بڑھاؤ۔ یہ حکم واضح ہے اور اس میں کسی فریق کو اختلاف نہیں کہ آیت کا مفہوم یہی ہے کہ قال اللہ و قال الرّسول پر کسی قول کو ترجیح نہیں لیکن افسوس کہ مقلدین اپنے امام کے قول کو قال اللہ و قال الرسول پر ترجیح دینے کے لیے دلیل کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے بلکہ بقول مولانا عثمانی جب امام اور حدیث میں مخالفت واقع ہو تو حدیث کو ترک کر دینا چاہیے کیونکہ اس سے افراتفری اور گمراہی لازم آتی ہے بس اسی کا نام تقلید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر امام کی بات کو قبول کرلیا جائے جس کا اندازہ آپ کو سابقہ اوراق سے ضرور ہو گیا ہوگا۔

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (۱)

''ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی علیہ السلام کی آواز سے اُونچیں نہ کرو اور نہ ہی بات کو بلند کرو جیسا تم آپس میں کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور (علم) تک نہ ہو''

۱۔ سورۃ الحجرات ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

رسول اکرم ﷺ سے اپنی آواز کو بلند کرنا اس لیے جرم ہے کہ اس میں گستاخی کا پہلو ہے تو کیا آپ کے قول و فعل کو ترک کر کے اور اَیرے غیرے کے فتویٰ کو واجب العمل سمجھا جائے تو اس سے زیادہ گستاخی نہیں ہو گی؟ یقیناً آپ کی سنت کو ترک کرنے اور اُمتی کے فعل کو واجب سمجھنے میں زیادہ گستاخی پائی جاتی ہے۔ اس گستاخی کا نتیجہ خود اللہ کریم نے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ کہ اگر تم ایسی گستاخی کے مرتکب ہوئے تو

تمہارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں ان کے ضائع ہونے کا علم بھی نہیں ہو گا۔

اس آیت کریمہ سے تقلید کے ردّ میں جو پہلو نکلتے ہیں وہ یہ ہیں۔

اس آیت کے مخاطب صحابہ کرام تھے جو ایمان کے مضبوط قلعہ میں محصور تھے۔ ان کو آواز بلند کرنے کی اجازت نہیں تو بعد والوں کو جو صحابہ کرام سے ایمان، مقام، فضیلت، مرتبہ، اور علم میں کبھی برابری نہیں کر سکتے۔ یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ آراء الرجال کی تقلید واجب ہے اور حدیث پر عمل سے افراتفری اور گمراہی لازم آتی ہے؟ فیا للعجب۔

لُطف کی بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی اس قدر گستاخی کرنے سے پھر بھی یہ حضرات باادب اور اہل حدیث جو متبع سُنت ہوتے ہوئے کسی کے قول و فعل کو رسول اکرم ﷺ کے قول و فعل سے بلند نہیں کرتے، یہ گستاخ۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آؤ گستاخی کی تعریف تو کرو۔ کیا زبانی محبت کے دعوؤں سے محبت ثابت ہو سکتی ہے تو اس وقت ان کے پاس سوائے لعن طعن کے کوئی حربہ نہیں ہوتا۔ للہ سوچو رسول اکرم ﷺ کی اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ ایک طرف آپ کا فرمان ہو اور اسے گمراہی اور

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

افراتفری کا سبب سمجھ کر عمل نہ کیا جائے اور محض ہوائے نفس سے خود ساختہ مسائل کو واجب الاتباع سمجھ لیا جائے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہوگی کہ آپ کے صحیح السند فرمان کی رکیک۔ ساقط الاعتبار بے ہودہ اور پراگندہ تاویلات کی جائیں اور ساتھ ہی صحابہ کرام کو فقیہہ اور غیر فقیہہ کے ترازو میں تولا جائے۔ جس صحابی کی حدیث آپ کی نظر میں امام کے قول کی تائید میں آئے تو اسے فقیہہ ورنہ باقی تمام کو غیر فقیہہ کے پلڑے میں ڈال کر ان کی روایت کردہ احادیث کو محض اس وجہ سے چھوڑ دیا جائے کہ یہ عقل جلی کے خلاف ہیں۔ آراء الرّجال پر عمل کرنے سے جو رسول اکرم کی گستاخی کا پہلو نکلتا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر صحابہ کرام آپ کی آواز سے بلند آواز نہیں نکال سکتے تو آج کے مقلدین کو کیا حق ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث کی موجودگی میں آراء الرجال کو قابلِ عمل سمجھیں۔

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاکَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَاتَتَّبِعْ اَهْوَاءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّهُم لَن یُّغْنُوا عَنْکَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَاِنَّ الظَّالِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ واللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ﴾ (۱)

”پھر کیا ہم نے تجھ کو قائم اُوپر شریعت کے یعنی راہ کشادگی امر دین سے پس پیروی کر اس کی راہ کی اور مت پیروی کر خواہشوں کی ان لوگوں کی جو کہ نہیں جانتے تحقیق وہ ہرگز نہ کفایت کریں گے تجھ سے اللہ سے کچھ اور تحقیق ظالم بعض ان کے

۱۔ الجاثیہ ۱۸۔۱۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

دوست ہیں بعض کے اور اللہ دوست ہے پرہیزگاروں کا۔

امام ابن القیم اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امر کی تقسیم دو حصوں میں کی ہے۔ ایک جو وحی کے ذریعے ہو، دوسرا جو لوگوں کی اھواء اور خواہشات ہوں۔

اوّل کی اتباع واجب ہے جب کہ دوسرے پر عمل کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ وحی قال اللہ و قال الرسول ہے۔ آثار صحابہ اگرچہ وحی میں داخل نہیں ہیں لیکن وحی کے مشاہدے اور صحبت رسول کی وجہ سے اس سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے بعد جو ہو گا وہ اِتباعِ اَہوا ہو گا اور اسی کا نام تقلید ہے۔

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (۱)

اگر کسی مسئلہ میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو۔

اس سے قبل والے حصّہ میں اُولی الامر کی اطاعت کو اللہ اور رسول کے تابع لا کر بیان کیا ہے پھر اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر علماء سے اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے کتاب و سنت کی طرف رجوع کرو۔

صحابہ کرامؓ میں جب کسی معاملہ میں اختلاف واقع ہو جاتا تو وہ کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے اور جب انہیں کتاب و سنت کی دلیل مل جاتی تو کسی ایک کو بھی اختلاف نہ رہتا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا معاملہ نیز مدفن النبی ﷺ اور وراثت نبوی کا معاملہ بھی اس وقت ختم ہو گیا جب صدیق الامۃ حضرت ابو بکرؓ نے رسول اکرم ﷺ کی احادیث بیان فرمائیں۔

۱۔ اعلام الموقعین ص ۱۹۷ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

فان تنازعتم فی شیءٍ نکرہ ہے جو سیاق شرط میں واقع ہوا ہے۔ ہر چھوٹا بڑا، ظاہر اور خفی مسئلہ اس میں شامل ہے۔

((اجمع الناس ان الردّ الی اللّٰہ سبحانہ ھو الر دالی کتابہٖ والردّالی الرسول بعد موتہٖ ھو الر دالی سنتہٖ)) (۱)

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اللہ کی طرف معامہ کا پھیرنا اصل میں کتاب اللہ کی طرف پھیرنا ہے۔ اسی طرح آپ کی وفات کے بعد احادیث کی طرف رجوع کرنا ہے۔

اس رجوع کو اتباع کہتے ہیں اگر دونوں کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کیا جائے تو یہ تقلید ہے جس کی اس آیت کی وجہ سے کسی صورت میں بھی اجازت نہیں۔

﴿فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَھْوَاءَ ھُمْ وَمَنْ اَضَلَّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوَاہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہِ لاَ یَھْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ﴾ (۲)

"پس اگر نہ قبول کریں واسطے تیرے پس جان تو کہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ پیروی کرتے ہیں خواہشوں اپنی کی اور کون شخص ہے بہت گمراہ کہ اس سے کہ پیروی کرتا ہے خواہش اپنی کی بغیر ہدایت کے خدا کی طرف سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالموں کو"

اس آیت میں استجابت کا حکم صرف رسول اکرمؐ کے لیے ہے جو آپ سے منہ پھیر کر غیر کی طرف جھکتا ہے۔ وہ خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور ایسے شخص کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی، کیونکہ ہدایت کا دارومدار صرف آپ کی صحیح اطاعت واتباع میں پوشیدہ

۱۔سورۃ النساء۵۹ ۲۔سورۃ القصص ۵۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہے تقلید کی تعریف میں ہم واضح کر آئے ہیں کہ اتباع اور چیز ہے، تقلید اور۔ یہ دونوں متضاد اور ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ جہاں اتباع ہو گی وہاں تقلید نہیں ہو گی اور جہاں تقلید ہو گی وہاں اطاعت معدوم ہو گی۔ تقلید والوں کو اتباع درست نظر نہیں آتی اسی لیے تو فرماتے ہیں کہ حدیث پر عمل کرنے سے افراتفری اور گمراہی لازم آتی ہے۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ﴾ (۱)

ان سے جب کہا جاتا ہے کہ تم اس کی پیروی کرو جو اللہ، نے نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں نہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اگرچہ ان کے بڑے عقل نہیں رکھتے اور نہ ہدایت پاتے ہیں۔

آج کے مقلّدین حضرات کے طرز عمل پر غور فرمایئے۔ جب کوئی مسئلہ قولِ امام کے خلاف آ جاتا ہے تو تاویلات کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں لیکن اگر تاویلات بھی ناکافی ثابت ہوں تو پھر اس اُصول کو اپنا لیا جاتا ہے۔

يجب علينا تقليد امامنا (۱)

ہم کسی صورت میں بھی اپنے بڑے (امام) کے قول کو نہیں چھوڑ سکتے خواہ حدیث کی عصمت و عظمت باقی رہے یا نہ رہے، اس کی مثالیں ہم تقلیدی کرشموں میں ذکر کریں گے۔ انشاءاللہ العزیز۔

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ (۳)

۱۔ سورۃ البقرۃ ۱۷۰ ۲۔ تقریر ترمذی ص ۳۹ ۳۔ سورۃ الاحزاب ۳۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

''کسی ایماندار مرد اور عورت کے لے لائق نہیں کہ جب اللہ اور رسول کسی امر کا فیصلہ کریں تو پھر ان کو اپنے امر میں اختیار رہو۔

اس آیت میں ہر مومن مرد وعورت کو اس بات سے خبردار کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں یا آپ کے فیصلے کو بدل ڈالتے ہیں۔ پھر لفظ ''مومن'' نکرہ ہے جس میں ہر شخص شامل ہے جو ایمان ہو خواہ عالم ہو یا جاہل، مجتہد ہو یا اجتہاد سے عادی، متبع ہو یا مقلدّ۔ اگر کوئی بھی آپ کے فیصلے کو ردّ کرتا ہے تو اس کے لیے عذاب الیم کی سخت وعید ہے۔

کتب اُصول میں یہ الفاظ وضاحت کے ساتھ ملتے ہیں کہ عامی کے لیے (جو جاہل ہو یا اجتہاد نہ کر سکے) امام کے قول کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیے۔ اگر رجوع کرے گا تو وہ مقلدّ نہیں رہے گا۔ کیونکہ رجوع کرنے میں دلیل کی حاجت ہوگی جو تقلید کے بالکل خلاف ہے۔

اگر دام تقلید بچھانے والوں سے یہ پوچھا جائے کہ جناب بتایئے تو سہی، قولِ رسول ﷺ پر جب قول امام مقدّم ہوگا تو کیا رسول کی مخالفت لازم نہ آئے گی۔

قارئین حضرات اگر رسول اکرم ﷺ کے ایک حکم کی نافرمانی سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے تو پھر ایسے مستقل اصولوں سے کیا ایمان باقی رہے گا؟

﴿وَاِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَ نا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَايَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(۱)

۱۔ سورۃ الاعراف ۲۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں اس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ کہ دوا۔ اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ پر وہ کہتے ہو کو تم نہیں جانتے۔

امام شوکانی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اس آیت میں مقلدین کے لیے درس پندو موعظت ہے جو خلاف حق مذاہب میں اپنے آباء کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ کفار کی پیروی ہے، اہلِ حق کی پیروی نہیں مقلدین بھی یہی کہتے ہیں۔ ہم نے اکابر کو ایک مذہب پر پایا اور ہم ان کے نقشِ قدم پر گامزن ہیں۔

مقلد اسی فریب میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس نے اپنے اکابر کو اس روش پر پایا اور اس کا حکم خدا نے ہی دیا تھا۔ اگر مقلد اس دھوکے کا شکار نہ ہوتا تو تقلید پر کبھی قائم نہ رہتا۔ اس غلط فہمی کی اساس پر یہودی یہودیّت پر، نصرانی نصرانیّت پر اور بدعتی اپنی بدعت پر قائم ہے۔ اس گمراہ کن روش پر گامزن رہنے کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں کو نصرانیت، یہودیّت اور بدعت پر (عمل کرتے) پایا تھا۔ یہ لوگ بڑوں کے بارے میں اتنا حُسنِ ظن رکھتے تھے کہ یہ راہِ حق سے دُور نہیں ہو سکتے تھے لہذا ان پر ہی اکتفا کر لیتے۔ ان کی اس روش نے اِن کو دلائل حق طلب کرنے سے دور رکھا۔ اسی کا نام تقلید ہے۔ (یہ بات متفق علیہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت میں ایک رسول ہی بھیجا تھا جس کی اطاعت کا تمام کو حُکم دیا اور مخالفت سے منع فرمایا۔ اگر آئمہ کی محض رائے اور

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

قیاس حجت یا واجب الاتباع ہوتی تو اس امت کے رسول بھی اتنے ہوتے جتنے مذاہب ہیں۔اس سے بڑھ کر حق سے بعد اور دوری کیا ہوسکتی ہے کہ سنتِ صحیحہ کی موجودگی میں آئمہ کی آراء پر عمل کیا جائے اور سنت کو چھوڑ دیا جائے۔مقلدین کا یہی طریقہ کار ہے کہ وہ سنت کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ آئمہ کی بات کو قبول کرتے ہیں۔حالانکہ ان کے اندر ایسے علماء موجود ہوتے ہیں جن سے وہ ہر دور میں کتاب وسنت کے دلائل معلوم کر سکتے ہیں۔عقل وشعور،فہم وادراک کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔(۱)

ان آیات کے علاوہ ردِّ تقلید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں لیکن ہم اختصار کوملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔طالب حق کے لیے تو ایک ہی دلیل کافی ہوا کرتی ہے لیکن جن کے قلوب پر قفل لگے ہوں ان کے لیے تمام قرآں بھی ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔

خاتمة المحدثین امام ابن جوزی تقلید میں تلبیس ابلیس بیان فرماتے ہیں۔

ابلیس نے ان مقلدوں پر یہ رچایا کہ دلیلیں کبھی مشتبہ ہوتی ہیں اور راہِ صواب مخفی ہو جاتی ہے تو تقلید کر لینا سلامت راہ ہے اس راہ تقلید میں بکثرت مخلوق گمراہ ہوتی ہے اور عموماً اس سے لوگوں پر تباہی آئی (۲)

مقلّدین کو ہمیشہ دلائل میں اشتباہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔چنانچہ وہ یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم امام سے ہٹ کر احادیث پر عمل کریں گے تو احادیث میں اختلاف کی وجہ سے آدمی گرداب میں پھنس جاتا ہے کہ آخر وہ کس حدیث پر عمل کرے لہٰذا اسلاف اور

۱۔ فتح القدیر ص ۱۹۸ ج ۱ ۲۔ تلبیس ابلیس مترجم اردو ص ۱۰۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بزرگوں کو ہی قابل اعتماد سمجھتے ہوئے ان کے قول وفعل کو اپنا لیا جائے۔تو مذکورہ آیت میں اس بات کی نفی ہے کہ جب لوگ کوئی کام کر بیٹھتے ہیں تو پھر بڑوں پر الزام لگا دیتے ہیں کہ ہمارے فلاں نے ایسے کیا، فلاں نے ایسے کیا۔خود کتاب وسنت کی تحقیق نہیں کرتے کہ کسی ایسے عالم سے مسئلہ دریافت کریں جو کتاب وسنّت سے فتوے دے۔اس سے تعجب خیز معاملہ یہ بھی سماعت فرمایئے کہ جب یہ حضرات قرآن کی آیت پڑھتے ہیں تو اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ بزرگوں نے یوں فرمایا۔ بزرگوں نے ایسے عمل کیا۔گویا ان کے ہاں سبھی کچھ بزرگ ہیں۔کتاب وسنت کو تقریر سے پہلے محض تبرّک کے لیے پڑھتے ہیں اصل مقصد آئمہ کے اقوال کو پیش کرنا ہوتا ہے۔امام ابن جوزی ان کی اس حالت پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابلیس نے اس طرح احمقوں کو قابوں میں لاکر محض تقلید کے گرداب میں ڈبو دیا اور جانوروں کی طرح ان کو متبوع (امام) کے پیچھے ہانک لے گیا۔(۱)

ہم نے مقلدین کے جو حالات آیات کے ضمن میں بیان کیے ہیں۔اس میں ذرا بھر غلو سے کام نہیں لیا بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ تقلید کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں جہاں ہم نے متقدمین کے بیان ومشاہدات ذکر کیے ہیں وہاں ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ لوگ تعصب کے مرض میں اس قدر مبتلا ہیں کہ عامل بالحدیث کو آج بھی طرح طرح لعن وطعن برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

۱۔ تلبیس ابلیس مترجم اردو ص ۱۰۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید کا ردّ احادیث سے:

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ احادیث نبویہ علیہ السلام اسلام کا ماخذ اور اصل ہیں۔ جو شخص احادیث کا منکر ہے۔ وہ رسول عربی ﷺ کا منکر ہے کیونکہ آئمۃ المسلمین کا اجماعی فیصلہ ہے کہ حدیث بھی وحی ہے اور جو وحی کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا لیکن افسوس کہ سنّت نبویہ کے ساتھ جو زیادتیاں روا رکھی گئیں اس کی مثال کسی دوسری چیز میں نہیں ملتی۔ ہر کسی نے اپنے مسلک کو درست ثابت کرنے کے لیے نہ صرف حدیث کی تاویلات کیں بلکہ بہت سی احادیث کا ردّ کر دیا۔ اس امر کی تفصیل مطلوب ہوتو ہماری کتاب ''تاریخ انکار حدیث'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

اختصار کے ساتھ اس بحث کو اس کے محل پر بھی ذکر کریں گے۔ یہاں صرف احادیث نبویہ سے اس مذموم بدعت کی تردید مقصود ہے جو انکار حدیث کی پہلی کڑی ہے۔

۱ - ((عن انس قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا بنی اَن قدرت ان تصبح و تمسی ولیس فی قلبک غش لاحدٍ فافعل ثم قال یا بنی وذاک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة)) (۱)

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا

((اے بیٹا! اگر تو قدرت رکھتا ہے کہ تو صبح کرے یا شام کرے اور تیرے دل میں کینہ نہ ہوتو ایسا ضرور کر لیکن یہ میری سنّت سے حاصل ہوگا۔ اے بیٹا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا''

۱۔ مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

معلوم ہوا کہ کینہ و حسد سے پاک رہنا اس وقت ممکن ہو گا جب رسول اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کیا جائے گا اور رسول اکرم ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی سنت پر عمل کیا جائے اگر سنت پر عمل نہیں تو نہ رسول اکرم ﷺ سے محبت ہو سکتی ہے اور نہ ہی جنت میں داخلہ مل سکتا ہے۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہے تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتہ محمدؐ کی غلامی کا

اگر مقلدین بُرا نہ مانیں تو ہم یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ ان حضرات کو حدیث میں اشتباہ اور شک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث پر عمل کرنے سے خود کو معذور سمجھتے ہیں اور اس خود ساختہ اصول کی وجہ سے سنت نبوی کو ٹھکرا دیتے ہیں کہ جب حدیث قول امام کے مخالف ہو تو پھر حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ ((عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یقول لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوماً شددوا علی انفسھم فشدد اللہ علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبناھا علیھم)) (۱)

"تم اپنے آپ پر تشدد نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا ایک قوم نے اپنے نفسوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ ان میں بعض ابھی تک گرجوں میں باقی ہیں۔ انہوں نے رھبانیت کی بدعت جاری کی حالانکہ ہم نے ان پر وہ فرض نہیں کی تھی"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو یہ قطعاً حق حاصل نہیں کہ وہ کتاب و

۱۔ مشکوۃ ص ۳۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سنت سے تجاوز کر کے خود کو تکلفات اور تشدد میں ڈال دے اور ایسے لغو اور بے بنیاد مسائل اختراع و ایجاد کر کے ان کو قابل عمل سمجھے، تقلید نے امت کو یہی کچھ دیا کہ ایسے فرضی مسائل کا انبار لگا دیا گیا جن کے وقوع کا قیامت تک بھی امکان نہیں اور جن سے اسلامی معاشرہ فائدہ کے بجائے گوناگوں مشکلات میں گرفتار ہوا ہے؟

صوفیاء کی چلہ کشی، متاخرین فقہاء کی دماغ سوزی، اقوال امام کو درست ثابت کرنے کے لیے مناظرہ وجدال کی محافل ومجالس رہبانیت کا کامل ترین نمونہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

۳- ((عن ابن مسعودٍ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول نضر اللّٰہ امرأ سمع مناحدثنا فبلّغه کما سمعه فرب مبلغ احفظ له من سامعٍ)) (۱)

"اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جو ہم سے کوئی حدیث سن کر اس کو اسی حالت میں دوسروں تک پہنچا دیتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو سامع سے بھی زیادہ یاد رکھنے والے ہیں"

اس حدیث شریف میں صرف وحی کی حفاظت کا حکم ہے۔ اہل سنت کے ہاں اس میں اختلاف نہیں کہ وحی قرآن و حدیث کا نام ہے۔ معلوم ہوا کہ وحی کے علاوہ جو ہے وہ باطل ہے۔ تقلید کا وحی سے تعلق نہیں بلکہ یہ تیسری چیز ہے اسی لیے تو اس لفظ کا قرآن وحدیث میں استعمال انسان کے لیے نہیں ہوا بلکہ حیوانات پر ہوا ہے کیونکہ اس لفظ میں ہی ایسی قباحت موجود ہے جس کا استعمال ذوی العقول (انسان) کے لیے کسی طرح مناسب نہیں۔

۱- ابن ماجہ ص ۲۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۴۔ ((عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض))(۱)

''تم فرائض (وارثت کا علم) اور قرآن سیکھو میں فوت کیے جانے والا ہوں''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل اسلام وہ ہوگا جو آپ کے واسطہ سے آئے گا اور وہی قابلِ عمل ہوگا جس کی سند آپ تک پہنچتی ہو۔ اس لیے اگر اسلام آپ کے واسطہ کے بغیر بھی حاصل ہوسکتا تھا تو آپ یہ الفاظ ذکر نہ فرماتے کہ میں فوت ہو جانے والا ہوں تقلید کی نسبت رسولِ اکرم ﷺ کی طرف نہیں کی جاسکتی اور اس میں کسی ایک کو اختلاف نہیں۔ مزید تحقیق کے لیے تقلید اور اتباع کا فرق ملاحظہ فرمائیں۔

۵۔ ((عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ العلم ثلاثة اية محكمة اوسنة قائمة او فريضة عادلة وما كان سواء ذٰلك فهو فضل))(۲)

''علم کی صرف تین قسمیں ہیں۔ محکم آیات، صحیح سنت اور عادل فریضہ اس کے ماسوا سب فضول ہے''

فریضہ عادل کی بہت سی تفاسیر کی گئی ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، ہاں یہ بات متفقہ ہے کہ فریضہ عادل وہ ہوگا جس کا تعلق کتاب وسنت سے ہوگا۔ اس لیے اسے تیسرے درجہ میں رکھا گیا ہے جو کتاب وسنت سے باہر ہے وہ فضول ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ تقلید فریضہ عادلہ نہیں بن سکتی کیونکہ یہ لفظ حیوانوں یا جاہلوں

۱۔ ترمذی ص ۲۹ ج ۲ ۲۔ مشکوٰۃ ص ۳۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عقل مندوں کے لیے یہ دُرست نہیں۔

۶- ((عن عمرو بن عوف قال قال رسول اللہ ﷺ ان الدین بدأ غریباً وسیعود کما برأ فَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ وھم الّذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنّتی))(۱)

بلاشبہ دین کی ابتدا غربت سے ہوئی اور آخر میں ایسا ہی ہو جائے گا۔ پس خوشخبری ہے غُربا کو جو درست کریں گے اس کو جسے میرے بعد لوگوں نے میری سنت میں فساد اور خرابی پیدا کی ہو گی۔

اس حدیث میں آپ نے ان لوگوں کی صفت بیان کی ہے جو سنّت کو مفسدات سے پاک کریں گے۔ واضح رہے کہ سنّت میں سب سے زیادہ خرابی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوئی یا تو احادیث کا انکار کر دیا گیا یا پھر تاویلات کی گئیں۔ مقلدین کے لیے غور وفکر کا مقام ہے کہ وہ دیکھیں انہوں نے اپنے آئمہ کی تقلید میں سنت سے کس قدر اعراض کیا اور کس قدر مخالفت کی۔ (وللتفصیل مقام آخر)

۷- ((عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ کل امتی یدخلون الجنة الامن ابی قالوا و من یابی؟ قال من اطاعنی فقد دخل الجنة ومن عصانی فقد ابیٰ)) (۲)

"رسول ثقلین ؐ فرماتے ہیں میری تمام امت جنت میں داخل ہو جائے گی لیکن وہ نہیں جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا (صحابہ کرام نے پوچھا) ایسا شخص کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری

۱۔ ترمذی- ۹۱ ج ۲ ۲- بخاری ص ۱۰۸۱ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا''

اس حدیث میں جنت میں جانے کا سرٹیفکیٹ صرف اطاعتِ رسول سے ہے۔ اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ تقلید اطاعت نہیں۔ اطاعت کا تعلق صرف رسول اللہ ﷺ سے ہے جب کہ تقلید کا امت میں سے کسی ایک امام کے ساتھ۔

۸۔((عن ابن مسعود قال خط لنا رسول اللہ ﷺ خطاً ثم قال هذا سبيل الله، ثُم خط خطوطاً عن يمينه وعن شماله و قال هذه سبل على كل سبيل منها شيطان يدعوا اليه و قرأ و اَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيماً فاتَّبِعُوْهُ))(۱)

''رسول اللہ ﷺ نے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا رستہ ہے پھر اس کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا ''یہ راستے ہیں ہر رستے پر شیطان ہے جو لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یہ میرا راستہ ہے صرف اس کی پیروی کرو''

معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کے رستے کے علاوہ جو راستے ہیں وہ سب شیطانی ہیں۔ مکمل آیت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿وَلاَ تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾(۲)

''اگر تم شیطانی رستوں کی اتباع کرو گے تو تم تفرقہ کے شکار ہو جاؤ گے''

۱۔ مسند احمد ص ۴۳۵ و ص ۴۶۵ ج ۱ ۲۔ الانعام ۱۵۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہم مقلدین سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کیا تم نے دین کو چار حصّوں میں تقسیم نہیں کیا؟ صراط محمدّی سے ہٹ کر حنفی، شافعی مالکی اور حنبلی رستے وضع نہیں کیئے؟ ہاں ضرور ایسے ہی ہوا ہے اور اتنے رستے مختلف ہوئے کہ حنفیوں نے شوافع پر ابلیس جیسے الفاظ استعمال کیے اسی طرح دوسرے حضرات نے اپنے مخالف سے یہی سلوک کیا۔ یہ بات خالی از حقیقت نہیں کہ تقلیدی جھکڑ اور آندھیوں نے اس شفاف رستہ پر غبار ڈال دی اور صحیح رستے کا چہرہ دُھندلا کر دیا امت کو اختلاف کی بادِ صرصر نے تہہ بالا کر کے رکھ دیا۔ جس سے کئی رستے معرضِ وجود میں آئے۔ اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی چلی گئی جس سے امت کو کئی دفعہ شدید صدمے برداشت کرنے پڑے۔

ہے فقط توحید و سنت امن وراحت کا طریق
فتنہ و جنگ و جدل تقلید سے پیدا نہ کر

۹- ((عن ابن عمر قال قال رسول اللهﷺ ''لا یُومن احدکم حتی یکون هواہ تبعا لما جئت بہ)) (۱)

''کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنی جملہ خواہشات کو میری رسالت کے تابع نہ کرے''

اس حدیث میں تمام خیالات و اقوال کو چھوڑ کر صرف رسول اکرمﷺ کی اتباع کو لازم قرار دیا گیا ہے جو شخص ایسے نہیں کرتا اِس کو ایماندار کہلانے کا کوئی حق نہیں۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہوتے ہوئے مصطفٰے کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کرار

۱۰- عن معاذ بن جبل عن النبی ﷺ قَالَ لاتقلدوا العالم دینکم. (۱)

"دین میں کسی عالم کی تقلید نہ کرنا،،

یہ حدیث کس قدر واضح کہ رسول اللہ ﷺ نے تقلید کا نام لے کر اس سے منع کیا ہے۔ ہوسکتا ہے بڑے بڑے فتنوں کی طرح آپ کو اس کا بھی خدشہ ہو کہ اہل کتاب کی طرح کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان میری سنت کو چھوڑ کر کسی عالم کی تقلید میں گرفتار ہو جائیں کیونکہ اہل کتاب میں یہ وبا اس قدر جڑ پکڑ چکی تھی کہ انہوں نے کتاب اللہ کی پرواہ تک نہ کی اور آراء الرجال پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ آپ نے انھی خدشے کی بنا پر اُمت کو تقلید سے منع فرما دیا۔

ردّ تقلید میں احادیث تو اور بھی بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں لیکن ہم طالبِ حق کو دعوتِ فکر دیتے ہوئے ان الفاظ پر اکتفا کرتے ہیں۔

کہوں کیا میں تجھ سے کہ کیا چاہتا ہوں
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہوں

تقلید کی تردید آثار صحابہؓ سے

صحابہ کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے جن کے ایمان کی گواہی اللہ کریم نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے دی ہے۔

۱- طبرانی الاوسط ص ۳۲۶ ج ۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ﴾(۱)

لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کیا۔ اور تم سے کفر اور نافرمانی کو ناپسند کیا۔ وہی لوگ ھدایت یافتہ ہیں۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اکرمؐ کا بلا واسطہ مشاہدہ کیا۔ آپ کی صحبت میں رہ کر علمی استفادہ کیا اور آپ کے ہر قول وفعل پر بغیر کسی عصیان اور نافرمانی کے عمل کیا۔ تمام صحابہ میں کسی ایک صحابی کا نام نہیں لیا جا سکتا جو آپ کی حدیث کا منکر یا تارک ہو۔ بلکہ تمام سنت کے شیدائی اور دین کے محافظ تھے۔ ان کے ہاں کتاب و سنت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہ تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مروّجہ تقلید کا کہیں نام ونشان نہیں تھا بلکہ یوں سمجھئے کہ لفظ ''تقلید'' انسانیت کے لیے استعمال ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب فتوحات کا سلسلہ بڑھا تو مسلمانوں کی تعداد میں بھی بہت اضافہ ہوگیا۔ اسلام عرب کے کوہساروں سے نکل کر عجم کی دلگداز وادیوں میں داخل ہوگیا تو کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنہوں نے سرورِ کونینؐ کا بالمشافہ مشاہدہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے سابقہ مذہب سے بھی مکمل طور پر دامن نہ چھڑا سکے تو انہوں نے عقل اور قیاس کو اس وقت استعمال میں لانا شروع کیا جب ان کے عقائد کو ٹھوکریں لگیں۔ چونکہ یہ ایسے لوگ تھے جو براہ راست آپؐ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے اور صحابہ کرام سے بھی ایسا قرب نہ حاصل کر سکے جس سے وہ صحیح اسلام کو سمجھ سکتے۔

جب ان حالات کا علم صحابہ کرامؓ کو ہُوا تو انہوں نے قیاس کی سخت مذّمت

۱۔ سورۃ الحجرات ۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کی۔ مقصد یہ تھا کہ کہیں لوگ آراء الرجال کو اصل سمجھ کر کتاب وسنّت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ ہم قارئین کے سامنے اکابر صحابہ کرام کے آثار کو بالا ختصار پیش کرتے ہیں۔تاکہ معلوم ہو جائے کہ صحابہ کرام سُنّت نبوی کے ہوتے ہوئے کسی کے فتویٰ وقول کو قبول نہیں فرماتے تھے۔

۱-صدیق الامۃ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)

آپ خلافت کا پہلا خطبہ ارشاد فرماتے ہیں:

۱ - ((ان اطعت اللّٰه وسوله فاطيعونى وان عصيت اللّٰه ورسوله فاقيمون))

((اگر میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرو اگر میں اللہ اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔))

''جس نے اللہ تعالےٰ اور رسولؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی اور جس نے نافرمانی کی وہ کُھلا گمراہ ہے''

لوگو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور احکام الٰہی کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے واضح ہدایت کا انتظام کیا ہے(۱)

خلیفہ اوّل کے ان الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت کس قدر عیاں ہے کہ جب کتاب وسنّت کی مخالفت میں صدیق اکبر کی اتباع نہیں جاسکتی تو کسی اور کو یہ حق کیسے دیا جاسکتا ہے کہ اس کی بات کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیا جائے۔

۱۔ تاریخ الخلفا سیوطی ص ۱۱۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲-خلیفہء ثانی عُمر فاروق (رضی اللہ عنہ)

ا۔ عُمرؓ کی زبان پر حق بولتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی موافقت میں ان کی زبان مبارک گویا ہوتی تھی۔آپ پہلے کلام فرماتے وحی بعد میں نازل ہوتی۔آپ خود فرماتے ہیں: و افقت ربی فی ثلاثٍ آپ علم کے بحر بے کنار تھے۔ قیاس کی تردید میں فرماتے ہیں۔

((یایھا الناس ان الرأی انّما کان من رسول اللّٰہِ مصیبًا ان اللّٰہ تعالیٰ کان یریہ وانّما ھو منا الظن والتکلف)) (۱)

''لوگو! رسول اللہ ﷺ کی رائے درست تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کرا دیتا تھا ہماری رائے صرف ظن اور تکلّف ہے''

۲ – **((السنة ما سنه اللّٰہ ورسوله لا تجعلوا خطا الرای سنة لامةٍ)) (۲)**

سنت وہی ہے جس کو اللہ اور رسول سُنت قرار دیں تم غلط رائے کو امت کے لیے سنت قرار نہ دو

۳– **((ایاکم واصحاب الرائ فانّھم اعداء السنن اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا فقالوا بالرای فضلوا واضلوا)) (۳)**

''رائے اور قیاس والوں سے بچو کیونکہ یہ سنت کے دشمن ہوتے ہیں اس لیے کہ احادیث یاد کرنے سے عاجز ہیں لہٰذا رائے سے فتویٰ دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوجاتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں''

ا- اعلام الموقعین ص ۴۵ ج ا وص ۴۷۔ ۲- اعلام الموقعین ص ۴۵ ج ا وص ۴۷

۳- اعلام الموقعین ص ۴۵ وص ۴۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کتاب وسنت کے علاوہ کسی رائے کو حجت نہیں سمجھتے تھے۔ بسا اوقات آپ کتاب وسنت سے اعراض کرنے والوں کو کوڑوں کی سزا بھی دیتے۔ اور مسائل کی تحقیق میں بہت سخت تھے۔ اگر اب بھی کوئی شخص جناب عمرؓ کے سر تقلید کا الزام تھوپنے کی کوشش کرے تو اسے اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ صحابی رسول پر الزام لگانا کس حد تک درست ہے؟ کیا صرف اپنے غلط مذہب کو ثابت کرنے کی سعی ناحق میں کسی صحابی کو اس میں ناجائز ملوث کیا جاسکتا ہے؟

جناب عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مسائل کی تحقیق کرتے تھے اور جب حدیثِ رسول ﷺ مل جاتی تو فوراً اس پر عمل کرتے تھے۔

۳۔عبداللہ بن مسعودؓ

فقیہہ الامت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) رائے اور قیاس کے سخت مخالف تھے۔

اس بنا پر آپ سے اس بارے میں بہت سے اقوال مروی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ ((عن ابن مسعود قال لایاتی علیکم عام الاوھو شر من الذی قبلہ اما انی لااقول امیر خیر من امیر ولا عام اخصب من عامٍ ولکن فقھاء کم یذھبون ثم لا تجدون خلفکم ویجئ قوم یقیسون الامور برأیھم))(۱)

"تم پر جو بھی سال آئے گا وہ پہلے سے برا ہوگا، میں یہ نہیں کہتا۔ ایک

ا۔ اعلام الموقعین ص ۴۷ ج ا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

امیر دوسرے امیر سے اچھا ہوگا یا وہ سال اچھی عمدہ فصل والا ہوگا لیکن بات یہ ہے کہ علماء فوت ہو جائیں گے پھر تم ان کا جانشین نہ پاسکو گے۔ پھر (اس کے بعد) ایک قوم آئے گی جو امور (مسائل) پر قیاس زنی کرے گی۔"

۲۔ ((ولکن ذھاب خیارکم وعلماء کم ثم یحدث یقیسون برایھم فینھدم الاسلام ویثلم))(۱)

"تمہارے بہترین علماء فوت ہو جائیں گے پھر ایک قوم پیدا ہوگی جو معاملات کو قیاس سے طے کرے گی تو اس سے اسلام عیب والا اور منہدم ہو جائے گا"

۳۔ ((لایقلدن رجلاً دینہ ان اٰمن امن وان کفر کفر)) (۲)

"کوئی شخص اپنے دین میں کسی شخص کی تقلید نہ کرے اگر جس کی تقلید کی جارہی ہے مسلمان ہو تو مقلّد بھی مسلمان اگر وہ اسلام سے خارج ہو جائے تو مقلّد بھی خارج"

عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا فرمان کس قدر واضح ہے کہ کوئی شخص اپنے دین میں کسی کی تقلید نہیں کر سکتا۔ لیکن مولانا تقی عثمانی اس اثر کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ابن مسعود کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ وہ ایمانیات میں کسی کی تقلید کو جائز قرار نہیں دے رہے اور یہ ہم بار بار عرض کر چکے ہیں کہ ایمانیات میں تقلید ہمارے نزدیک درست نہیں" (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۱۲۶)

۱۔ اعلام الموقعین ص ۲۲۰ ج ۱ ۲۔ مجمع الزوائد ص ۱۸۰ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مولانا کے علم میں تو کسی کو کلام نہیں لیکن ہمارے خیال میں انہوں نے تقلید کی تفریق میں جو توجیہہ پیش کی ہے کہ عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) ایمانیات میں تقلید کے قائل نہیں تھے لیکن احکام میں اس کو درست سمجھتے تھے۔ یہ سراسر صحابی رسول پر افتراء اور الزام ہے۔ جو صحابی قیاس کے اس قدر مخالف ہو کہ وہ اسے اسلام کے گرانے کا سبب قرار دے، تو یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ آراء الرجال کی تقلید کو دین میں جائز سمجھے۔ پھر آپ نے اپنے مدّعا میں عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) کا جو قول پیش کیا ہے وہ تمہارے دعوے کو کسی طرح ثابت نہیں کرتا۔ اس لیے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ صحابی کی اتباع با دلیل ہوتی ہے جس کا تقلید کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جناب عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) کے الفاظ ہیں:

((من کان مستنا فلیستن بمن قدمات فان الحی لا تومن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبًا واعمقها علمًا واقلها تکلفًا اختارهم الله لصحبة نبیه. ولاقامة دینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی اثرهم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم))(۱)

''تم نے اگر کسی کی سنت پر عمل کرنا ہے تو اصحابِ محمد کی سنت اختیار کرو۔ کیونکہ وہ اس امت کے نیک' عمل میں گہرے۔ تکلف سے کم تعلق رکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کو اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور دین کے قائم رکھنے کے لیے چنا۔ تم ان کے فضل کو پہچانو اور ان کے آثار کی

۱ مشکوٰۃ ۳۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اتباع (تقلید نہیں) کرو اور ان کے اخلاق و سیرت کو اپناؤ وہ صراطِ مستقیم پر تھے“

مقصد یہ تھا کہ سنت وہ ہو گی جسے ایسے اوصاف کے حامل بیان کریں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہوں اور پھر آپ ہی بتایئے کہ سنت کا علم صحابہ کرام کے طریقے کے علاوہ اور بھی کسی طریقہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے تو یقیناً آپ ہمارے ساتھ اس بات پر متفق ہوں گے کہ سنتِ رسولؐ کا علم سوائے صحابہ کرامؓ کے اور کسی طریق سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ پھر آپ نے اس کلام پر کوئی رائے زنی یا حاشیہ آرائی نہیں کی۔ آپ کا مدعا کسی طرح بھی پورا نہ ہوتا اور نہ ہی اتنی بڑی جرأت کرتے کہ آپ صحابیؓ پر اپنے غلط مذہب کو دُرست ثابت کرنے کے لیے افتراء باندھتے۔

سنت اور تقلید میں جو واضح فرق ہے اسے ہر پڑھا لکھا آدمی سمجھ سکتا ہے۔ جناب عمر (رضی اللہ عنہ) کے الفاظ گزر چکے ہیں جس میں انہوں نے سنت کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف فرمائی تھی۔ اسی طرح عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے لفظ سنت بول کر اس بات کو واضح فرمادیا کہ پیروی سنت کی ہے اور سنت کا حصول صرف صحابہ کرامؓ کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

پھر عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) نے شانِ صحابہ میں جو الفاظ ذکر فرمائے ہیں اِن پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے واضح کیا کہ صحابہ کرام میں تکلف نہ تھا۔ تکلف کیا ہے؟ وہ قیاس ہی تو ہے اور کیا ہے؟ اور قیاس سے آپ نے سختی سے منع

۱۔ کتاب العلم ص ۲۱۱ ج ۲ وایقاظ ص ۳۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

فرمایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

((اغدُ عالماً او متعلماً ولا تعدُ امعة فیما بین ذلک وقال کنا ندعوا الامعة فی الجاهلیةِ الذی یدعی الی الطعام فیذهب معه بآخر وهو فیکم الیوم المحقب دینه الرّجال))

((قال ابو عبید: اصل الامعة هو الرجل الذی لا رای له ولاعزم فهو یتابع کل احد علی رایه ولا یثبت علی شئ)) (۱)

تم عالم بنو یا متعلم، امعہ (جاہل) نہ بنو۔ ابو عبید لغوی فرماتے ہیں امعہ وہ آدمی ہوتا ہے جس کی ذاتی رائے نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی چیز پر ثابت رہے بلکہ رائے کی پیروی کرے۔

اب اگر مولانا تقی صاحبِ علم نے صحابیٔ رسولؐ پر تقلید کا الزام دھرلیا تو یہ ان کی مرضی لیکن یہ بات ضرور یاد رہے کہ فقیہہ امت کے متعلق اس قسم کے الزام لگانا خطرے سے خالی نہیں۔ باقی رہا آپ کا استدلال کہ" ان آمن آمن وان کفر کفر" سے مراد احکام میں تقلید سے ممانعت نہیں۔ یہ اس اعتبار سے بھی درست نہیں کہ یہ الفاظ تقلید کی تفسیر یا وضاحت کے لیے جناب عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے ذکر فرمائے تھے کہ مقلد ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کی اس نے تقلید کرنا ہوتی ہے اس کی بات کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیتا ہے۔ خواہ وہ غلط ہو یا صحیح۔ جیسا کہ اُصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت میں مقلد کے لیے یہ راہ متعین کی گئی ہے۔

((واما المقلد فمستنده قول مجتهده))

۱۔ ایقاظ ص ۳۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

''کہ مقلد کو صرف امام کا قول کافی ہوتا ہے''

اب اس تصریح کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولانا نے صحابی رسولؐ پر افتراء کی جسارت کیسے کی۔ اس قسم کے اُمور پر تفصیل کا موقع نہیں۔ ہاں البتہ یہ بات ضرور کہنی پڑتی ہے کہ مقلّد علامہ کیوں نہ ہو جائے لیکن وہ اپنی بساط یا اپنا قدم تقلید سے باہر نہیں نکالتا۔ اگر باہر نکال کر سوچے گا تو وہ مقلّد نہیں رہے گا۔ ایسے علماء حضرات کے متعلق ہم بڑے ادب سے یہی کہہ سکتے ہیں۔

حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

۴۔ عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ)

حبر الامۃ، مفسرِ قرآن عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) سنت پر عمل کرنے میں بہت متشدد تھے۔ جب کوئی حدیث مل جاتی اور ان کا عمل اس کے برعکس ہوتا تو اپنے ذاتی عمل کو چھوڑ کر فوراً حدیث کو قبول فرما لیتے۔ تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہاں البتہ اتنا ضرور عرض ہے کہ آپ راہِ نجات صرف کتاب وسنت کو جانتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

۱۔ ((من احدث رأیاً لیس فی کتاب اللہ ولم تمض بہ سنۃ من رسول اللہ ﷺ لم یدر علی ما ہو منہ اذا لقی اللہ عزوجل)) (۱)

''جو کوئی دین میں رائے نکالے اور اس کا تعلق کتاب وسنت سے نہ ہو تو

۱۔ اعلام الموقعین ص ۴۸ ج ۱' دارمی ص ۵۳ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اس کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو کس حالت میں ہوگا“

۲۔ ((انّما ھو کتاب اللّٰہ وسنۃ رسولہ ﷺ فمن قال بعد ذٰلک فلا ادری الی حسناتہ یجد ذلک ام فی سیئاتہ)) (۱)

”جو شخص کتاب و سنت کے بعد اپنی رائے قائم کرے تو مجھے اس کے متعلق علم نہیں کہ اس کا نیکیوں میں شمار ہوگا یا برائیوں میں“

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں تقلید کا قطعاً رواج نہیں تھا تو ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی نظر میں کتاب و سنت کے بعد جو اَمر ہے وہ کسی طرح بھی درست نہیں تقلید کی مذمت تو ان الفاظ لم یدر علی ہو سے ہوگئی اگر صحابہ کرام کتاب و سنت سے کسی کے قول کو مقدم سمجھتے ہوتے تو بعد والوں کو قطعاً یہ نہ کہتے کہ رجوع صرف کتاب و سنت کی طرف ہے۔ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ مقلد کو اس کے امام کا قول کافی ہے بس یہی ”کافی ہے“ کے الفاظ ابن عباس کی نظر میں محدث اور بدعت ہیں۔

۵۔ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ)

یہ فقہا صحابہ میں سے تھے ان کی فقاہت کی شہادت رسالت مآب نے اپنی زبان اقدس سے دی تھی اتباع سنت میں نمونہ تھے چنانچہ فرماتے ہیں:

((تکون فتن فیکثر فیہ المال ویفتح القرآن فیقراہ الرجل والمراۃ والصغیر والکبیر والمنافق والمؤمن فیقراہ الرجل فلا یتبع فیقول واللّٰہ لا قرانہ علانیۃ فلا یتبع فیتخد مسجدًا

۱۔ ایقاظ ص ۱۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ویبتدع کلاماً ما لیس من کتاب اللّٰہ ولامن سنة رسول اللّٰہ ﷺ فایاکم وایاہ فانه بدعة وضلالة قاله معاذ ثلاث مراتٍ)) (۱)

((فتنے بہت سے ہوں گے۔ قرآن پڑھا جائے گا۔ مرد عورت بوڑھے بچے جوان منافق اور مومن سبھی پڑھیں گے لیکن اس پر عمل نہیں کریں گے مسجدیں بنائی جائیں گی، لیکن وہاں کلام بدعت والا ہوگا جس کا تعلق کتاب وسنت سے نہ ہوگا۔ تم اس سے بچو کیونکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے))۔ معاذؓ نے یہ کلمات تین مرتبہ دُہرائے

جناب معاذ کے اس اثر (فرمان) میں چند امور قابلِ غور ہیں:

۱- فتنے زیادہ ہوں گے۔ جب تقلیدی جمود نے زور پکڑا تو ساتھ ہی فتنے بھی بڑھ گئے۔

۲- مال زیادہ ہوگا--- خیر القرون کے بعد حکومتوں کا انصرام مقلّدین کے ہاتھ میں رہا جس سے ان کے پاس مال و دولت کے انبار لگ گئے۔

۳- قرآن پڑھا جائے گا لیکن اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ مقلدین کی بعض کتابوں میں صراحۃً موجود ہے کہ مقلّد قرآن کے ظاہر پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے صرف اس کے امام کا قول معتبر ہوگا۔

۴- مساجد بنائی جائیں گی لیکن تبلیغ قرآن وسنت کی نہیں ہوگی--- آج ہزاروں مساجد موجود ہیں جن میں اقوال آئمہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کتاب وسنت کا وجود علم کے لیے نہیں بلکہ تبرک کے لیے پڑھا جاتا ہے۔

۱۔ اعلام الموقعین ص ۴۹ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۵- یہ بدعت ہے اس سے بچتے رہنا -- اس میں شک نہیں کہ تقلید کا وجود خیر القرون میں نہیں تھا بلکہ یہ چوتھی صدی ہجری میں معرضِ وجود میں آئی جس کی تحقیق ہم تاریخِ تقلید میں کریں گے۔

۶- ان کلمات کو تین مرتبہ اس لیے دہرایا گیا کہ سامع ان اُمور سے اچھی طرح متنبہ ہو جائے۔

۶-حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان فرماتے ہیں:

((انه قد بلغني ان رجالا فيكم يتحدثون باحاديث ليست في كتاب الله ولا توثر عن رسول اللهؐ فاولئكم جهالكم))(۱)

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم میں بعض آدمی ایسے ہیں جو ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن کا وجود کتاب وسنت میں نہیں۔ یہ جاہل ہیں"

جناب معاویہؓ کی نظر میں علم کتاب وسنت کا نام ہے اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ جہالت ہے اور جو اس کی پیروی کرتا ہے وہ جاہل ہے۔

۶-علی بن ابی طالبؓ

خلیفۂ راشد علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((ان من الخير كله من عرفه الله دينه وكفى بالمرءِ جهلا ان لا يعرف دينه))

"تمام بھلائیاں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دین کی معرفت اور شناخت عطا دے اور آدمی کو یہ جہالت کافی ہے کہ وہ اپنے دین کو نہ پہچان سکے" آپ کے اس اِرشاد

۱۔ اعلام الموقعین ص ۵۰ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی جو آدمی دین کو پہچانتا ہے وہ مقلد نہیں رہ سکتا کیونکہ مقلّد کی تعریف ہی یہ ہے کہ اسے معرفت کی حاجت نہیں ہوتی،،

۷۔ عبد اللہ بن عمرؓ

آپ سنت نبویؐ کے ایسے محبّ تھے کہ سنت کی اتباع میں اپنے باپ کے حکم کی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے اور اپنے بیٹے سے قطع کلامی کر لیتے تھے۔ حج کے باب میں یہ واقعہ کس قدر مشہور ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا۔ کیا حج تمتع جائز ہے؟ تو انہوں نے جواز کا فتوی دیا سائل کہنے لگا۔ تمہارا کا باپ (خلیفہء ثانی) تو اس سے منع کرتا ہے اور تم اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہو۔ اس موقع پر انہوں نے جو جواب دیا وہ مقلدین کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔

((امر ابی یتبع ام امر رسول اللہ ﷺ))(۱)

''اتباع میرے باپ کی ہوگی یا رسول اللہ ﷺ کی''

ذرا غور فرمایئے اگر عمرؓ کا حکم حدیثِ رسولؐ کے مقابلہ میں قبول نہیں کیا جاسکتا تو بعد میں آنے والے آئمہ کی بات کو حدیث کے مقابلے میں کیسے پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

امام کے قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرنا چاہیے۔ وھذا ھو مرادہٗ۔

حضرت جابر بن زید (رحمہ اللہ) جو مشہور تابعی ہیں۔ فرماتے ہیں:

۱۔ ترمذی ج ۱۳۲ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مجھے عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔ جابر! تو فقہائے بصرہ سے ہے۔ لوگ تجھ سے مسائل پوچھتے ہیں۔

((فلا تفت الاقرآن ناطق اوسنة ما ضية فالک ان فعلت غير دلک هلكت و اهلكت))(۱)

''تُو نے کتاب وسنت کے بغیر فتویٰ نہ دینا اگر تو نے اس کے علاوہ فتوی دیا تو خود بھی حلاک ہو جائے گا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا۔''

ہم نے چند معروف اور اکابر صحابہ کے اقوال ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ اگر آثار صحابہ کو قیاس اور تقلید کے ردّ میں بالاستیعاب جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

تردیدِ تقلید تابعین عظام سے

تابعین کا دَور بالاتفاق خیر القرون کا زمانہ ہے اس دور میں کتاب وسنت پر سختی سے عمل ہوتا تھا۔ تقلید کا کہیں وجود بلکہ نام ونشان نہ تھا لیکن اس دور کے اخیر میں چند لوگ ایسے پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے اسلام کے اہم ترین مسئلوں میں قیاس اور رائے سے کام لینا شروع کر دیا۔ تقدیر جیسے اصولی اور بنیادی مسئلہ میں چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں اور مختلف گمراہ فرقے جنم لے چکے تھے۔ جس سے اہل اسلام نے بہت سے سیاسی اور مذہبی نقصان اُٹھائے۔ کتاب وسنت سے ہٹ کر رائے اور قیاس کا رواج پڑنے لگا تو اس اثنا میں محدثین کی مقدس جماعت نے انتہائی کوشش سے کتاب وسنت کی تعلیم اور اس پر عمل کو جاری وساری رکھا۔ ان میں چند تابعین

۱۔ دارمی ص ۵۴ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

علماء کے اقوال کو ہم قارئین کی نذر کرنا چاہتے ہیں جن سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اس دور میں ان مبارک ہستیوں نے کیسے آراء الرّجال اور قیاس کی بھول بھلیوں سے علیحدہ رہ کر کتاب وسنت کو مشعلِ راہ بنایا۔ رحمهم الله اجمعين

۱۔ عروہ بن زبیر (رحمہ اللہ):

خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ کے نواسے اور حواری رسول زبیر بن عوامؓ کے بیٹے علم حدیث کے مسلّمہ امام مفتی مدینہ جناب عروہ، بنی اسرائیل کے تورات سے منحرف ہونے کے اسباب بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ ((لم یزل امر بنی اسرائیل مستقیما حتی ادرک فیهم المولدون ابنایا سبایا الامم فاخذوا فیهم بالرأی فاضلو بنی اسرائیل)) (۱)

"بنی اسرئیل کا معاملہ اس وقت تک درست رہا جب تک ان میں مولدون (قیدیوں کی اولاد) پیدا نہ ہوئے جنہوں نے (تورات کو چھوڑ کر) قیاس سے کام لیا اور بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا"

جناب عروہ نے واضح کر دیا کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو ترک کر کے قیاس پر عمل پیرا ہوتی ہے تو وہ گمراہ ہو جاتی ہے کیونکہ بنی اسرائیل کا معاملہ اس وقت تک درست رہا جب تک ان میں قیاس پر عمل نہیں تھا لیکن جب قیاس پر عمل شروع ہوا تو وہ سیدھے رستے سے بھٹک گئے بالکل یہی معاملہ اہل اسلام سے پیش آیا۔ خیر القرون تک کتاب وسنت کو اصل سمجھا جاتا رہا لیکن جب ان کے بعد والوں

۱۔ ایقاظ ص ۱۴ و داری ص ۴۷ ج ۱ بمعناہ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نے اصل کو ترک کر کے قیاس جلی یا استحسان پر عمل کیا تو ان کا تعلق کتاب و سنت سے کمزور ہوتا چلا گیا۔ حتی کہ بعض فقہاء نے قیاس پر ہی اعتماد و اعتکاف کر لیا اور یہ پیشگوئی جو جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی ''کہ تم یہود کے نقشِ قدم پر ضرور چلو گے'' پوری ہوئی اور ہی قیاس بعد میں تقلید کا درجہ حاصل کر گیا۔ ہی رہبانیت والا نقشہ یہاں کھنچ گیا۔ جس کی مذمت اللہ تعالیٰ نے کتابِ کریم میں بدعت کے لفظ کو استعمال کر کے فرمائی تھی۔

۲۔ ((ایاکم والمقایسة فوالذی نفسی بیده لئن اخذتم بالمقایسة لتحللُنّ الحرام ولتحرمنّ الحلال ولکن ما یبلغکم من حفظ عن اصحابِ رسول اللّٰه فاحفظوهُ))(۱)

''تم قیاس سے بچو! واللہ اگر تم قیاس پر عمل کرو گے تو ضرور حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرو گے۔ ہاں تم کو اصحاب رسول سے جو حدیث پہنچے تو اس کی (عملاً، صدراً و تبلیغاً) حفاظت کرو۔

عروہ نے جو فرمایا بعد والوں نے اسے حرف بحرف صحیح کر کے دکھایا۔ جب تقلید پر عمل ہوا تو بہت سی حلال چیزیں حرام اور اسی طرح بہت سی حرام چیزیں حلال بن گئیں۔ (تفصیل کے لیے فقہ کی کتب کو دیکھا جا سکتا ہے)

۲۔ مسروق بن اجدع (رحمہ اللہ)

جناب عبداللہ بن مسعود کے شاگرد خاص اور فقہ حنفی کے (حنفیوں کے نزدیک) مسلمہ امام مسروق بن اجدعؒ فرماتے ہیں:

۱۔ اعلام الموقعین ص ۲۲۱ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

((لا اقیس شیئًا بشیءٍ. اخاف ان تزل رجلیّ))(۱)

"میں ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس نہیں کرتا۔ میں قدم کے ڈگمانے سے ڈرتا ہوں"

اگر ایسے جلیل القدر امام کو پھسل جانے کا خطرہ لاحق تھا تو مقلّدین کو بالاولیٰ خطرہ ہونا چاہیے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کتاب وسنت سے اعراض کیا جاتا ہے تو اس وقت گمراہی کا خطرہ سر پر منڈلانے لگتا ہے۔

۳۔ محمد بن سیرینؒ

یہ مشہور تابعی ہیں جن سے بعض اوقات صحابہ کرامؓ بھی خوابوں کی تعبیر دریافت کیا کرتے تھے سلسلۃ السند میں ان کو سلسلۃ الذہبیہ میں شمار کیا جاتا ہے۔فرماتے ہیں:

کانوا یرون انه علی طریق ما دام علی الاثر (۲)

اس شخص کو صراط مستقیم پر خیال کرتے جب وہ اثر (حدیث وقرآن) پر عمل کرتا۔

۴۔ قاضی شریحؒ

عالم اسلام کے مشہور قاضی ہیں جن کو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے منصبِ قضائت پر مقرر کیا تھا وہ فرماتے ہیں:

((ان السّنة سبقت قیاسکم فاتبعوہ ولا تبتدعوا .فانکم لن تضلوا ما اخذتم بالاثر))

"سنت تمہارے قیاس سے پہلے ہی وجود میں آ چکی ہے۔تم سنت کی

۱۔ ایقاظ ص۱۴ ۲۔ ایقاظ ص۱۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اتباع کرو اور بدعت کے پیچھے مت بھاگو۔ اگر تم احادیث پر عمل کرو گے تم گمراہی سے بچ جاؤ گے''

جناب قاضی کی نظر میں احادیث و آثار کے علاوہ قیاس پر عمل کرنا بدعت کی اتباع کرنا ہے، اسی لیے توانہوں نے فرمایا کہ بدعت (قیاس) کو چھوڑ کر آثار پر عمل کرو کیونکہ ہدایت کا سرچشمہ صرف آثار (حدیث) ہیں۔

واضح رہے کہ آثار کا لفظ قیاس کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے جو کتاب و سنت دونوں پر مشتمل ہے۔

۵- اِمام زہریؒ

تاجدارِ حدیث، امام المحدّثین امام زہریؒ ان مقدس افراد میں سے ایک ہیں جن پر سندِ حدیث کا دارومدار ہے۔ وہ قیاس کے سخت مخالف تھے۔ ایک دفعہ ان کی موجودگی میں قیاس کا ذکر چل نکلا تو انہوں نے فرمایا۔

((ان الیهود والنصاری انما انسلخوا من العلم الذی کان بایدیهم حین اشتقوا الرای واخذوا فیه)) (۱)

''یہود و نصاری نے جب اصل کو ترک کر کے رائے اور قیاس پر عمل کیا وہ علم سے نکل گئے۔اور (تحریفِ دین جیسے فتنوں میں واقع ہو گئے'')

٦- اِمام حسن بصریؒ

ان کا تقویٰ اور علم وورع میں جو مقام تھا وہ کسی صاحب علم سے مخفی نہیں بلکہ

۱۔ اعلام الموقعین ص ۲۲۳ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

صوفیاء کرام تو اپنا سلسلۂ سند انہی کے واسطہ اور طریق سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

((انّما هلك من كان قبلك حين تشعبت السبل وحادوا عن الطريق فتركوا الآثار وقالوا فی الدین برائیهم فضلوا واضلوا)) (۱)

''پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے مختلف رستوں کو اپنایا۔ آثار اور صراطِ مستقیم سے ہٹ کر رائے سے کام لیا خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی کیا''

امام حسن بصریؒ کی نظر میں گمراہی کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

صراط مستقیم کو ترک کر کے مختلف رستوں کو اپنانا کیونکہ رستہ ایک ہے تین یا چار نہیں ہو سکتے اور وہ صراطِ مستقیم ہے۔ اہل تقلید ایک راستے پر نہیں بلکہ چار مختلف رستوں پر گامزن ہیں۔

آثار کو ترک کر دیا جائے اور رائے یا ظن پر بنیاد رکھ لی جائے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ تقلید کا اصل کتاب و سنت سے نہیں بلکہ یہ ایک تیسری چیز ہے جو محض ظن اور خیال سے معرض وجود میں آئی ہے۔

۷۔ اِمام شعبیؒ

مجتہدین تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کتاب و سنت پر تمسک کے پابند اور قیاس پر عمل کے سخت مخالف تھے۔ فرماتے ہیں۔

۱۔ اعلام الموقعین ص ۶۵ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱ – ((ان السّنة لم توضع بالمقابيس))(۱)

قیاس کی وجہ سے احادیث کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

۲ – انما هلكتم حين تركتم الآثار واخذتم المقاييس (۲)

''جب تم احادیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے''

رائے ہی تقلید کا اصل سبب ہے۔ تقلید اس وقت ہو گی جب رائے پر عمل ہو گا۔ جب رائے پر کی بجائے حدیث پر عمل ہو گا تو وہ تقلید نہیں ہو گی کیونکہ حدیث امام کی ذاتی رائے نہیں ہوتی اگر مقلدین تقلید کو اس نکتہ نگاہ سے جائز سمجھتے ہیں کہ امام نے فلاں مسئلہ حدیث سے بیان کیا ہے تو پھر وہ امام کی تقلید نہیں۔ بلکہ حدیث کی اتباع ہو گی۔ بہر حال یہ فیصلہ ان حضرات کو کرنا ہے کہ وہ تقلید کے دائرہ میں کس طرح شاد و آباد رہ سکتے ہیں۔ اگر ان کے ہاں صحابہ کی تقلید جائز نہیں تو پھر امام کی ذاتی رائے پر کیسے عمل ہو سکتا ہے جب کہ ذاتی رائے امام شعبیؒ کے نزدیک گمراہی ہے۔

۸- عمر بن عبد العزیزؒ

خلیفہ راشد جو صداقت و عدالت، علم، فقاہت اور اتباع سُنّت کے نمونہ تھے، فرماتے ہیں۔

((انه لا رأى لاحد مع سنة سنهارسول الله ﷺ)) (۳)

''سنت کی موجودگی میں کسی کے قول کو قبول نہیں کیا جا سکتا''

جناب عمرؒ کے یہ الفاظ کس قدر واضح ہیں کہ جب سنت موجود ہو تو پھر سنت پر

۱۔ اعلام الموقعین ص ۳ ۲- اعلام الموقعین ص ۲۲۱ ج ۱ ۳۔ دارمی ص ۹۵ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

عمل کرنا چاہیے مقلّدین کو امام عادل کے اس منصفانہ فیصلہ کو قبول کر لینا چاہیے اور تقلید کو خیر باد کہہ کر سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

۹- اِمام اوزاعیؒ

((علیک باثار من سلف وان رفضک الناس وایاک واراء الرجال وان زخرفوا لک القول)) (۱)

تجھے آثار کو لازم پکڑنا چاہیے اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ کیوں نہ دیں لوگوں کی آراء سے بچو خواہ ان میں سونے کی چمک دمک ہو۔

اگر موجودہ متعصّبین حضرات برا نہ مانیں تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ اہل حدیث سے بغض و عداوت کے پہاڑ کھڑے کیے جاتے ہیں۔ حدیثِ نبوی کی ذرّہ بھر پرواہ نہیں بلکہ اقوال آئمہ کو بڑے حسین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اہل حدیث سے عداوت اس قدر کہ ان کو اپنی مساجد میں نماز پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔ عوام کو ان کی بات سُننے سے روکا جاتا ہے تاکہ کلمہ حق ان کے کانوں میں نہ پڑ جائے جس سے وہ تقلید کے پٹے کو گلے سے کہیں اتار نہ پھینکیں۔

۱۰- ابو وائل شقیق بن سلمہ

((ایاک و مجالسہ من یقول ارایت ارایت)) (۲)

''تم ان کی مجلسوں سے بچو جو یہ کہتے ہیں میرا یہ خیال ہے''

یہ بات مقلّدین پر بعینہٖ منطبق ہوتی ہے ان کے سامنے جب کوئی مسئلہ پیش

۱۔ اعلام الموقعین ص ۳ ۲۔ اعلام ص ۶۲ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہوتا ہے تو ان کا جواب یہی ہوتا ہے کہ فلاں امام کی یہ رائے ہے، فلاں کا یہ خیال ہے، فلاں امام کا اس پر عمل نہیں، کاش یہ لوگ تابعین کے اقوال کو سامنے رکھتے تو ایسی قباحتوں سے بچ جاتے اور دنیائے اسلام میں ارایت (میرا خیال ہے) کے ذریعے نفرت و افتراق کی جو وباء پھوٹی ہے وہ قطعاً نہ پھوٹتی اور اہل اسلام کو غیر مسلموں کا یہ طعنہ برداشت نہ کرنا پڑتا کہ اسلام میں سوائے اختلاف کے اور رکھا ہی کیا ہے؟ اگر ہم کتاب وسنت پر عمل کرتے اور اسی کو ماویٰ وملجاومنجا سمجھتے تو ہماری راہ ایک ہوتی اور ہم اتحاد واتفاق کی نعمت سے بہرہ وَر ہوتے۔ جب تک مسلمان کتاب وسنت کے دامن میں جاگزیں رہے تو دنیا کی سلطنتیں ان کے سامنے تارِ عنکبوت کی طرح ٹوٹتی رہیں لیکن جب آراء الرجال پر عمل شروع ہوا تو وہ حکومتیں جو مسلمانوں کے ہاتھوں زیروزبر ہوئی تھیں، ان پر غالب دوبارہ آگئیں اور ﴿ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ﴾ (اسلام تمام دینوں پر غالب ہوگا) کا نقشہ اُلٹ ہوکر رہ گیا۔ تقلید سے مسلمانوں کی قوت کئی حصّوں میں تقسیم ہوگئی۔ گروہی اختلافات کی وجہ سے اسلام کو ہرقسم کے مصائب اٹھانا پڑے۔ اگر آج بھی کتاب وسنت پر کماحقہ، عمل کیا جائے تو ﴿ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ﴾ والا منظر دوبارہ نظر آنے لگا۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ردِّ تقلید آئمہ اربعہ سے

تابعین کے مبارک دَور میں اگرچہ بعض فتنوں نے سر اٹھالیا تھا یہ دَور ایسا تھا جس کی شہادت رسول اکرم ﷺ نے خیر القرون کے الفاظ سے فرما دی تھی۔ اس لیے اس دَور کے فتنے زیادہ تر مخصوص حلقہ تک رہے لیکن بعد کے دَور میں یہ فتنے سیلاب کی طرح اُمڈ آئے سب سے بڑا فتنہ بدعتی گروہوں کے ظہور کا تھا جن کا مقصد کتاب وسنت سے اعراض اور عقل و قیاس پر عمل کرنا تھا۔ ظاہر ہے یہ فتنہ اسلام کی اساسوں کے بالکل برعکس اور خلاف تھا۔ اس دور میں عقل کو اصل اور نقل (کتاب و سنت) کو تابع قرار دیا گیا۔ اسی بنا پر صفاتِ باری تعالیٰ کا انکار کیا گیا۔ حالانکہ یہ مسئلہ خیرالقرون میں کبھی اختلاف کا باعث نہیں ہوا تھا اور اس قسم کے بہت سے مسئلے جن کا وجود کتاب وسنت میں نہیں تھا اختلاف و جدل کا سبب بن گئے۔ عقل وقیاس کی دنیا اور غیر اسلامی نظریات کو اسلام میں داخل کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لیے ایک مقدّس جماعت کا انتخاب فرمایا جنہوں نے قیاس وعقل کے خرافات سے نجات دلا کر اُمّت کا تعلّق کتاب وسنّت سے جوڑ دیا۔ فرحمهم الله اجمعين آئمہ اربعہ اس مقدس جماعت کے سرخیل تھے۔

۱۔ امام ابوحنیفہؒ:

امام الفقہا ابوحنیفہ فقاہت میں لاثانی' تقوےٰ و ورع میں بے مثال' حدیث پہ عمل کرنے' ضیعف حدیث کو قیاس پر مقدم سمجھنے والے تھے۔ یہ وہی امام ہیں جن کے بارے میں بہت غلو سے کام لیا گیا ہے۔ ہزاروں مسائل ان کی طرف منسوب کر دیئے گئے جن سے یقیناً وہ بری الذّمہ ہیں۔ خدا ان پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اور آپ کی قبر کو منور فرمائے۔ وہ ان مقدس ہستیوں میں ایک تھے جنہوں نے قیاس کو عندالحاجت (مجبوری کے وقت) استعمال کیا لیکن حدیث کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ عامل بالحدیث تھے۔ کسی استاذ یا امام کی طرف نسبت کو قطعاً پسند نہیں فرماتے تھے۔ تقلیدی جمود کے اس قدر مخالف تھے کہ اپنے فتوے کے خلاف جب کوئی حدیث یا قولِ صحابی مل جاتا تو فوراً اس پر عمل کر لیتے۔ آپ نے تقلید کی تردید مختلف پیراوں اور مختلف الفاظ سے کی ہے۔ تقلید کے ردّ میں آپ سے بہت سے اقوال مروی ہیں جن میں بعض کا ہم اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ کسی شاگرد نے امام موصوف سے پوچھا اگر آپ کا فتوے کتاب اللہ یا سُنّت رسول اللہ کے خلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے تو انہوں نے جواباً فرمایا:

اذاقلت قولاً وكتاب اللّه يخالفة قال اتركو قولي لكتاب اللّه فقيل اذاكان خبر رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم يخالفه قال اتركوا قولي لخبر رسول اللّه صلّى اللّه عليه وسلّم فقيل اذاكان قول الصحابة يخالفة قال اتركو اقولي لقول الصحابة (۱)

جب میرا فتوے کتاب اللہ سُنّت رسول یا قول صحابہ کے خلاف ہو تو میرے فتوئے کو چھوڑ دو اور کتاب وسُنّت وقول صحابہ پر عمل کرو۔

۲۔ اذ قلت قولا يخالف كتاب اللّه و خبر رسول اللّٰه فاتركوا قولي

۱۔ المختصر المئومل ص ۳۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

جب میرا قول کتاب اللہ اور سنت نبوی کے خلاف ہو تو اس کو چھوڑ دو۔

۳۔ **اذاصح الحديث فهو مذهبى :(۱)**

صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے یعنی جب بھی صحیح حدیث کا علم ہو جائے تو اسے میرا مذہب سمجھ لینا۔

۴۔ **((اذاجاء عن النبی ﷺ فعلى الراس والعين واذاجاء عن اصحاب النبی ﷺ نختار قولهم واذاجاء من التابعين زاحمناهم))(۲)**

"حدیث رسول بسر و چشم قبول، اقوال صحابہ میں ہم پسند کر لیں گے۔ تابعین کے اقوال میں ہم مناقشہ کریں گے یعنی اگر اقوال صحابہؓ مختلف ہوئے تو اس قول کو اختیار کریں گے جو حدیث سے زیادہ قریب ہو اور تابعین کے اقوال میں تحقیق کریں گے"

۵۔ **((ماجاء عن النبی ﷺ فعلى الراس والعين وماجاء عن اصحابه اخترنا وماكان من غير ذلك فنحن رجال وهم رجال))**

حدیث سر اور آنکھوں پر، اسی طرح اقوالِ صحابہ بھی پسندیدہ ہیں اور جو ان کے بعد والے ہیں وہ محض آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں (یعنی ان کے اقوال کو قبول کرنا ہمارے لیے ضروری نہیں)

۶۔ **((آخذ بكتاب الله فان لم اجد فبسنة رسول الله ﷺ فان لم اجد فى كتاب الله ولا فى سنة رسول الله آخذ بقول اصحابه ثم آخذ بقول من شئتُ منهم وادع قول من شئت**

۱۔ رد المختار ص ۴۶ ج ۱ ۲۔ المختصر المؤمل ص ۴۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

منهم ولا اخرج من قولهم الیٰ قول غيرهم اما اذا انتهى الامرالى ابراهيم والشعبى وابن سيرين والحسن (البصرى) وعطاء وسعيد بن المسيب وعد رجالا من التابعين فقوم اجتهدوا وانا اجتهد كما اجتهدوا)) (۱)

''میں سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کروں گا اور اگر وہاں نہ پا سکوں تو سُنّت رسول پر اگر وہاں بھی نہ مل سکے تو اقوالِ صحابہ کو راہ ہدیت پکڑوں گا۔ اگر صحابہ سے بھی مسئلے کا حل معلوم نہ ہو سکے تو پھر مرضی سے جس کے قول پر چاہوں گا عمل کرلوں گا۔ جب معاملہ ابراہیم نخعی۔ شعبی۔ ابن سیرین۔ حسن۔ عطا۔ سعید بن مسیّب اور دیگر اکابر تابعین تک پہنچ جائے تو یہ مجتہد تھے اور میں بھی مجتہد ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد سے کام ہے میں بھی اجتہاد کرلوں گا''

۷۔ لایحل لاحد ان یاخذ بقولنا ما لم یعلم من این اخذناه (۲)

کسی ایک کے لے حلال نہیں کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے جب تک وہ معلوم نہ کرے کہ ہم نے یہ قول کہا سے لیا ہے۔

۸۔ حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی (۳)

جو شخص میری دلیل سے واقف نہ ہو اس کے لئے میرے قول پر فتوی دینا حرام ہے

۱۔ مختصر المؤمل ص ۴۱ ۲۔ الانتقاء لابن عبدالعزیز ص ۱۴۵

۳۔ صفۃ صلوٰۃ النبیؐ للالبانی ص ۲۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۹۔ ((ویحک یا یعقوب لا تکتب کل ما تسمع منی فانی قد اری الیوم واترکه غدا واری الرای غدا او اترکه بعد غد))

اے یعقوب (قاضی ابو یوسف) تجھ پر افسوس تو جو بھی مجھ سے سنے اسے لکھا نہ کر میں آج ایک رائے کو درست سمجھتا ہوں تو کل اس کو چھوڑ دیتا ہوں اور کل ایک رائے قائم کرتا ہوں تو پرسوں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔

یہ اقوال امام ابو حنیفہ کے ہیں جنہوں نے اپنے فرمودات واقوال میں واضح فرمادیا کہ اگر تم نے میرے پیچھے چلنا ہے تو ان اصولوں کو مشعل راہ اور نور ہدایت بناؤ جن کو میں نے بنایا ہے آپ کے اقوال سے مندرجہ ذیل تصریحات اخذ کی جا سکتی ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ کا مقام سب سے اعلیٰ وارفع ہے اسی لیے عمل میں بھی اس کو مقدم رکھنا چاہیے۔

۲۔ بعد ازاں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اس کی موجودگی میں کسی ایک کے فتوے کی ضرورت نہیں۔

۳۔ جب کتاب وسنّت کی دلیل کسی مسلہ میں موجود نہ ہو تو پھر آثار صحابہ پر عمل کرنا چاہیے۔ تابعین اور مجتہدین کے اقوال کو عزم بالجزم سے قبول نہیں کرنا چاہیے۔ اور بلا دلیل کسی کے قول پر عمل نہیں کرنا چاہیے

یہ وہ سنہری اصول ہیں جن پر تمام علماء کا اجماع ہے اور یہی اصول تقلید کی بیخ کنی کے لیے کافی ہیں۔ آپ امام موصوف کے ان الفاظ پر غور فرمائیں کہ مجتہدین کے اقوال میں جس کو چاہوں قبول کروں جس کو چاہوں رد کر دوں،، یہ تقلید شخصی کے

۱۔ تاریخ ابن معین ص ۶۰۷ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

لیے ایٹم بم کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ تقلید شخصی میں فردِ واحد کو معیار تسلیم کیا جاتا ہے جب کہ اس فرمان میں فرد واحد کو معیار تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ اس کی نفی کی گئی ہے۔

ان تمام فرمودات وارشادات سے مقلّدین کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ وہ تقلیدِ شخصی جیسے فعل کا ارتکاب کرکے اپنے امام کی کس قدر مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ امام کے متعلق ان کی رائے یہ ہے۔

فلعنة ربنا اعداد رملٍ علی من رد قول ابی حنیفه(۱)

اس شخص پر ہمارے رب کی ریت کے ذرّوں کے برابر لعنتیں ہوں جو امام ابو حنیفہ کے قول کو ردّ کر دیتا ہے۔

افسوس کہ مقلّدین یہ شعر تو پڑھتے ہیں لیکن ان کا اس پر خود عمل نہیں اگر وہ امام صاحب کے مذکورہ اقوال کو سامنے رکھیں تو تقلید کے ظلمات سے بچ جائیں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود اس کے مصداق بن جائیں۔

۲-امام مالکؒ

امام دارالھجرہ امام مالکؒ جو کلمہ حق کہنے میں بے نظیر تھے۔آپ سند حدیث میں سلسلہ الذہب کی لڑی کے یکتا موتی تھے۔ ردّ بدعت میں باکمال اور عمل بالحدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔تقلید کے اولین دشمن تھے۔امام قعنبی جو بہت بڑے محدّث اور فقیہہ تھے۔ امام مالک کے پاس جاتے ہیں اور امام موصوف نزع کی حالت میں تھے اور رو رہے تھے۔امام کی حالت کو دیکھ کر پوچھتے ہیں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ امام مالک فرماتے ہیں میں کیوں نہ روؤں اور مجھ سے زیادہ آنسو بہانے کا حقدار کون ہے؟

۱۔ درمختار ص ۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

((واللّٰہ لو رددت انی ضربت بکل مسئلة افتیت فیھا بالرأی سوطاً و قد کانت لی السعة فیما سبقت الیه ولیتنی لَمْ اُفْتِ بالرأی)) (۱)

واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ مجھے ہر اس فتویٰ کے بدلہ میں جو میں اپنی رائے سے دیا ہے مجھے ایک ایک کوڑا مارا جاتا .... کاش کہ میں رائے سے فتویٰ نہ دیتا۔ یہ ہیں وہ امام جن کی وفات کے تقریباً اڑھائی سو سال بعد مذہب جاری کر دیا گیا اور آپ کی طرف ایسے مسائل منسوب کر دیئے گئے جو آپ کی علمی منزلت اور رفعت کے بالکل منافی ہیں۔ مُتعہ اور ایتانِ دُبر جیسے قبیح مسائل کے جواز کا انتساب کیا گیا۔ حالانکہ مؤطا میں ان کا موقف اس کے بالکل برعکس اور خلاف معلوم ہوتا ہے۔

۲- ((انما انا بشر اخطی واصیب فانظروافی رائی فکل ما وافق الکتاب و السنة فخذوا به وما لم یوافق الکتاب فاترکوه))(۲)

''میں بشر ہوں، مجھ سے غلطی اور درستی دونوں کا احتمال ہے۔ میری ہر ایک بات کی تحقیق کیا کرو جو کتاب وسنت کے موافق ہو اس پر عمل کر لیا کرو، جو مخالف ہو اسے ردّ کر دیا کرو''

تقلید کے خلاف کس قدر سخت الفاظ ہیں کہ ((میری بات کی تحقیق کیا کرو)) جب کہ تقلید میں تحقیق جائز نہیں۔ پھر میرا قول اس وقت قبول ہو گا جب وہ کتاب و

۱۔ اعلام الموقعین ص ۶۳ ج ۱ ۲۔ الاحکام ص ۱۴۹ ج ۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سنت کے موافق ہوگا ورنہ وہ ترک کر دیا جائے گا۔ جب ایسے قول پر عمل درست ہے جو کتاب و سنت کے موافق ہوتو پھر وہ قول پر عمل نہیں بلکہ کتاب و سنت پر عمل ہوگا۔

لیکن قربان جائیے کہ بعض حضرات نے امام کے اس قول سے تقلید کا جواز نکالنے کی سعیٔ لا حاصل کی ہے وہ یہ کہ امام صاحب نے متبعین کو تحقیق کی اجازت دی ہے نہ کہ قول کے ترک کرنے کی یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ شاید استدلال کرنے والا تقلید کے مفہوم سے غافل ہے یا تقلید نے اسے علمی بینائی سے محروم کر دیا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

((میری بات کو کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھو، اگر اس کسوٹی پر میری بات کھری ثابت ہو جائے تو اسے قبول کرو))۔

گویا کہ امام صاحب کے قول کو قبول نہیں کرنا --- بلکہ کتاب و سنت کی اتباع کرنا ہے۔ اگر مقلّدین کو ذرّہ بھر علمی امانت کا خیال ہوتا تو مذکورہ بات کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ اس لیے کہ تقلید میں طلب دلیل اور تحقیق سرے سے موجود نہیں ہوتی

قارئین حضرات ! غور فرمایئے کہ امام صاحب اپنے فتوی بالرّای کی مذّمت فرما رہے ہیں لیکن یہ حضرات امام صاحب کے قول کو غلط رنگ دے کر غلط مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اعاذنا اللّٰہ من ذٰلک

۳۔ ((قال لابن هرمز لا تمسک علی شئ فیما سمعتَ منّی من هذا الرأی))(۱)

''ابن ھرمز! میری رائے پہ عمل نہ کرنا۔

۴۔ ((لیس من احد الا یؤخذ من قوله ویترک الا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم(۲)

۱۔ اعلام الموقعین ص ۶۳ ج ۱ ۲۔ الاحکام ص ۱۴۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

''رسول اللہ ﷺ کے علاوہ تمام کے کلام کو ردّ کیا جا سکتا ہے''

امام صاحب کی نگاہ میں اگر کسی شخص کی بات بغیر سوچے سمجھے قبول کی جا سکتی ہے۔ تو وہ صرف رسول اکرم ﷺ کی شخصیت ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان میں خطاوغلطی کا وہم و گمان نہیں ہو سکتا اس لیے کہ آپ کی عصمت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اور کسی کے متعلق کوئی حق الیقین دعویٰ نہیں کر سکتا کہ فلاں شخص غلطی سے مبّرا و محفوظ ہے۔ امام فرماتے ہیں۔

((ان نظن الّاظناً وما نحن بمستيقنين))

''ہم جو کہتے ہیں ظن سے کہتے ہیں اس پر یقین نہیں ہوتا''

دین کی بنیاد ظن پر نہیں بلکہ یقین پر ہے اور نہ ہی ہم ظن کی اتباع کرنے کے مکلّف ہیں اور نہ ہی ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔((ان الظن لا يغنی من الحق شيئًا))

''ظن حق سے کچھ کفایت نہیں کرتا''

یقین و اعتماد صرف کتاب اللہ اور سنت رسول پر ہو سکتا ہے اس کے مابعد جو کچھ ہے وہ ظن ہے جس کی تعریف علم و یقین سے بالکل مختلف ہے۔

۳-امام شافعیؒ

امام محمد بن ادریس شافعی تفسیر میں حجّت، حدیث میں کامل، لغت میں دلیل، علوم کے بحر بے کنار احکام میں مجتہد، فن مناظرہ کے امام مُنکرین حدیث کے لے سیف بے نیام قیاس کے دشمن کامل الحجۃ، واضح المنہج، صافی المسلک ومحبِ رسول، امام الہدیٰ اور قائد الاتقیاء تھے، فرماتے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۔ اذاصح الحدیث فھو مذھبی. واذا رایتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط)) (۱)

''صحیح حدیث میرا مذہب ہے جب میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو اس کو دیوار کے ساتھ مار دو اور حدیث پر عمل کرو''

۲۔ ((نیز فرماتے ہیں: اجمع المسلون علیٰ ان من استبانت له سنة رسول الله ﷺ لم یحل له ان یدعها بقول احد))(۲)

''تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب سنّت کا علم ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس سنت کو کسی کے قول کی وجہ سے ترک کرے''

امام شافعیؒ نے اس اجماع کا دعویٰ اس دور میں فرمایا تھا جب علم کے دریا بہہ رہے تھے۔ محدثین رات دن احادیث کے جمع اور ان کی تحقیق و تمحیص میں مصروف تھے۔ اسلامی علوم کا جتنا کام اس دور میں ہوا نہ پہلے ہوا تھا نہ بعد میں اور شاید نہ کبھی ہو گا اور آئے دن صحیح احادیث کے بارے میں معلومات ہو رہی تھیں تو اس دور میں امام موصوف فرماتے ہیں کہ جب سنت کا علم ہو جائے تو اس کو راہِ عمل بناؤ۔ کاش کہ مقلّدین حضرات امام موصوف کے اس فرمان پر عمل کر کے اُمّت کو اُلجھنوں اور آویزشوں سے بچا لیتے۔

۳۔ امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

((فقد صح عن الشافعی انه نهی عن تقلیده وعن تقلید غیره))(۳)

۱۔ عقد الجید ص ۱۲۲ ۲۔ المختصر المومل ص ۳۵ ۳۔ عقد الجید ص ۱۲۲ و المختصر المؤمل ص ۲۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

''امام شافعی سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے''

معلوم نہیں تقلید کے جواز پر اجماع کا دعویٰ کرنے والوں کو امام صاحب کا یہ قول کیوں نظر نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو اپنے مفاد کے خلاف سمجھتے ہوئے اس پر کان نہیں دھرا اور اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر اسے قبول کر لیتے تو آج دنیا میں تقلید کا کہیں نام ونشان نہ ہوتا۔

۴- ((اذا وجدتم فی کتابی خلاف رسول اللهﷺ فقولوا بسنة ودعوا ما قُلت))(۱)

''جب بھی تم میری کتاب میں رسول اللہﷺ کی مخالفت پاؤ تو اسے چھوڑ کر سنت پر عمل کرو''

مقلّدین کی آئمہ سے عقیدت کا تو تب پتہ چلے گا جب وہ خلاف سنّت مسائل کو چھوڑ کر سنت نبویہ پر عمل کریں گے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو پھر تو مقلد ہوئے اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھر ان کو مقلّدین کی صف میں کھڑا ہونے کا حق حاصل نہیں۔

تقلید کا یہ مفہوم نہیں کہ من بھاتی باتوں کو منظور کر لیا اور دوسری باتوں کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔ کوئی مقلّد امام صاحب کے اس قول پر عمل کر کے خود کو مقلّد ٹھہرا سکتا ہے یا پھر امام کی مخالفت کر کے خود کو غیر مقلّد کہلوانے کو پسند کرتا ہے؟

آج تک کسی مقلّد نے ان اقوال پر عمل نہیں کیا اگر عمل کرتے تو یہ متّبعینِ سُنّت ہوتے اور تقلید کا پٹہ ان کے گلے سے کبھی کا اُتر چکا ہوتا۔ ہم تو حیران ہیں کہ ایک

۱۔ المختصر المؤمل ص ۳۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

شخص امام کی مخالفت بھی کرتا ہے اور خود کو پھر اس امام کا مقلد بھی ٹھہراتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ تقلید بھی ہو اور امام کی نافرمانی بھی۔ بہر حال یہ مقلدین نے فیصلہ کرنا ہے کہ وہ خود کو کس زمرہ میں رکھنا چاہتے ہیں؟

۵۔ ((کل ما قلت وکان رسول اللہ ﷺ خلاف قولی مما یصح فحدیث النبی ﷺ اولیٰ بالقبول ولا تقلدونی))(۱)

''اگر حدیث کے خلاف میرا قول آ جائے تو میرے قول کو چھوڑ کر حدیث پر عمل کرو کیونکہ حدیث پر عمل کرنا بہت ہی بہتر ہے اور نہ ہی میری تقلید کرو''

۶۔ ((کل مسئلة تکلمت خلافه فانا راجع فی حیاتی وبعد مماتی))(۲)

''میرا جو فتویٰ حدیث کے خلاف ہو اگر مجھے میری زندگی میں علم ہو جائے تو میں اس سے رجوع کرنے والا ہوں اگر (کسی کو) میری موت کے بعد پتہ چل جائے تب بھی اس سے رجوع کرنے والا ہوں''

۷۔ ((من تبع سنة رسول اللہ ﷺ وافقته ومن خالف فترکها خالفته)) (۳)

''جو سنت کی پیروی کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوں اور جو اس کے خلاف ہو، میں اس کا مخالف ہوں''

۸۔ امام شافعیؒ کا اعلانِ حق:

((قال احمد بن حنبل اعلمونی بالحدیث الصحیح

۱۔ حلیۃ الاولیاء ص ۱۰۷ ج ۹ ۲۔ المختصر المؤمل ص ۳۵ ۳ المختصر ص ۳۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اَصِرُ الیہ)) (۱)

''انہوں نے احمد بن حنبلؒ سے فرمایا اگر تمہیں صحیح حدیث کا علم ہو جائے تو مجھے بھی تا دینا تا کہ میں اس پر عمل کروں۔

۹- ((وقال ایضا: اذا صح الحدیث عن رسول اللہ ﷺ فقولوا حتیٰ اذھب الیہ))

''جب صحیح حدیث ہو تو مجھے معلوم کرا دینا تا کہ میں اس پر عمل کر سکوں''

۱۰- امام موصوف سے کسی نے دریافت کیا کہ فلاں حدیث کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے یعنی اس پر عمل کرنا چاہیے یا کہ نہیں تو انہوں نے فرمایا:۔

''کیا میں بیوقوف یا دیوانہ ہوں یا عیسائی اور مشرکوں سے محبت رکھتا ہوں کہ حدیث کے مقابلہ میں کوئی الگ رائے قائم کروں۔ سُن لو، حدیث پر میرا ایمان ہے۔ میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ اور ہر مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ حدیث پر عمل کرے۔

امام صاحب کے اس کلام سے معلوم ہو گیا کہ جو اشخاص حدیث کی موجودگی میں رائے پر عمل کرتے ہیں وہ دیوانے اور پاگل ہیں اور دوسرے لفظوں میں وہ اسلام سے محبت نہیں رکھتے۔

۱۱- ((واشھد واعلی انی راجع عن قولی الی حدیث رسول اللہ ﷺ وان کنت قد بلیت فی قبری))(۲)

''لوگو تم اس بات پر گواہ رہو کہ میں اپنے قول کو چھوڑ کر حدیث کی طرف رجوع کرنے والا ہوں اگرچہ میں قبر میں بوسیدہ بھی کیوں نہ ہو جاؤں''

۱۔ المختصر المومل ص ۳۱ ۲۔ المختصر ص ۳۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۲-((اذا صح الحدیث عن رسول اللہ ﷺ فقلت قولا فانا راجع عن قولی واقول بذلک.))(۱)

جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث صحیح ہو اور میرا قول اس کے خلاف ہو تو میں اپنے قول سے رجوع کرتا ہو اور حدیث پر عمل کرتا ہوں۔

امام صاحب کے اس قول پر ذرا غور فرمایئے کہ امام صاحب کتنے جلی اور واضح الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ میرا اصل مذہب حدیث پر عمل کرنا ہے اگر میں نے کوئی فتویٰ حدیث کے خلاف دے دیا ہو اور تمہیں اس کا علم میری موت کے بعد ہو تب بھی اس حدیث کو میرا مذہب سمجھنا اور میرے قول کو قابل عمل نہ سمجھنا۔

مقلدین ذرہ جرأت و جسارت سے کام لے کر امام صاحب کے اس قول کی روشنی میں اپنی کتب کا جائزہ لیں اور ان میں جو خلافِ حدیث مواد ہے اس کو باہر نکال پھینکیں تاکہ امام صاحب کی رُوح کو بھی راحت نصیب ہو اور وہ بھی متبعین (اہل حدیث) کی صف میں شامل ہو سکیں۔

امام احمد بن حنبلؒ

امام اہل سنت قاطع بدعت، محی الاسلام، الامام الاوثق الثبت الحافظ احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

۱- ((لاتقلدونی ولاتقلدوا فلاناً وخذوا من حیث اخذوا)) (۲)

''تم نہ میری تقلید کرو اور نہ کسی اور عالم کی تم عِلم کو وہاں سے سیکھو جہاں سے انہوں (علماء) نے سیکھا''

۲- ((لا تقلد دینک احدًا من ھؤلاءِ ما جاء عن النبی ﷺ

۱۔ المختصر ص ۴۷ ۲- الحیۃ الاولیاء ص ۱۰۷ ج ۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

واصحابه فخذبه ثم التابعين))

"دین میں کسی ایک کی تقلید نہ کر جو رسول اللہ ﷺ یا صحابہ سے ہے اس پر عمل کر تابعین کے بارے میں تجھے اختیار ہے"

۳۔ **((لاتقلدوني ولاتقلدن مالكاً ولا غيره وخذوالاحكام من حيث اخذوا من الكتاب والسّنة))** (۱)

۴۔ **((لا تقلدوني ولا تقلدن مالكاً ولا الاوزاعي ولاالنخعي ولاغيرهم وخذالاحكام من حيث اخذوا من الكتاب والسنة))** (۲)

"تم نہ میری، نہ مالک نہ اوزاعی نہ نخعی اور نہ کسی ایک کی تقلید کرو بلکہ کتاب وسنت پر عمل کرو"

ہم نے ان آئمہ کرام کے اقوال پیش کیے ہیں جن کے نام پر آج مذہب جاری ہیں۔ یہ آئمہ اِن مذہبی نسبتوں سے یقیناً بری ہیں اس لیے یہ نسبتیں چوتھی صدی ہجری میں پیدا اور دسویں گیارہویں صدی میں ان کو عروج حاصل ہوا۔ ان آئمہ کرام نے تو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی وصائے فرما کر اپنا حق ادا کر دیا۔ قیامت کے دن جہاں دیگر معاملات کا حساب ہوگا یقیناً تقلید کے بارے میں بھی ضرور پوچھا جائے گا لیکن یہ ائمہ کرام اس وقت اپنا عذر مقبول پیش کریں گے کہ اے اللہ! ہم نے تو ان کو تقلید سے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار مختلف الفاظ میں منع کیا تھا اور ہم نے ان کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی وصیتیں کی تھی۔ ہماری زندگی میں

۱۔ عقد الجید ص ۱۲۳ ۲۔ عقد الجید ص ۱۴۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

جب ہمیں تیرے حبیب کی حدیث کا علم ہو جاتا، ہم اس پر فوراً عمل کر لیتے اور اپنے ذاتی فتوؤں کو حرفِ غلط کی طرح ذہنوں سے باہر نکال پھینکتے۔ اے اللہ! بعد والوں نے ہمارے ناموں سے جو سلوک روا رکھا اس میں ہمارا قصور کیا؟ اور ان کا عذر اس آیت سے مختلف نہ ہوگا۔

﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ اَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ (۱)

اے اللہ! ہماری تقلید کرنے والے خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ جب تک ہم زندہ رہے ہم تو ان کو کتاب وسنت کی دعوت دیتے رہے لیکن جب تو نے ہمیں اپنے پاس بلا لیا تو تُو ہی ان کا نگہبان تھا۔ ہمیں کیا عِلم کہ اُنہوں نے ہمارے بعد کیا کچھ کیا؟ تو مقلدین عدالت میں کھڑے یہ پُکار رہے ہوں گے۔

﴿يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيلاً﴾ (۲)

''کاش کہ میں سنتِ رسولؐ پر عمل کرتا ہوتا!!''

تقلید اور آئمہ عظام

آئمہ اربعہ جن کے مذاہب تمام مقلدین کے نزدیک حق ہیں، ان کے ردِ تقلید میں اقوال پیش کرنے کے بعد مزید آئمہ عظام، مجتہدین اور محدثین کرام کے اقوال پیش کرنے کی ضرورت تو نہ تھی لیکن ہم سینکڑوں میں چند بزرگانِ دین کے اقوال محض اس خاطر پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین حضرات اس بات سے باخبر ہوں کہ تقلید کے اجماع کا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ کس قدر حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے اور اس دعویٰ کی بھی حقیقت معلوم ہو جائے کہ اگر تقلید جائز نہ ہوتی تو بڑے بڑے آئمہ مقلد

۱۔ سورۃ المائدہ ۱۱۷ ۲۔ سورۃ الفرقان ۲۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کیوں ہوتے، وبا للہ التوفیق۔

۱۔ امام زفرؒ:

موصوف امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید اور آپ کے فیض یافتہ تھے وہ بالکل اپنے استاذ گرامی کے مسلک کے مطابق فرماتے ہیں۔

((انّما ناخذ بالرای اذالم نجد الاثرفاذا جاء الاثر ترکنا الرای وعملنا بالاثر)) (۱)

''ہم رائے پر اس وقت عمل کرتے ہیں جب ہمیں حدیث نہیں ملتی جب وہ مل جائے تو ہم رائے کو چھوڑ کر اثر (حدیث) پر عمل کرتے ہیں''

امام موصوف کی امامت میں کسی حنفی کو شک نہیں ہوسکتا بلکہ وہ حنفی مذہب کے بانیوں میں ایک تھے جن کی وجہ سے حنفی مسلک پھیلا۔ وہ کس قدر واضح کررہے ہیں کہ قیاس اور رائے پر اس وقت عمل کرنا چاہیے۔ جب حدیث نہ ملے اور اگر مل جائے تو اسی کو اوڑھنا اور بچھونا بنانا چاہیے۔

۲۔ امام طحاویؒ:

امام طحاویؒ کا احناف میں جو مقام ہے وہ کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ یہ حنفی مذہب میں متعصب اور متشدد سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ تقلید کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ سے فرماتے ہیں۔

((او کل ماقال به ابو حنیفه.اقول به وهل یقلد الاعصبی اوغبی)) (۲)

''ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں ابو حنیفہؒ کے تمام اقوال کو قبول کرلوں، تقلید تو

۱۔ لسان المیزان ص ۲۸۰ ج ۱ ۲۔ ایقاظ ص ۵۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

متعصب اور بیوقوف کا کام ہے''

۳۔ امام ابو یوسفؒ:

امام ابو یُوسف کا مقام فقہ حنفی میں امام ابوحنیفہؒ کے بعد سب سے بڑھ کر ہے۔ ان کی وجہ سے حنفی مذہب سرکار کی گود کی زینت بنا۔ کتبِ فقہ میں ان کے ان گنت فتوے موجود ہیں جن کو حنفی حضرات واجبُ العمل گردانتے ہیں۔ انہی فتوؤں میں ان کا ایک یہ جو فتویٰ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

((انہ لایحل لاحدٍ ان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا)) (۲)

''یہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ بغیر دلیل کے ہمارے قول پر فتویٰ دے''

امام موصوف کا مقصد یہ تھا کہ صرف ہمارے قول کو فتویٰ کی بنیاد نہ بنا لیا جائے بلکہ دیکھا جائے کہ ہم نے جو فتویٰ دیا ہے اس کا اصل کہاں ہے؟ اگر وہ کتاب وسنت کے موافق ہو تو اس پر فتویٰ دے دیا جائے۔ مجوزین حضرات کہتے ہیں قاضی ابو یوسف کے کلام کا یہ مفہوم ہے کہ جب تک علم نہ ہو کہ موصوف کا فتویٰ کس کتاب میں ہے تو فتویٰ دینا جائز نہیں۔ اگر مجوزین حضرات کے مفہوم کو لے لیا جائے تو ظاہری عبارت کے موافق بھی نہیں کہ میرے قول پر بغیر معلوم کیے کہ یہ کس کتاب میں ہے فتویٰ دینا جائز نہیں تو تب بھی یہ حضرات اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے نظر نہیں آتے وہ اس لیے کہ کتب فقہ کی تدوین جو ان سیکئی برس بعد میں ہوئی اور ان میں ان کے فتوے بغیر سند کے لکھ دیئے گئے ہیں۔ جب تک ان فتوؤں کی سند موجود نہ ہو اس وقت تک کسی کو جائز نہیں کہ وہ یہ کہہ کر فتویٰ دے کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے۔

۱- طریق محمدی ۹۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

متاخرین کی کتب فقہ میں آئمہ کرام کے جس قدر ارشادات یا فتوے موجود ہیں وہ سب بے سند اور بغیر دلیل کے ہیں امام موصوف کے مذکورہ قول کی بنا پر کسی مفتی کو یہ روا اور جائز نہیں کہ وہ ان کے نام کسی مسئلہ کو منسوب کرے اگر وہ ایسا بغیر دلیل کے کرے گا تو وہ مفتری ہوگا اور افتراء اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ومنظور نہیں کیونکہ یہ جھوٹ ہوتا ہے اور کاذب کی بات پر اعتبار نہیں ہوتا۔

پھر موصوف کے اس قول میں لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے مسائل یا فتوے میں تحقیق کو لازم قرار دیا ہے تو جب کسی مسئلہ میں تحقیق کی جائے گی تو تقلید نہیں رہے گی کیونکہ تحقیق اور تقلید آپس میں متضاد اور مخالف ہیں۔

۴۔علامہ عابد سندھی حنفی فرماتے ہیں:

((وجوب تقلید مجتهد لاحجة علیه لامن جهة الشریعة ولامن جهة العقل)).(۱)

''کسی ایک مجتہد کی تقلید نہ شریعت میں واجب ہے اور نہ ہی عقل اس کو تسلیم کرتی ہے''

یہ وہ حنفی بزرگ ہیں جو علوم وفنون کے ماہر تھے۔ انہوں نے کتنے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ تقلید کا نہ شرعی ثبوت ہے اور نہ عقلی ۔ یہ حقیقت ہے کہ تقلید کا شرع سے تو اس لیے تعلق نہیں کہ اس میں اتم کی جہالت ہوتی ہے اور دین جہالت کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔ عقل تقلید کے جائز ہونے کو اس لیے تسلیم نہیں کرتی کہ اس میں بلا دلیل کسی کو امام بنا لیا جاتا ہے۔ عقل روشن دماغی کا نام ہے جو علم چاہتی ہے۔

۱۔ عین العلم منقول از معیار الحق ص ۱۳۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اورتقلید میں تاریکی ہوتی ہے جو علم کی روشنی کے بالکل مخالف اور اُلٹ ہے۔ اس اعتبار سے علامہ سندھی کا فیصلہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔

الٰہی دے اثر ایسا میری بیتابی دل میں
چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

۵-ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ وفقہ اکبر فرماتے ہیں:

((ومن العلوم ان اللّٰہ سبحانہ وتعالٰی ماکلف احداً ان یکون حنفیاً اوما لکیاً اوشافعیاً اوحنبلیاً بل کلفھم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء اویقلدوا العلماء وان کانوا جھلاء)) (۱)

''یہ بات حق ہے کہ اللہ تعالٰی نے کسی شخص کو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی بننے کا مکلّف نہیں بنایا۔ بلکہ تمام پر کتاب وسنت پر عمل کرنا واجب ہے خواہ وہ عالم ہو یا مقلد ہوں یا جاہل ہوں۔

مجدد الف ثانیؒ:

مجدد الف ثانیؒ کی ذاتِ بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں، برصغیر کا بچہ بچہ آپ کا مجدد ہونا تسلیم کرتا ہے۔ آپ نے جمود وتقلید کے دور میں آنکھ کھولی جب کتاب وسنت کو پسِ پُشت ڈال کر ایک نئے تقلیدی مذہب کا آغاز کیا جارہا تھا۔ آپ نے اس تقلیدی مذہب سے ٹکر لی اور اسے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ آپ اتباعِ سنت میں باکمال تھے اور ہر فعل میں سنت کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے تھے۔

۱- معیار الحق ص ۱۳۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سنت نبوی پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

''اے فرزند! روزِ قیامت کام آنے والی چیز اتباع رسولؐ ہے۔ صوفیاء کے حال وجد، علوم معارف رموز اور ارشادات اگر اس متابعت اور اتباع کے موافق ہوں تو بہت بہتر، ورنہ سراسر خرابی اور عتاب ربانی کا سرمایہ ہیں'' (۱)

مزید فرماتے ہیں:

اگر احیاناً از پیر امرے خلاف شریعت ظاہر شود، مرید درآں امر تقلید پیر نہ نکند (۲)

اگر مرید کو کسی وقت بھی پیر کا فتوے خلافِ شریعت معلوم ہوجائے تو پھر اس معاملہ میں وہ پیر (امام) کی تقلید نہ کرے۔

۷۔ شاہ ولی اللہؒ:

امام الہند جن کے ذریعے اللہ جل شانہ، نے سرزمین ہند میں کتاب وسُنت کی شمع روشن کی۔ آپ نے تقلید جمود اور تعصب کے خلاف طویل قلمی و تصنیفی جہاد کیا جس کی مثال امام ابن تیمیہ اور ابن القیم کے بعد کسی اور سے نہیں ملتی۔ آپ نے تقلید کے جواز وعدم جواز پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے۔

((لم نومن لفقیهٍ ایاکان انه اوحی الله الیه وفرض علینا طاعته وانه معصوم فان اقتدینا بواحدٍ منهم فذالک لعلمنا بانه عالم بکتاب الله وسنة رسوله فلایخلوقوله امان یکون من صریح الکتاب والسنة اومستبطاً عنهما بنحومن الاستنباط وعرف بالقرائن ان الحکم فی صورة ما منوط بعلة کذاواطمئن قلبه بتلک المعرفة فقاس

۱۔ علماء ہند کا شاندار ماضی ص ۱۱۵ ج ۱ ۲۔ عقد الجید ص ۷۱ مترجم

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

غیر المنصوص فکانہ یقول ظننت ان رسول اللہ ﷺ قال کلما وجدت هذه العلة فالحکم ثمة هذا المقیس مندرج فی هذا العموم فهذا ایضا معزی الی النبی ﷺ ولکن فی طریقة ظنون ولو لاذلک لما قلد مومن بمجتهد قال بلغنا حدیث من الرسول المعصوم الذی فرض اللہ علینا طاعته بسند صالح یدل علی خلاف مذهبه و ترکنا حدیثه واتبعنا ذلک التخمین فمن اظلم منا وما عذرنا یوم یقوم الناس لرب العالمین.

"ہم کسی ایک فقیہہ پر ایمان نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی ہے اور اس کی اطاعت ہم پر فرض کی ہے اور یہ کہ وہ غلطی سے پاک ہے۔ اگر ہم کسی فقیہہ کی اطاعت اس وجہ سے کریں کہ ہمارے علم میں وہ کتاب وسُنت کا عالم ہے تو یہ اطاعت اس بات سے خالی نہ ہوگی۔ کہ فقیہہ کا فتویٰ صریحاً کتاب وسُنت سے ہے۔ یا پھر اس نے ان دونوں سے استنباط کیا ہے یا اس نے حکم کو قرآن سے معلوم کیا ہے کہ اس کا یہ حکم فلاں صورت میں فلاں وجہ سے ہے اور اس کا دل اس معرفت پر مطمئن ہو گیا تو اس نے ایک غیر منصوص صورت کو اس منصوص پر قیاس کیا ہے اور اس کا ظن غالب یہ ہوا گویا کہ رسول ﷺ نے یوں فرمایا ہے جہاں کہیں یہ علت پائی جائے وہاں اب یہی حکم ہوگا اور مقیس اس عموم میں داخل ہے تو گویا یہ مسئلہ بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو گیا، لیکن یہ ظن کے طریقے سے ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو کبھی کوئی مومن کبھی کسی مجتہد کی تقلید نہ کرتا۔ اگر ہم کو اس فقیہہ کے مذہب کے خلاف کسی معتبر سند سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مل جائے اور ہم اس حدیث کو چھوڑ کر فقیہہ کے گمان پر عمل کرلیں تو ہم سے بڑا ظالم کون ہوگا اور قیامت کے دن رب العالمین کے سامنے ہمارا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

عذر کیا ہوگا؟''

شاہ صاحب کے اس کلام سے مندرجہ ذیل باتوں کا استخراج ہوتا ہے:

۱- فقیہہ پر وحی نہیں ہوتی جس سے وہ غلطی نہ کرسکے اس لیے کہ فقیہہ بہر حال فقیہہ ہوتا ہے نبی کے مقام پر فائز نہیں

۲- فقیہہ کا استنباط صرف تخمین، تخریص اور ظن ہوتا ہے جو دین میں حُجت یا دلیل نہیں۔

۳- جب مجتہد کے فتوے کے خلاف صحیح حدیث مل جائے تو حدیث پر عمل واجب ہوگا اور مفتی کا قول چھوڑنا ہوگا۔

۴- اگر حدیث کے مقابلہ میں مجتہد مُفتی یا امام کے قول کو واجب العمل سمجھیں گے تو ہم سے بڑا مجرم اور ظالم کوئی نہیں ہوگا۔

۵- اور یہ جرم بھی ایسا کہ قیامت کے دن ہمارے پاس اس کا کوئی عُذر نہیں ہوگا۔

۸- امام الاحناف ابن الھمام:

فرماتے ہیں:

((فلا دليل على وجوب المجتهد المعين بالزام نفسه ذلك قولاً وشرعاً)) (۱)

''تقلید شخصی کے وجوب پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں''

۹- خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی

خواجہ دہلوی اپنی مجلس میں قرآن وحدیث کی تعلیمات پر گفتگو فرمایا کرتے تھے اور اکثر افسوس سے فرماتے کہ لوگ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر اضطراب اور پریشانی

۱- فتح القدیر ص ۳۴۷ ج ۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

میں مبتلا ہوگئے ہیں اور پھر فرماتے، رسول اللہ ﷺ کے ہر قول وفعل پر عمل کرنا ہمارے لیے ضروری ہے ایک مسلمان کے لیے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے۔ ایک یہ کہ جو خدا اور رسول نے فرمایا ہے اس کی اتباع کرے اور دوسری یہ کہ جس چیز سے منع کیا ہے اس کو ترک کر دے۔(۱)

کسی دوسری جگہ فرماتے ہیں:

مشرب پیر حجت نیست دلیل از کتاب وسنت می باید

کتاب وسنت کی موجودگی میں امام کا قول حجت نہیں ہے(۲)

۱۰- علامہ ابن الحاج حنفی:

فرماتے ہیں:

((لم یجب اللّٰہ ورسولہ علی احدان یتمذھب رجلا من الائمۃ فیقلدہ فی کل مایاتی ویزر غیرہ)) (۳)

''اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ نے کسی ایک شخص کی تقلید کو واجب نہیں کیا کہ وہ تمام کو چھوڑ کر صرف ایک امام کی بات کو قبول کرے''

علامہ ابن الحاج مشہور حنفی عالم تھے۔ آپ تمام مروجہ علوم وفنون کے ماہر تھے باوجودیکہ آپ حنفی تھے اور حنفیت کو ہی درست جانتے اور سمجھتے تھے لیکن حقیقت کا اظہار کن بلند پایہ الفاظ سے فرماگئے کہ تقلید کرنے کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔

۱- فقہاء ہند ص ۲۹۷ ج۱ ۲- اخبار الاخبار بحوالہ تحریک آزادی فکر ص۱۰

۳-تقریر شرح تحریر بحوالہ طریق محمدی ص ۹۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اگر تقلید کے جواز میں کوئی شرعی دلیل ہوتی تو ابن الحاج جیسے علامہ ضرور اس کو بیان فرماتے معلوم ہوا کہ اکابرین احناف کو بھی کوئی ایسی دُلیل نہیں مل سکی جس کو وہ بطور حجت اور دلیل کے پیش کرتے۔ خدا جانے بعد والوں نے تقلید کو اتنا سر پر کیوں اٹھا رکھا ہے کہ ان کو نجات تقلید میں ہی نظر آتی ہے۔ حالانکہ اگر تقلید ایسی ضروری چیز ہوتی تو اس کے جواز میں کم از کم ایک دو نصوص ضرور مل جاتیں حالانکہ کوئی ایسی نص موجود نہیں جو تقلید کو واجب کرتی ہو اور جو تقلید نہیں کرتے انہیں مجرم ٹھہراتی ہو۔

۱۱-حافظ الفقہ حبیب اللہ: حنفی تقلید کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

((فکان اجماعا علی ان التزام مذهب معین غیر لازم)) (۱)

''اس پر اجماع ہے کہ مذہب لعین کا التزام غیر لازم ہے''

موصوف اجل حنفی عالم تھے جو بہت سی درسی کتب کے محشی بھی تھے۔ انہوں نے اپنی تحقیق کاملہ سے اس بات کو واضح کیا کہ تقلید شخصی کے غیر لازم اور ناجائز ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۱۲- شاہ اسماعیل شہید فرماتے ہیں:

۱ - ((ثم لیت شعری کیف یجوز التزام شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی ﷺ الصریحة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامه ففیه شائبة من الشرک)) (۲)

۱۔ قرۃ العینین ۲۔ ایضاح الحق الصریح ص ۳۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مجھے علم نہیں کہ تقلید شخصی کیسے جائز ہوگی جب کہ احادیث کی طرف رجوع کی طاقت بھی موجود ہے اور صحیح صریح احادیث امام کے قول کے مخالف ہوں تو پھر اگر امام کی تقلید کو چھوڑا نہیں جاتا تو اس میں شرک کا شائبہ ضرور پایا جاتا ہے۔

۲۔ تقلید محض بہ نسبت انبیاء علیہم السلام ہمہ کس راتقلید آمد بالجملہ تقلید نبی فخر ماست و تاج۔ (تقلید اطاعت) صرف انبیاء کرام کی جائز ہے خصوصاً ہمارے نبی جو ہمارے لیے سرمایہ فخر اور تاج ہیں۔ان کی اطاعت اور اتباع ہی ہم پر واجب ہے۔شاہ شہیدؒ نے بہت واضح الفاظ میں فرما دیا کہ اگر احادیث صحیحہ کی موجودگی میں تقلید کی جائے گی تو اس میں شرک کی شبیہ اور مماثلت پائی جائے گی۔ یہ فیصلہ اب مقلدین پر ہے کہ وہ ان کے اس قول کی صداقت پر کہاں تک ایمان رکھتے ہیں در انحالیکہ وہ شاہ صاحب کو حنفی باور کراتے ہیں۔

۱۳۔بیہقی زماں مولانا ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

۱۔ ((فمن یتعصب بواحد معین غیرالرسول اللہ ﷺ ویری ان قولہ ھو الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمۃ المتاخرین فھو ضال جاھل))(۱)

''جو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی ایک کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کی ہر بات درست اور واجب الاتباع ہے وہ گمراہ اور جاہل ہے۔

۱۔ (تفسیر مظہری طریق محمدی ص ۱۵۹) ہماری اس پر بحث نہیں کہ سماع جائز ہے کیونکہ شیخ نے جو حدیث پیش کی وہ مرفوع کیا بلکہ موقوف بھی نہیں اور نہ ہی ہم سماع کے قائل ہیں۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ شیخ میں عمل بالحدیث کا جذبہ کہاں تک کارفرما تھا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲۔ اگر مجتہد کا فتویٰ قرآن وحدیث کے خلاف ہو اور یہ معلوم بھی ہو جائے تو قرآن وحدیث پر چلنا اور اجتہادی فتوے کو ترک کر دنیا ہم پر لازم ہے''

۱۴۔ امام الصوفیاء نظام الدین اولیاء:

آپ عامل بالحدیث تھے۔اور قیاس کے دشمن تھے۔ کسی ایک مجلس میں فقہاء احناف سے مسئلہ سماع میں مناظر کارن پڑ گیا۔ شیخ جو سماع کے قائل تھے اپنے مدعا میں ایک حدیث پیش فرماتے ہیں فقہاء نے کہا تم مقلد ہو تمہیں حدیث سے کیا مطلب ۔ اگر فقہ حنفی کی رُو سے کوئی روایت یا دلیل ہے تو پیش کرو۔ یہ سن کر شیخ نے فرمایا۔ وہ ملک کیونکر آباد رہے گا جس ملک میں لوگوں کی رائے کو حدیث نبوی پر ترجیح دی جاتی ہو۔ اصل عبارت یوں ہے:

قاضی رکن الدین شیخ گفت: اے درویش در بابت سرود وسماع چہ حجت داری ۔ شیخ با حدیث نبوی السماع مباح لاھلہٖ ومتمسک بہ گشت ۔ قاضی گفت۔ ترا بحدیث چہ کار ۔ تو مردے مقلدے روایت از ابوحنیفہ بیار۔ تا قبول افتد ۔ شیخ گفت : سبحان اللہ ! من حدیث صحیح مصطفوی نقل می کنم وتو ازیں روایت ابوحنیفہ مے خواہی شاید کہ ترا رعونت حکومت بریں مے دارد زوراز یں عہدہ مے شوی ۔ بادشاہ چوں حدیث پیغمبر شنید۔ متفکر شدہ ہیچ نگفت (۱)

ہمارے اس شہر میں فقہی روایات پر عمل کرنا حدیث پر مقدم اور اولیٰ سمجھا جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں وہ لوگ کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ جب آن حضرت کی صحیح حدیث بیان کی گئی تو برہم ہوئے اور منع کیا اور کہا کہ اس حدیث سے امام شافعی استدلال کرتے ہیں اور وہ ہمارے علماء (احناف)

ا۔ مقالات ندوی ص ۸ جلد ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کے دشمن ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں یا نہیں ۔ حاکم کے سامنے فقہاء مغرورانہ بحث کرتے ہیں اور صحیح حدیث کو نہیں مانتے ۔ میں نے ایسا کوئی عالم نہ دیکھا نہ سنا، جس کے سامنے آنحضرت ؐ کی حدیثیں بیان کی جائیں اور وہ کہے کہ ہم نہیں جانتے اور نہیں سنتے ۔ یہ کیسا زمانہ ہے ۔ یہ شہر جس میں ایسی مغرورانہ بحث ہو یہ کیسے آباد رہ سکتا ہے۔ عجب نہیں کہ اس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے بادشاہ امراء اور عوام قاضی شہر اور علماء شہر سے یہ سن کر کہ اس شہر میں حدیث پر عمل نہیں ہوتا ۔کس طرح آنحضرت ؐ کی حدیثوں پر راسخ اعتقاد رکھ سکتے ہیں ۔ میں خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ شہر کے علماء کی اس بداعتقادی کی وجہ سے شہر میں وباء اور قحط نہ نازل ہو جائے۔(۱)

یہ وہ بزرگ ہیں جن کا عرس ہر سال بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، برصغیر کے معتقدین حضرات ہزار صعوبتوں کے باوجود اس عرس میں اپنی حاضری کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ کاش کہ وہ شیخ کے ان خیالات کی پاسداری کرتے جو شیخ نے عمل بالحدیث کے ضمن میں ظاہر کئے ہیں تو تقلید کر کے کتاب وسنت پر عمل کرتے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ شیخ کے مزار کی زیارت کرنے والے سب مقلدین ہی ہوتے ہیں اور عقیدت کا اظہار اس شدومد سے کرتے ہیں جس سے شاید اکابرین کی مدح سرائی میں یہود بھی متعجب ہوں۔ اگر ان کی شیخ سے صحیح عقیدت ہے تو پھر ان کے فرمودات پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن یہ حضرات محض زبانی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ، جب عمل کی باری آتی ہے تو شیخ کیا امام ابوحنیفہؒ کو بھی بھول جاتے ہیں۔ اگر یہ حضرات جن سے رشتہ عقیدت جوڑتے ہیں ان کے فرامین کو کماحقہ،

۱۔ فقہائے ہند ص ۲۷۸ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

عملی جامہ پہنائیں تو تقلید خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ تمام آئمہ نے کتاب وسنت پرعمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

۱۵۔ شیخ الصوفیاء محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

((اذا صح الحدیث وعارضه قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث ویترک قول ذلک الامام والصاحب للخبر ثم قال ولایجوز ترک آیة او خبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک فقد ضل ضلالا وخرج عن دین الله)) (۱)

''جب صحیح حدیث ہو اور امام کا قول اس کے مخالف ہو تو اس کو چھوڑ کر حدیث پرعمل کرنا ضروری ہے۔ جس نے کسی آیت یا حدیث کو امام کے قول کی وجہ سے ترک کیا وہ گمراہ ہوا اور اسلام سے برگشتہ ہوگیا''

شیخ موصوف کی نظر میں کتاب وسنت کو چھوڑ کر اقوال آئمہ پرعمل کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔

۔ شارح مشکوٰۃ خیر المحدثین علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں:

((فی هذا الحدیث توبیخ و تقریع ینشاء من غضب عظیم علی من ترک السّنة وما عمل بالحدیث استغناء عنها بالکتب فکیف بمن رجح الرای علی الحدیث واذا سمع

معیار الحق ص ۸۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حدیثا من الاحادیث الصحیحة قال لاعلی ان اعمل بھا فان لی مذھبا اتبعه انتھیٰ))(۱)

"(انکار حدیث والی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں ایسے شخص کو سخت ڈانٹ ہے جو سنت کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔ تو اس شخص کا کیا حال ہے جو حدیث پر رائے اور قیاس کو ترجیح دیتا ہو یعنی جب صحیح حدیث کو اپنے مسلک کے خلاف سُنتا ہے تو کہتا ہے۔ مجھے اس سے کیا کام۔ میں تو اپنے مذہب کا پابند ہوں"

ایسے حنفی علماء کی کمی نہیں جو صرف حدیث کو ٹھکرا کر "وجب علینا تقلید امامنا" (ہم پر ہمارے امام کی تقلید واجب ہے) جیسے مسموم اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو محدّث طیبی کے الفاظ پر غور کرنا چاہیے اور حقیقتِ حال سے پردہ اٹھ جانے کے بعد تقلید کو ترک کر کے کتاب وسنت کا متبع بننا چاہیے۔

۱۷۔ شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی:

﴿فَلاَ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ انداداً وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:(۲)

دریں جام دانست چنانچہ عبادت غیر خدا شرک وکفراست۔ اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالا ستقلال کفراست ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ اور رادر مبلغ احکام نادانستہ ربقۂ تقلید او درگردن اندازد۔ و اورا لازم شمارد وباوجود ظہورِ مخالفت او باحکم او تعالیٰ دست از اتباع برندارد و واین ہم

۱۔مرعاۃ المفاتیح ص ۱۵۵ ج ۱ ۲۔البقرہ (۲۲)

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نوع است از اتخاذ انداد کہ در آیتِ کریمہ

﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ﴾ ''نکوہش آن فرمودہ اند'' (۳)

جس طرح غیر اللہ کی عبادت مطلقاً شرک ہے اسی طرح غیر اللہ کی اطاعت بالاستقلال کفر ہے۔ اطاعت بالاستقلال کے یہ معنی ہیں کہ تبلیغ احکام میں تقلید کے پٹہ کو گردن میں ڈال لیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے باوجود تقلید کو قابل عمل سمجھا جائے اور یہ قسم اہل کتاب کی اپنے علماء اور عیسیٰ کو رب بنانے سے ملتی جلتی ہے۔

۱۸۔ امام الوقت مجتہد العصر الحافظ الاجل الثقۃ الثبت ابن حزم ظاہریؒ:

آپ نے تقلید کے ردّ میں بہت سی تصانیف میں خامہ فرسائی کی ہے۔ جن کے ذکر کا یہاں محل نہیں۔ البتہ ہم ان کے خیالات کا بالاختصار ذکر کرتے ہیں۔

((التقلید حرام ولایحل لاحد ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ ﷺ بلا برھان لقولہ تعالیٰ اِتَّبِعُو مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دونہ اولیاء وقولہ تعالیٰ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ آبَاءَ نَا وَقَالَ تَعَالیٰ مادحاً لمن لم یقلد وبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعُون احسنہ اولئک الذین ھدا ھم اللّٰہ واولئک ھم اولوا الالباب وقال تعالیٰ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ

۱۔ تفسیر عزیزی ص ۱۲۸ مطبوعہ دہلی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ باللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فلم يج الله الرد عند التنازع الى احد دون القرآن والسنة وحرم بذلك الرد عند التنازع الى قول قائل لانه غير القرآن والسنة وقد صح اجماع الصحابة كلهم اولهم عن اٰخرهم واجماع اتباع التابعين اولهم عن اٰخرهم على الامتناع والمنع من ان يقصد احد الى قول انسان منهم او ممن قبلهم فياخذه كله))

''تقلید حرام ہے اور کسی کو جائز نہیں کہ وہ کسی کا قول بغیر دلیل کے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم صرف اسی کی پیروی کرو جو تمہاری طرف نازل ہوا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اولیاء (رفقاء) کے پیچھے مت بھاگو اور اللہ کا یہ فرمان جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نازل شدہ کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں ہم اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اللہ تعالیٰ نے تقلید نہ کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے کہ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو اچھی بات کی اتباع کرتے ہیں۔ وہی لوگ ہدایت پر ہیں اور وہی عقلمند ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کو دُور کرنے کے لئے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے وقت کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کا حکم نہیں دیا۔ تمام صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے کہ وہ کسی ایک کی طرف اختلاف کے وقت رجوع کو جائز نہیں سمجھتے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تھے اور یہ صحیح اجماع ہے کہ انہوں نے سلف میں سے کسی ایک کے قول کی طرف (کتاب و سنت کی موجودگی میں) رجوع کو منع فرمایا ہے۔

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں۔

((فان هؤلاء الفقها كلهم قد نهوا عن تقليد هم وتقليد غير هم فقد خالفهم من قلدهم وايضاً فما الذى جاء رجلا من هؤلاء او من غيرهم اولى بان يقلد من عمر بن الخطاب او على بن ابى طالب (او ابن مسعود ابن عمر او ابن عباس او عائشة ام المومنين رضى الله عنهم فلو ساغ التقليد لكان كل واحد من هولاء احق بان يتبع من غيره)) (۱)

''تمام فقہا نے اپنی اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے اور تقلید کرنے والوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اکابر صحابہ کو چھوڑ کر فقہاء کی تقلید کی جاتی ہے۔ اگر تقلید جائز ہوتی تو عمر، علی، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم زیادہ حقدار تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی''

امام ابن حزم کے اس مدلل کلام سے تقلید کے غلط ہونے میں کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ جاتا کیونکہ انہوں نے قرآن کریم کی آیات اور آئمہ کے اقوال سے واضح کر دیا ہے کہ تقلید کا جواز نہ قرآن سے ہے، نہ آئمہ کے اقوال سے پھر آخر میں اس نکتہ کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ اگر تقلید جائز ہوتی تو صحابہ کرام زیادہ حقدار تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی کیونکہ وہ علم، فضل، صحبت، تقویٰ اور ورع میں ان فقہا سے

۱۔ عقد الجید ص ۶۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہزارہا درجہ بلند تھے۔ جب ان کی تقلید جائز نہیں تو پھر ان فقہا کی تقلید کیسے جائز ہو گئی جب کہ مقلدین کے ہاں یہ اصول ہے کہ صحابی کی تقلید جائز نہیں۔

۱۹- مجدد الوقت امام ابن تیمیہؒ

امام ابن تیمیہ تفسیر میں کامل، حدیث میں متبحر، بدعت اور اہل بدعت کے لیے سیفِ بے نیام تھے جن کے علم اور ورع کی شہادتیں ان کے موافقین اور مخالفین دونوں نے ہی دی ہیں۔ امام موصوف کی تمام عمر تقلید اور جمود کے خلاف جہاد میں گزری۔ آپ فرماتے ہیں۔

((واذ انزلت بالمسلم نازلة فانه يستفتى من اعتقد انه يفتيه بشرع الله ورسوله من اى مذهب كان ولا يجب على احد من المسلمين تقليد شخص بعينه من العلماء فى كل ما يقول ولايجب على احد من المسلمين التزام مذهب شخص معين غير الرسول ﷺ فى كل ما يوحيه ويخير به بل كل احد من الناس يوخذ من قوله ويترك الا رسول الله ﷺ)) (۱)

''جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اس عالم سے جو قرآن و حدیث کے مطابق فتویٰ دے پوچھنا چاہیے اور اس میں کسی ایک شخص کو متعین نہ کرنا چاہیے کیونکہ مسلمانوں پر واجب نہیں کہ وہ کسی ایک شخص کی ہر بات میں تقلید کرے اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر

۱- فتاوی ابن تیمیہ ج ۲ ص ۳۸۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کسی شخص کے مذہب کو اپنے اوپر لازم کر لیا جائے اور اس کے ہر قول وعمل کو واجب سمجھ لیا جائے دنیا میں تمام کے اقوال کو رد کیا جا سکتا ہے اگر کسی کو یہ شرف حاصل ہے تو وہ صرف رسول اللہ ﷺ ہیں کہ ان کے قول وعمل کو ردّ نہیں کیا جاسکتا''

۲۰۔ امام الموحدین الحافظ ابن القیم الجوزیہ:

امام ابن القیم کے تبحر علمی میں کسی صاحب علم کو شک نہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے یکتا روزگار عالم تھے۔ سنت کی اتباع میں نمونہ سمجھے جاتے تھے۔ اسی بناء پر ان کی جملہ تصانیف سنتِ نبویہ کی حمایت اور تقلید کے خلاف بھری ہوئی ہیں۔ انہوں نے تقریر وتحریر میں تقلید اور جمود کی دھجیاں اُڑا دیں۔ تقلید کے خلاف اور سنت کی مدافعت میں جہاد عظیم کیا اور اسے اپنی زندگی کا مستقل پہلو بنایا۔ تقلید کے خدو خال اور اس کی قباحتوں کا نقشہ اس انداز سے کھینچا کہ طالب حق اس کے مضرات اور نقصانات سے واقف ہو کر کتاب وسنت کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔ ان کی مشہور عالم کتاب اعلام الموقعین جو چار حصّوں پر مشتمل ہے مسئلہ تقلید پر جامع حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے جامدین اور متعصّبین کے جملہ شکوک وشبہات کا ازالہ اور دفعیہ کیا ہے اور بار بار اس کتاب میں مقلدین کو دعوتِ مبارزت دی ہے کہ میدان میں آکر تقلید کے جواز میں ایک ہی قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرو لیکن آج تک کسی میں یہ جرأت پیدا نہ ہوسکی کہ امام موصوف کی اس مبارزت کے چیلنج کا جواب دے سکے۔

موصوف تقلید پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید کے جواز میں کوئی شرعی دلیل موجودنہیں، دلیل اور تقلید باہم متضاد ہیں جب دلیل معلوم ہو جائے تو تقلید ختم ہو جاتی ہے کیونکہ تقلید صرف تخمین اورظن کا نام ہے۔

﴿وَاِنَّ الظَّنَّ لا یُغْنِیُ مِنَ الْحَقِّ شیئاً﴾

پھر انہوں نے عبد اللہ بن معتمر کے اس قول کو متعدد جگہوں پر مختلف پیراؤں میں ذکر کیا ہے: کہ

((لافرق بین بھیمة تنقادو انسان یقلد))

مقلد اور بھیمہ میں کوئی فرق نہیں اسی طرح ایک جگہ تقلید کے مفاسد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((والمصنفون فی السنة جمعوا بین فساد التقلید وابطاله وبیان زلة العالم لیبنوا بذلک وفساد التقلید وان العالم قد یزل ولابد اذ لیس بمعصوم فلایجوز قبول کل ما یقوله وینزل قوله منزلة قول المعصوم فھذا الذی ذمه کل عالم علی وجه الارض وحرموہ و ذموا اھله و ھو اصل بلاء المقلدین و فتنتھم فانھم یقلدون العالم فیمازل فیه وفیما لم یزل فیه ولیس لھم تمییز بین ذلکِ فیاخذون الدین بالخطاء ولابد فیحلون ماحرم اللّٰه ویحرمون ما اَحَلَّ اللّٰهُ ویشرعون ما لم یشرع)) (۱)

''تمام علماء کا تقلید کے باطل ہونے پر اجماع ہے وہ اس لیے کہ مقلد

۱۔ اعلام الموقعین ج ۲ ص ۱۳۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اپنے امام کو معصوم کے درجہ اور منزلہ پر سمجھ کر اس کی ہر بات کو قبول کرتا ہے۔ خواہ وہ اس میں حق سے دُور ہی کیوں نہ ہو۔ اہل تقلید کی سب سے بڑی آزمائش یہی ہے کہ وہ اپنے امام کی ہر بات میں تمیز کیے بغیر کہ یہ حق ہے یا باطل، تقلید کرتے ہیں، دین کو وہ خطاء اور غلطی سے حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ کو حلال بنا لیتے ہیں اور اس شریعت پر عمل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری۔

امام موصوف نے مقلدین کے متعلق جو لکھا ہے وہ بالکل بجا اور حق ہے۔ ہم اپنے دور کے مقلدین کا جب مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کو بہت متعصب پاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ تعصّب اور جمود میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے مفاسد بھی بڑھتے گئے جن کا ذکر ہم تقلیدی کرشموں میں کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز''

۲۱- حافظ العرب ابن عبدالبرؒ

حافظ ابن عبدالبر عظیم محدّث تھے۔ مالکی ہونے کے باوجود تقلید کے سخت مخالف اور تحقیق کے دلدادہ تھے۔ آپ نے اپنی لافانی تصنیف بیان جامع العلم میں بہت سے مقامات پر تقلید کے عدم جواز اور مفاسد پر بحثیں کی ہیں، ردّ تقلید میں بہت سے دلائل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

((هذا كله نفي للتقليد و ابطال له عن فهمه وهدى لرشده))

ان تمام دلائل میں تقلید کی نفی اور اس کا ابطال ہے۔ اس شخص کے لیے جو عقلمند

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اور ہدایت کا طلب گار ہو۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

((و فيه دليل على تحريم الافتاء بالتقليد فانه افتاء بغير ثبت))

اس حدیث (من افتیٰ بغیر علم) میں دلیل ہے کہ تقلید سے فتویٰ دینا حرام ہے کیونکہ وہ فتویٰ بغیر دلیل کے ہے۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

"علم ادراک اور معلوم کا نام ہے اور مقلّد عالم نہیں ہوتا (کیونکہ اس میں علم نہیں)" اور اس کی تائید میں یہ شعر پیش کیا ہے۔

عرف العالمون فضلک بالعلم

وقال الجهال بالتقليد (ا)

۲۲-مجدّد الوقت الشیخ الامام صالح بن محمد العمریؒ

امام موصوف نے مسئلہ تقلید پر ایقاظ ھمم اولی الابصار جیسی معرکہ الآراء کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں تقلید کے جملہ پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے اور تقلید کے بڑے بڑے مفاسد و نقصانات کو عوام و خواص کے سامنے رکھ دیا ہے۔ کتاب کا انداز علمی اور مؤثر ہے۔ آپ اس کتاب میں فرماتے ہیں۔

((ان المعروف عند الصحابة والتابعين وعن تبعهم باحسان الى يوم الدّين وعند سائر علماء المسلمين ان حكم

ا۔ بیان جامع العلم

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

الحاکم المجتھد اذا خالف نص کتاب اللہ او سنة رسولہ ﷺ وجب نقضہ ومنع نفوذہ ولایعارض نص الکتاب والسنة بالاحتمالات العقلیة والخیالات النفسانیة و العصبیة النفسانیة بان یقال لعل ھذا المجتھد قد اطلع علی ھذا النص وترکہ لعلة ظھرت لہ او انہ اطلع علی دلیل اخرو نحو ھذا ممالھج بہ فرق الفقھاءِ والمتعصبین واطبق علیہ جھلة المقلدین)) (۱)

'تمام صحابہ کرام و تابعین عظام و آئمہ اعلام کا فیصلہ ہے کہ جب مجتہد حاکم (امام) کا فیصلہ کتاب وسنت کے خلاف ہوتو نہ وہ واجب العمل ہوسکتا ہے اور نہ ہی نافذ عقلی احتمالات، نفسانی خواہشات، دلی تخیلات، تعصبی جمودات کا تقابل کتاب و سنت سے نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی کہے کہ یہ مجتہد اس دلیل پر ضرور مطلع ہوا ہوگا یا اس کے سامنے کوئی اور دلیل ہو گی جیسا کہ آج کے متصب فقہا اور جاہل مقلدین کہتے ہیں۔))

موصوف کے اس قول سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ مجتہد فی نفسہٖ کوئی ایسی اتھارٹی نہیں رکھتا کہ اس کی بات کو قبول کرلیا جائے اور قرآن وفرمانِ مُصطفٰے ؐکو ردّ کر دیا جائے۔ محض عقلی احتمالات، نفسانی خیالات اور تعصّب کی بنا پر کلام الٰہی اور فرمانِ رسول ؐکو رد کر دینا بہت بُری بات ہے۔ مقلّدین کی کتب پر نگاہ رکھنے والوں کو اس بات میں ذرّہ برابر بھی شک نہیں ہوسکتا کہ ان کتب میں ایسی

۱۔ایقاظ ص ۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

عبارتیں موجود ہیں کہ جب امام کا قول یا عمل قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو امام کے قول کو چھوڑ کر کتاب وسنت کے ظاہر پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ بظاہر یہ بات بہت سخت ہے لیکن مقلدین کے ہاں یہ روئی بلکہ اسفنج سے بھی نرم حیثیت رکھتی ہے کیونکہ وہ امام کے قول کو تو اپنا لیتے ہیں لیکن قرآن و حدیث میں توجیہات و تاویلات سے کام لیتے ہیں۔ شیخ صالح کے الفاظ کو دیکھا جائے تو یہ الفاظ آج بھی اپنی معنوی خوبصورتی کو اپنائے ہوئے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ امام کو کوئی اور دلیل مل گئی ہو۔ اسی قسم کے الفاظ علماء احناف اور دیگر اکابر مقلدین کی بعض کتب میں بآسانی مل جاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں احادیث صحیحہ وآیات محکمات سے جو سلوک روا رکھا جاتا ہے اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی اور اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ عوام کے ذہنوں میں بڑے زور و شور سے اس مسموم نظریہ کو داخل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ احادیث میں تو اختلاف ہے لہذا امام نے احادیث کو زیادہ سمجھا ہے۔ امام کے بغیر کسی مسئلہ پر عمل کرنا درست نہیں کیونکہ قرآن و حدیث مجتہد کے بغیر ضلالت اور گمراہی ہے (۱)

بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے احکام میں تو تاویلات سے کام لینا ہی تھا اب عقائد کو بھی احکام کی طرح مفلوج کرنے کی مکمل کوششیں کی جارہی ہیں۔ نت نئے عقائد کی اشاعت پر لاکھوں روپے کا سرمایہ ضائع کیا جا رہا ہے اور بدعات

۱۔ جاء الحق ص ۲۶۶ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

وشرک کو عین اسلام سمجھا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان احباب نے جب تقلید پر اعتکاف کر لیا' تو ان کو کتاب وسنت کی ضرورت نہ رہی تو جہاں احکام صحیحہ نے متروک ہونا تھا وہاں انہوں نے عقائد سے بھی خلاصی چاہ لی۔ یہ بات حقیقت ہے کہ جب قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے رابطہ کٹ جاتا ہے تو پھر نت نئے مسائل اور عقائد کو اپنانا ہی پڑتا ہے۔ کاش کہ ہمارے دور کے متعصبین حضرات کتاب وسنت کے مقام کو سامنے رکھتے اور اس قسم کی لغزشوں سے محفوظ رہتے۔ امت کا شیرازہ بکھرتا نہ آئے دن کی مذہبی منافرتیں پیدا ہوتیں۔

۲۳-امام ابوشامہ دمشقی

یہ جلیل القدر امام اتباع سنت کے اس قدر دلدادہ تھے کہ قرآن و حدیث کی موجودگی میں کسی امام کی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔انہوں نے تقلید کے ردّ میں ایک پرمغز اور جامع کتاب المختصر المومل تصنیف فرمائی ہے۔جس میں آئمہ کا تذکرہ انتہائی افسوس وملال کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے احادیث رسول کو چھوڑ کر اپنے امام کے اقوال کو اصل بنا لیا ہے۔حالانکہ امام شافعی نے اس سے منع فرمایا تھا کہ تم نے احادیث کے ہوتے ہوئے میری بات پر عمل نہیں کرنا لیکن انہوں نے اس مسلہ میں امام کی مخالفت کر کے احادیث کو ترک کر دیا اور امام کے قول پر ایسا تمسک کیا کہ گویا وہ نبی مرسل تھے۔اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

((ان التقليد لغير الرسول حرامٌ))(۱)

''رسول اکرم ﷺ کے بغیر کسی غیر کی تقلید حرام ہے''

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

((ان الله تعالیٰ افترض علینا طاعة رسوله فقدوصلنا حدیثه فلم نرده بقول احد)) (۲)

''اللہ تعالی نے ہم پر صرف رسول کی اطاعت فرض کی ہے۔ہم حدیث کو کسی ایک کے قول سے رد نہیں کر سکتے''

کتنے جلی الفاظ میں امام ابوشامہ نے واضح کر دیا کہ اطاعت رسول ﷺ کی فرض ہے۔اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں جو حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرنا چاہیے اور کسی امام کے قول کی وجہ سے کہ فلاں امام کا قول یا فعل حدیث کے خلاف ہے۔حدیث کو رد نہیں کرنا چاہیے۔اور یہی اصل بات تقلید کے خلاف ہے کیونکہ مقلد کے نزدیک امام کا قول حجت ہوتا ہے۔

جب کہ امام ابوشامہ کے نزدیک قول حجت نہیں بلکہ حدیث حجت ہے۔قول کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرنا فرض ہے اور یہی اطاعت کا مفہوم ہے۔

۲۴۔ شیخ الکل، استاذ العرب والعجم ،مسند وقت، حجت کامل،نمونہ سلف امام سید

نذیر حسین دہلویؒ

موصوف شاہ محمد اسحٰقؒ کے جانشین تھے۔آپ کی وجہ سے برصغیر کا چپہ چپہ قال

۱۔ المختصر المؤمل ص ۴۶ ۲۔ فتاوٰی نذیریہ ص ۱۶۴ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اللہ وقال الرسول کی صداوں سے گونج اٹھا۔ایسا کوئی علاقہ یا ملک نہیں جہاں آپ کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ موجود نہ ہوں۔ جو شب وروز کتاب وسنت کو ماویٰ و ملجا بنائے ہوئے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایشیا کی تقلیدی دنیا کو زبردست دھچکا لگا۔تقلید کے پاؤں جو قلعے کی دیواروں سے بھی زیادہ مضبوط ہو چکے تھے ۔اپنی جگہ سے اکھڑ کر رہ گئے۔

ردّ تقلید کے موضوع پر آن واحد میں بیسیوں کتابیں عوام وخواص کے ہاتھوں میں پہنچیں لوگوں نے ان سے کتاب وسنت کی شمع کو تلاش کر لیا اور کتنے ہی گھرانے ایسے تھے جو تقلیدی جمود کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے' وہ اس شمع سے روشن ہو گئے۔ ان کتابوں میں سرفہرست کتاب ''معیارالحق'' تھی جو اسم با مسمیٰ ہونے کی وجہ سے حق کے معیار کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ یہ کتاب شیخ الکل کی ذاتی تصنیف ہے ۔اس کتاب کی اشاعت سے جو خالص علمی انداز میں لکھی گئی ہے۔مقلدین آگ بگولہ ہو گئے ۔اور اس پر طرح طرح کے حملے اور نقد شروع کیے لیکن کوئی بھی اس کی تنقیص نہ کر سکا۔

((ذلک فضل اللہ یوتیہ من یّشاء و اللہ ذوالفضل العظیم))

میرے خیال میں جمود کو توڑنے کے لیے اردو زبان میں یہ پہلی کامیاب کوشش تھی اسی لیے تو اس کتاب کو خصوصی نشانہ بنایا گیا ہے' وہ اس لیے کہ شیخ الکل

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نے مقلدین کے چہرے کو شفاف آئینہ کے سامنے کھڑا کر دیا تھا' وہ آئینہ بھی ایسا جو تقلید کے جملہ عیوب کو ظاہر کر دیتا ہے اور طالب حق اس آئینہ سے داغ دھبوں کو دیکھ کر انہیں مٹانے کا علاج سوچتا ہے۔تو انکا علاج بھی وہیں موجود ہے کہ کتاب وسنت کہ ان پر عمل کیا جائے۔ آپ نے معیار الحق کے علاوہ ((فتاویٰ نذیریہ)) میں بھی اسی طرز عمل کو اپنایا ہے اور کتاب وسنت کے دفاع میں تقلید کو ہدف اور نشانہ بنایا ہے۔اپنے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں ۔تقلید نہ تو کسی آیت کریمہ سے ثابت ہے اور نہ کسی حدیث سے اور نہ کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کی اجازت دی ہے۔ (۱)

آئمہ کے اقوال کو اگر جمع کیا جائے تو ضخیم کتاب بن جائے گی ۔لیکن ہمارا مقصد ضخامت اور طوالت نہیں بلکہ دلائل حقہ کا ذکر کرنا تھا۔ ہم انہیں آئمہ پر اکتفا کرتے ہوئے آخر میں امام الاحناف۔جناب

۲۵۔محمد بن حسن شیبانی

تلمیذ خاص امام ابو حنیفہؒ جن کے متعلق کتب احناف میں فقہ کے متعلق یہ الفاظ درج ہیں کہ فقہ حنفی ایک روٹی کی طرح ہے جس کو امام محمدؒ نے تمام لوگوں میں تقسیم کیا ہے۔ آپ تقلید کے بارہ میں اپنی رائے کو ایسے الفاظ سے بیان فرماتے ہیں جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

((ولوجاز التقليد كان من مضىٰ من قبل ابى حنيفة مثل الحسن البصرى و ابراهيم النخعى احرى ان يقلدوا)) (۲)

۱۔ فتاوی نذیریہ ص۶۴ ج۱ ۲۔ مبسوط از علامہ سرخسی ص ۲۸ ج۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اگرابوحنیفہ کی تقلید جائز ہوتی تو جوحضرات ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی تقلید ہونی چاہیے تھی۔ جیسا کہ امام حسن بصری، ابراہیم نخعی (استاد امام ابوحنیفہ) زیادہ حقدار تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی۔

امام موصوف نے تقلید کے دہانے پر بھاری پتھر کھڑا کر دیا ہے اور تقلید کے تمام راستوں کو دو الفاظ سے بند کر دیا ہے۔اگر کوئی مقلد ان دروازوں کو کھولنا چاہے تو کامیاب نہیں ہوسکتا۔خاص طور پر حنفی مقلد تو امام محمدؒ کے اس قول کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں۔کیونکہ امام محمدؒ ان کے مسلمہ امام ہیں جن کی تقلید تو نہیں کی جاتی البتہ امام ابوحنیفہؒ کے اقوال کو انہی کے ذریعے حاصل کر کے واجب الاتباع سمجھا جاتا ہے۔جب حنفی امام موصوف پر اعتماد نہیں کریں گے تو ظاہر بات ہے کہ فقہ حنفی پوری کی پوری بد اعتمادی کا شکار ہو جائے گی۔ بہرحال یہ ان حضرات نے فیصلہ کرنا ہے کہ وہ امام موصوف کے اس قول کی'جو تقلید کی راہ میں بھاری پتھر ہے' کیا توضیح کرتے ہیں۔اگر وہ امام موصوف سے اختلاف اس وجہ سے کریں گے کہ انہوں نے تقلید کے خلاف فتویٰ دیا ہے تو باقی فقہ حنفی کو کس ناطہ اور تعلق سے قبول کریں گے۔جب کہ امام موصوف کے بغیر فقہ حنفی میں سرے سے کوئی سند موجود نہیں۔

ہم حنفی دوستوں سے انتہائی خلوص سے عرض کرتے ہیں کہ تقلید کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے ان آئمہ کے اقوال کو بھی سامنے رکھیں جو ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں جن میں اکثریت اکابر حنفی علماء کی ہے۔تو انشاء اللہ مسلہ صاف ہو جائے گا اور کتاب وسنت کا مقام بھی "جو تقلید کی وجہ سے کئی پستیوں میں جا چکا ہے" خود بخود اجاگر ہوجائے گا۔ملت میں اتحاد اتفاق اور اخوت کا جذبہ موجزن ہوجائے گا اور لوگ تقلید کے نقصانات اور مفاسد سے بھی نجات حاصل کرلینگے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب پنجم

تاریخِ تقلید

سابقہ اوراق میں آپ نے تقلید کے باطل اور ناجائز ہونے کا بادلائل مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب کسی ایسی تفصیل کی ضرورت باقی نہ تھی جس کو مزید ذِکر کیا جائے۔ لیکن مجوِّزین حضرات نے کہیں اپنے پاؤں جمانے کے لیے تقلید کے مختلف پہلوؤں کو ہوا دی ہے اور غلط استدلال کر کے لوگوں کے ذہنوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کی یہ تمام کوششیں خواہ کسی حیثیت سے بھی ہیں سب ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی کوشش تقلید کی تاریخ کے متعلق ہے۔ ہم اس موضوع کا جائزہ نہایت بسطِ قلب سے لیتے ہیں۔ تاکہ تقلید کے اس پہلو کی حقیقت عیاں ہو جائے۔

اس میں شک نہیں کہ عہدِ صحابہ و تابعین میں کوئی شخص تقلید کے موجودہ معروف معانی، جو بعد والوں نے اپنی طرف سے وضع کر لیے ہیں، واقف نہیں تھا کہ تقلید کے لفظ کا اطلاق انسانوں پر بھی ہوسکتا ہے؟ کیونکہ عموماً اس لفظ کو حیوانوں کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ قرآن و حدیث میں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہاں انسانوں کے لیے نہیں بلکہ حیوانوں کے لیے ہوا ہے اور عام طور پر قربانی کے جانوروں پر بولا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مجوزین کے نزدیک مقلدین قربانی کے بکرے ہوں جب وہ چاہیں ان کی قربانی کردیں۔ خیر القرون میں لوگ اتنے پست نہ تھے کہ وہ اتباع کے معنی خیز لفظ کو چھوڑ کر تقلید کے بے روح لفظ کو اپنے لیے استعمال کرتے۔ اسی بنا پر تو صحابہ کرام میں تقلید کا نام ونشان نہیں پایا جاتا تھا۔ تمام صحابہ کرام کتاب

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

وسنت کو مشعل راہ بناتے تھے۔ وہ لوگ جو کتاب وسنت سے براہ راست استفادہ کی قوت نہیں رکھتے تھے۔ وہ جس عالم سے چاہتے مسائل دریافت کر لیتے۔ جب کسی مسئلہ میں ایک صحابی عالم سے اطمینان حاصل نہ ہوتا تو کسی اور عالم صحابی کی طرف رجوع کرتے اور جب مسئلہ کے کتاب وسنت میں ہونے پر یقین ہوجاتا تو پھر اس پر عمل کرتے، بعض اوقات ایسے بھی ہوتا کہ جب کسی سے ایک مسئلہ دریافت کیا جاتا جاتا تو اگراس کے پاس اسکے متعلقہ دلیل نہ ہوتی تو وہ جواب سے معذرت چاہ لیتے اور کسی ایسے کوئی صحابی کی طرف سائل کی رہنمائی فرماتے جو ان کے نزدیک اس مسئلہ کے حل کرنے میں اہل ہوتے۔ تو ایسی صورت میں تقلید کہاں پیدا ہوسکتی تھی۔ اسی بنا پر جب ہم تقلید کے دلدادہ اور اس کو کتاب وسنت کے مقابلہ میں واجب سمجھنے والوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم ذرا یہ تو بتاؤ کہ سب سے پہلا مقلد کون ہوا ہے؟ کیا کوئی صحابی مقلد تھا اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ اس صحابی کے نام کا ذکر کیجئے لیکن یہ نام ذکر کرنے سے اس لیے قاصر ہیں کہ انہیں صحابہ کرام میں کوئی ایک شخص بھی مقلد نظر نہیں آتا جس کا یہ نام پیش کرسکیں۔

تابعین کرام کا دور

صحابہ کے مبارک دور کے بعد جب تابعین کرام کا دور شروع ہوا۔ ایسا بہترین دور تھا کہ اس میں قرآن وحدیث کے مصفیٰ چشمے عالم اسلام کے ذرہ ذرہ کو سیراب کر رہے تھے۔ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں سمندروں کی لہروں اور دریا کی موجوں کی طرح فضا میں رونق پیدا کر رہی تھیں۔ تو اس وقت کسی خاص شخص کو مطاع اور امام (خلافت والا نہیں) بطور حجت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ ایک ایک شہر میں کئی کئی اہل علم موجود تھے جن سے لوگ عندالحاجت مسائل دریافت کرتے اور وہ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کتاب وسنت سے (قیاس ورائے سے نہیں) ان مسائل کا حل پیش فرماتے۔ قیاس اور آراء کے سخت مخالف تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ صحابہ کرام کے تربیت یافتہ تھے۔ جن کی زندگیوں کا اولین مقصد اسلام کی حفاظت اور اشاعت تھا۔ اسی بنا پر انہوں نے قیاس اور آراء کی سخت الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔ کیونکہ اس سے اسلام اپنی اصل حالت میں محفوظ نہیں رہتا۔ جس کا اجمالی تذکرہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ آئے ہیں۔ احادیث رسول کی حفاظت میں یہ لوگ بہت محنت سے کام لیتے تھے۔ صحابہ کے اقوال کو مرفوع احادیث سے الگ کرکے بیان کرتے تھے تاکہ الفاظِ نبوت کے ساتھ کسی اُمتی کے الفاظ خلط ملط نہ ہو جائیں۔ اب آپ ہی ذرا سوچئے کہ جب حدیث کی حفاظت کا اہتمام اس قدر کیا جائے تو پھر ایسی صورت میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ایسا اہتمام کرنے والے حضرات کسی ایک آدمی کو اپنا مقتداء اور مقلد سمجھتے ہوں۔ لہذا تابعین کا یہ مبارک دور جس کے معتبر ہونے کی شہادت رسالت مآب ﷺ کی زبان نے دی تھی، بغیر کسی کی تقلید کے ایسے ہی گزر گیا جیسا کہ صحابہ کرام کا مبارک دور تقلید کے بغیر گزرا تھا اور یہ دور خالص اتباع کا دور تھا۔ تابعین کے دور کے بارے میں ہم نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہیں ہم اس دور میں کسی ایک شخص (جو اہل بدعت سے نہ ہو) کو کسی کا مقلد نہیں پاتے اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو پھر مقلدین حضرات جرأت کرکے کسی معروف تابعی کا نام ذکر کریں کہ اس نے فلاں شخص کی تقلید کی تھی۔

ایں خیال است ومحال است وجنوں

تبع تابعین کا دور

وہ یہ دور ہے جس میں بڑے بڑے فتنے سر اٹھا چکے تھے۔ قیاس وآراء کو حجت

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سمجھا جارہا تھا۔ قیاسات کو قابل عمل بنانے کے لیے تمہیدیں باندھی جارہی تھیں لیکن پھر بھی یہ ایسا دور تھا جس میں تقلید کا قطعاً رواج نہیں پڑا تھا۔ بڑے بڑے ائمہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک جیسی مقدس ہستیاں اپنے تلامذہ کو کتاب اللہ اور سنت رسول ؐ پر عمل کرنے کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔ اور وہ شاگرد بھی ایسے باکمال تھے کہ وہ اپنے استاذ سے ہر اس مسئلہ میں اختلاف کرتے جس کو کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف سمجھتے۔ امام ابوحنیفہ کے تلامذہ پر نظر ڈالیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنے استاذ سے دو تہائی سے زائد مسئلوں میں اختلاف کیا ہے۔ امام زفرؒ امام ابو یوسف اور امام محمد سبھی اپنے استاذ سے زبردست اختلاف رکھتے تھے اور تحقیق کرنے کے بعد اگر اپنے اُستاذ کا فتوٰی غلط ثابت ہوتا تو اسے ترک کر کے صحیح مسئلہ کی طرف رجوع کرتے۔ امام ابو یُوسف کا صاع والا قصہ تمام فقہ کی بڑی کتابوں میں مرقوم ہے۔ اہل عراق اور ابوحنیفہؒ بلکہ آپ کے تمام شاگرد کوفی صاع کو درست سمجھتے تھے جب کہ امام مالک مدنی صاع کو اصل قرار دیتے تھے۔ ایک دفعہ امام ابو یُوسفؒ مدینہ میں تشریف لے گئے تو ان کی امام مالکؒ سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ فیصلہ امامؒ امالکؒ کے حق میں ہوگیا تو امام ابو یوسفؒ نے اسے فوراً قبول فرمالیا۔ جب آپ مدینہ سے واپس کوفہ کی طرف گئے تو امام ابوحنیفہ داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ امام ابو یوسف کو اپنے استاذ محترم کی وفات کا سخت صدمہ ہوا اور فرمانے لگے میں نے صاع کی تحقیق کی ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ کوفی صاع غلط ہے اور مدنی صاع درست ہے۔ اگر آج میرے استاذ موجود ہوتے تو وہ میری اس تحقیق کو ضرور قبول فرماتے۔ امام شعرانی اور دیگر اکابر حنفیہ نے صاحبین کا اپنے استاذ سے ۱/۳ تک اختلاف نقل کیا ہے۔ اگر یہ بات حقیقت ہے اور یقیناً حقیقت ہے کہ صاحبین کا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اختلاف ۱/۳ سے بڑھ کر ہوگا تو کوئی انصاف پسند اتنے بڑے اختلاف کی موجودگی میں تقلید کو جائز و درست تسلیم کرسکتا ہے۔ جبکہ تقلید اختلاف کی متحمل نہیں ہم اس بات کے کہنے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ تقلید کے ناجائز ہونے پر ہمارے موقف اور آئمہ کے موقف میں کوئی فرق نہیں کیونکہ ہم جس دور کی بات کر رہے ہیں اس میں تقلید کی دھجیاں بکھرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ شاگرد استاذ سے اختلاف کررہے ہیں اور کتاب وسنت کے صافی چشمہ سے سیراب ہونے کے لیے دور دراز کے سفر بھی کرتے ہیں۔ جب مسئلہ صحیح ثابت ہوجاتا ہے تو اس مسئلہ میں اپنے استاذ کو بھول جاتے ہیں۔ لہذا یہ دور بھی جو تقریباً ۲۲۰ سال تک کا ہے بغیر تقلید کے گزر گیا اور اس دور کے لوگ عوام وخواص سب متبع تھے، مقلد نہیں تھے۔

آئمہ عظام کا دور

اس دور میں اہل حدیث اور اہل الرائے (قیاس کو ماننے والے) دونوں کثرت سے پیدا ہوچکے تھے۔ قیاس آرائیاں اور فرضی مسائل حکومتِ وقت کی تائید وحمایت کے بل بوتے پر عروج حاصل کر رہے تھے۔ بڑے بڑے گمراہ فرقے اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا چکے تھے اور ان گمراہ فرقوں کو حکومتِ وقت کی مکمل حمایت حاصل تھی لیکن اس کے باوجود لوگوں کی اکثریت کتاب وسنت پر عمل پیرا تھی۔ یہی وجہ تھی کہ معتزلہ کا پیدا کیا ہوا مسئلہ خلق قرآن دب کر رہ گیا۔ احادیث نبویہ کو کتابوں میں جمع کرنے کا شوق اس قدر عام تھا کہ محدثین کی بہت بڑی جماعت شب و روز اس کام میں مشغول تھی۔ اس دور میں حدیث رسولؐ پر جتنا کام ہوا اس کی نظیر کہیں بعد میں نہیں ملتی۔ امام شافعی، امام احمد حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام اسحاق بن راہویہ۔ امام المحدثین امام بخاری، امام مسلم، امام ابن ماجہ، ابوداؤد و ترمذی اور امام نسائی وغیرہم نے اپنی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

زندگیوں کو جمع حدیث اور اس کی ترتیب وتہذیب کے لیے وقف کیا ہوا تھا۔ اس دور میں بھی اس تقلیدی جمود کو مفقود پاتے ہیں جس پر ہمارے موجودہ حضرات مصر ہیں۔ یہ دور تقلید سے اس اعتبار سے بھی خالی تھا کہ کسی ایک نے اپنی نسبت آئمہ اربعہ یعنی مالکی، حنفی، شافعی یا حنبلی کی طرف نہیں کی تھی۔ یہ نسبتیں بعدوالوں کی پیدا وایجاد کردہ ہیں۔ اس دور میں بھی کہیں تقلید کا نام ونشان نظر نہیں آتا۔ یہ دور تقریباً ۲۸۰ھ تک محیط ہے۔

چوتھی صدی ہجری

اس سے قبل کے ادوار کا تو آپ نے مطالعہ کرلیا کہ ان ادوار میں تقلید شروع نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جس صدی کو ہم اب زیرِ قلم لارہے ہیں۔ یہ پہلی تینوں صدیوں کی نسبت فتنوں، جھگڑوں، اور قیاس آرئیوں سے بھری ہوئی نظر آتی ہے۔ اس صدی میں بڑے بڑے فتنے اُٹھے منطق و فلسفہ پر مشتمل تالیف وتدریس کا کام شروع ہوگیا اور مسلمان اس دور میں تقریباً تین گروہوں میں تقسیم ہوگئے تھے۔ ایک محدثین کا گروہ تھا جو کتابوں وسنت کے حصول میں رات دن کوشاں تھا۔ اور اپنی زندگی کا مقصد صرف ان دونوں کے تمسک میں ہی پایا تھا اور انہی دونوں پر عامل چلا آرہا تھا۔ دوسرا بڑا گروہ اصحاب الرائے کا تھا جن کو حکومت میں کافی تمکن حاصل ہوچکا تھا۔ قاضی اور جج انہیں اصحاب کے مشورے پر مقرر کیے جاتے تھے جس سے حدیث کی بجائے قیاس اور تقلید کو تقویت حاصل ہوتی رہی یہ لوگ اہل حجاز بلکہ اکثر اسلامی علاقوں سے بڑھ کر عراق میں تقویت حاصل کرچکے تھے۔ خیر سے عراق کی زمین شروع سے ایسی تھی جس میں آراو قیاس کے جراثیم خیر القرون میں پیدا ہونے شروع ہوگئے تھے۔ جن کے متعلق امام جعفر صادق جیسے بزرگ اہل بیت نے بڑے تاسف

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

وحزن کا اظہار فرمایا تھا اور کئی دفعہ اہل الرائے سے مناظرہ کا میدان بھی گرمایا لیکن اس کے باوجود اہل الرائے کا اثر ونفوذ بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ چوتھی صدی ہجری میں خلافت کا زیادہ تر انصرام ان کے ہاتھ میں چلا گیا۔

تیسرا گروہ متکلمین حضرات کا تھا جن کے ذریعے وجود باری تعالیٰ، صفات اور دیگر اہم مسائل میں حکومت کی زیرِ سرپرستی مناظرہ کے رن پڑنے لگے۔ یہ فتنہ اتنا بڑا تھا کہ شاید عالم اسلام میں اس سے پہلے علمی رنگ میں کوئی اس سے بڑا فتنہ پیدا نہ ہوا ہو۔ امام ابن تیمیہ اسی فتنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ ماموں کا یہ گناہ معاف نہ ہو جو اس نے فلسفہ اور منطق کی کتابوں کو غیر اسلامی ممالک سے منگوا کر اس کی اشاعت کے لیے کیا۔

ماموں کا دور اگرچہ اس سے ذرا پہلے کا تھا لیکن اس فصل کی آبیاری اسی نے کی جواب پھل پر پہنچ چکی تھی جس نے اسلام میں بدعات کے دروازے کھول دیئے۔ کہیں قیاس اور رائے کے جمگھٹے تھے اور کہیں علمِ کلام کا زور شور سنائی دے رہا تھا حکومت میں انہی اصحاب کا عمل دخل تھا۔ محدثین کو نشانہ بنایا جارہا تھا۔ ان کو بے وقوف اور جاہل ہونے کا الزام بھی دیا جارہا تھا۔ (۱) لوگ دینی معاملات میں سست ہوتے جارہے تھے۔حکومت بھی اہل الرائے اور اہل بدعت کی سرپرستی میں گرمجوشی دکھا رہی تھی۔ معتزلہ اور دیگر گروہ قیاس وعقل کے بل بوتے پر بحث وجدل میں مشغول تھے۔ جس سے کچھ لوگ تو کتاب وسنت پر تمسک کرتے تھے ۔باقی لوگ اپنے اپنے گروہوں کے آئمہ کی طرف جھکے جاتے اور ان مباحث میں حصہ لینے والے اپنے اپنے مذہب کو بچانے کے لیے اپنے مذہب کے امام کی عصمت کو بچانا

۱- اثار امام شافعی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

فرض سمجھتے تھے۔پس اسی طرز عمل نے تقلید کی داغ بیل ڈالی جو بعد میں اسلامی قوت کو پارہ پارہ کرنے کا موجب بنی، امام ابن القیم تقلید کی تاریخ پر اپنے الفاظ میں تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان هذا التقليد لم يكن فی عصر التابعين ولاتابعی التابعين فليكذبنا المقلدون برجل واحدسلك سبيلهم الوخيمة فی القرون الفضيلة علی لسان رسول الله صلّی اللّه عليه وسلم وانما حدثت هذه البدعة فی القرن الرابع المزموم علی لسان رسول اللّه صلی الله عليه وسلم فالمقلدون لمتبوعهم فی جميع ماقالوه يبيحون به الفروج والدماء والاموال و يحرمونها ولايدرون ذلك صواب ام خطاء (۱)

تقلید کا وجود تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بالکل نہیں تھا۔ہم اگر اس دعویٰ میں غلط ہیں تو کوئی مقلد ہمارے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرے اور ہمیں بتلائے کہ کوئی شخص بھی (مذکورہ اَدوار میں) مقلدین کے اس راستے پر چلا ہو جس پر موجودہ مقلدین چل رہے ہیں۔یہ بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی جس کی مذمت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہو چکی تھی۔جس کی وجہ سے ان لوگوں نے صرف اقوال آئمہ سے شرمگاہوں کو حلال کیا خونوں کو بہایا۔مال ناحق کے تصرف کو جائز کیا۔بعض حلال چیزوں کو حرام میں بدل ڈالا اور (بعض) حرام کو حلال میں اور پھر لطف کی بات یہ ہے) کہ وہ جس کی تقلید کرتے ہیں ان کے درست اور غلطی پر ہونے کا انہیں علم تک نہیں ہوتا۔(کیونکہ امام معصوم نہیں

۱۔ اعلام الموقعین ص ۱۴۵ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

لہٰذا غلطی اور درستی دونوں کا احتمال ہے)

امام موصوف نے زور آور الفاظ سے تقلید کی تاریخ کو بیان کیا کہ اس کا وجود پہلی تین قرنوں میں نہیں ملتا بلکہ اس کا وجود اس صدی سے شروع ہوا جو فتنے اور زلازل والی صدی تھی۔اس کا وجود اس صدی میں ہوتا کیوں نا جب کہ اسلام میں تقلید بذات خود بہت بڑا فتنہ ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فتنہ ہوسکتا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے احادیث صحیحہ کا انکار ہوگیا۔ آئمہ کے اقوال کو اسلام سمجھ لیا گیا حالانکہ وہ آئمہ اس بدعت سے بالکل بری تھے۔انہوں نے تو اس سے منع کیا تھا۔

مقلدین کو چیلنج:

پھر امام نے کھلے بندوں مجوزین حضرات کو چیلنج کیا ہے کہ تم ایک شخص ہی ایسا پیش کرو جو پہلی تین قرنوں میں کسی کا مقلد ہو،لیکن تاہنوز امام صاحب کے اس دعویٰ کو توڑا نہیں جاسکا اور نہ ہی کسی نے امام ابن القیم کے اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔دعویٰ کو سینکڑوں برس گزر گئے لیکن ان ادوار کے کسی ایک مقلد کا نام آج تک نہیں پیش کیا جاسکا اور نہ ہی انشاء اللہ آئندہ کوئی پیش کیا جاسکے گا۔

امام ابن خرم ظاہری م ۴۵٦ھ تقلید کی ابتداء پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وانما ظهر (القياس) فى القرن الرابع فقط مع ظهور التقليد وانماظهرالقياس فى التابعين على سبيل الراى والاحتياط والظن لا على ايجاب حكم به ولا انه حق مقطوع . (١)

قیاس کا ظہور تقلید کے ظہور کے ساتھ چوتھی صدی ہجری میں ہوا۔تابعین کے

١- الاحکام فی اصول الاحکام ص۳۸ ج۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

دور میں قیاس احتیاط کی بنا پر تھی نہ کہ اس لیے کہ اسے واجب العمل سمجھا جاتا تھا۔ اسے یقین کا درجہ حاصل نہیں تھا بلکہ وہ صرف ظن (خیال) کی حد تک تھی۔

امام ابن حزم کے الفاظ میں قیاس پر عمل اور تقلید چوتھی قرن کی پیداوار ہیں اور پھر قیاس اور تقلید دونوں لازم ملزوم ہیں یعنی جب قیاس آیا تو تقلید بھی ساتھ آئی جیسے محض قیاس سے احادیث کا انکار ہوا اسی طرح تقلید سے بھی احادیث کا انکار ہونا لازمی امر تھا۔

مجدد الوقت امام صالح العمری تاریخ تقلید سے پردہ ان الفاظ میں اٹھاتے ہیں۔

((انماحدث بعد مأتين سنة من الهجرة و بعد فناالقرون التى اثنى عليهم الرسول صلى الله عليه وسلم)) (۱)

((تقلید کی بدعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو سال بعد نکلی جب کہ خیر القران کا زمانہ گزر گیا تھا جس کے بہتر ہونے کی تعریف خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔))

موصوف نے یہاں یہ بتایا ہے کہ تقلید خیر القرون کے بعد کی پیدا اور ایجاد ہے خیر القرون کا دور تقریباً ۲۸۰ھ تک کا ہے۔ تقلید کا وجود اس کے بعد کا ہے جو یقیناً چوتھی صدی ہجری سے جا کر ملتا ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی تاریخ تقلید کو ان الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں:

فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعد القر ون الثلاثة اوالاربعه على اربعة مذاهب (۲)

''اہل سنت میں چار مذہب تین یا چار صدیوں کے گزر جانے کے بعد پیدا

۱۔ ایقاظ ص ۷۵ ۲۔ تفسیر مظہری

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہوئے علامہ پانی پتی کی نظر میں تمام امت ایک پلیٹ فارم پر جمع تھی لیکن جب چوتھی صدی میں تقلید اور مذاہب اربعہ کی طرح اور داغ بیل ڈالی گئی تو امت ایک مرکز سے کٹ کر چار مختلف حصوں میں تقسیم ہوگئی ۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہبی اور گروہی تقسیم سے سینکڑوں سال پہلے ہدایت اور نجات کے اصولوں کا تعین فرمادیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه تم صرف رسول اللہ ﷺ کے رستہ کی اتباع کرو اور وہ صرف ایک ہی رستہ ہے جو جنت کو جاتا ہے ۔اگر تم اس ایک راستے پر اکتفا نہ کرو گے تو تم مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جاو گے ۔ولا تتبعوا لسبل فتفرق بکم۔تم جب تک رسول عربی ﷺ کے رستے پر قائم رہو گے' گمراہ نہیں ہو گے لیکن جب تم اس رستے سے جدا رستہ تلاش کرو گے تو تم گروہ بندی کا شکار ہو جاو گے۔علامہ ثناء اللہ پانی پتی مشہور حنفی عالم ہیں ۔ان کی بعض کتابیں حنفی مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں ۔وہ تقلید اور تفرقہ کی تاریخ کو چوتھی صدی بلکہ بعد والی صدی کی ایجاد قرار دے رہے ہیں ۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

نے تقلید کی قباحتوں کو جن الفاظ میں ذکر فرمایا۔ان کا اجمالی نقشہ آپ ملاحظہ کر آئے ہیں۔شاہ صاحب مزید واضح دلائل اور تحقیق سے تقلید کی ابتداء پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ا

اعلم ان اهل المائةا لرابعة لم يكونوا مجتمعين على التقليد

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

الخالص علی مذهب واحد بعینه (۱)

چوتھی صدی والے کسی خاص شخص کی تقلید پر جمع نہ تھے۔

مولانا صارم کی غلط تحقیق

مذکورہ آئمہ کی عبارات سے کسی صاحب فہم وفراست سے یہ مخفی نہیں ہوسکتا کہ تقلید کا وجود چوتھی صدی کی پیداوار ہے۔ ہم نے احتیاط سے ان آئمہ کے اقوال کو پیش کیا ہے جن کے محقق ہونے میں کسی مخالف سے مخالف کو بھی انکار نہیں۔ ان آئمہ نے تقلید کی تاریخ کو ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح رکھ دیا ہے کہ تقلید ایسی بدعت ہے جو رسول عربی ﷺ کے چار صدیوں بعد پیدا ہوئی۔ لیکن ہمارے دور کے ایک محقق، جن کی علمی رفعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جامعہ ازہر کے فارغ اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، اہل علم ان سے خوب واقف ہیں اور ان کا اسم گرامی مولانا عبدالصمد صارم ہے۔ تاریخ تقلید کے متعلق تحقیق کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

امام ابوحنیفہ نے ۱۱۵ھ، امام مالک نے ۱۱۶ھ سے فتویٰ دینا شروع کیا اسی وقت سے ان کے مقلد اور متبع حسبِ دستور زمانہ پیدا ہو گئے۔ امام مالک ۱۱۷ھ اور امام ابو حنیفہ ۱۲۰ھ میں اپنے استاد کے جانشین ہوئے۔ اس وقت ان کے مقلدین اور متبعین میں اور اضافہ ہو گیا۔ صاحب ارشاد الساری نے لکھا ہے۔ طارق بن شہاب بجلی صحابی نے ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس قول پر یہ کہنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی تقلید عہد صحابہ میں شروع ہو چکی تھی۔ (۲)

مولانا صارم نے جو لکھا وہ بلا تحقیق اور بغیر تمحیص کے لکھا۔ اس کی غالب وجہ

۱۔ حجۃ اللہ البالغۃ ج اص۱۵۲ ج ۱ ۲۔ فقہ از صارم ص ۷۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

یہی ہے کہ موصوف مقلد ہیں اور مقلد کو تحقیق و دلیل سے واسطہ نہیں ہوتا۔ اگر موصوف کو تاریخ کی حقیقت اور تحقیق کی کچھ لاج ہوتی تو صرف تقلید کے ثابت کرنے میں اِتنی بڑی غلطی سے کام نہ لیتے کہ امام ابو حنیفہ اور مالک کی تقلید صحابہ کے دور میں بھی کی جاتی تھی۔ انہوں نے اس تحقیق کو صرف اس لئے پیش فرمایا کہ وہ اوروں کو خوش نہیں تو کم از کم خود کو تو تقلید پر مطمئن کر لیں گے۔ لیکن انہیں کیا علم کہ میری اس غلط تحقیق کی وجہ سے میری کتاب میں نقص پیدا ہو جائے گا جو تمام کاوش کو اکارت کر دے گا۔ ہم ان کی اس تحقیق کو (حقیقت میں تحقیق نہیں) دو وجہوں سے دیکھتے ہیں۔

اول: تقلیدی اور جمودی جوش' مذہبی تعصب اور حقیقت سے اغماض۔

دوم یا پھر تاریخ رجال سے عدم واقفیت اور دور صحابہ سے نادانی۔

آیئے اب ہم مولانا کی تحقیق کو صحیح تحقیق کے ترازو میں رکھ کر اس کا صحیح تجزیہ کرتے ہیں تاکہ اصل حقیقت واضح ہو۔

اول مولانا کے کلام میں تعارض ہے وہ یہ کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید ۱۱۵ھ میں شروع ہو چکی تھی جب کہ آپ کے استاذ ابھی بقید حیات تھے اور اساد کی موجودگی میں ابو حنیفہ کی تقلید کی گئی جب کہ آپ کے استاذ کی کسی ایک شخص نے تقلید نہیں کی۔ کیونکہ بیک وقت استاذ اور شاگرد دونوں کی اکٹھے تقلید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوم: چند سطور کے بعد فرماتے ہیں۔ آپ مسند پر ۱۲۰ھ کو جلوہ افروز ہوئے تو بتایئے آپ کی اس بات کی تصدیق کون بھلا مانس کرے گا کہ امام ابھی مسند فتوی پر فائز نہیں ہوئے تھے تو ان کی تقلید پہلے شروع ہو گئی تھی۔ کیا تقلید ذات کی ہوتی ہے یا اقوال کی؟ یہ بات مولانا صارم صاحب کی نہیں بلکہ مقلدین سے اس سے بھی بڑے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بڑے مضحکہ خیز انکشافات ہوجایا کرتے ہیں۔

دَورِ صحابہ کا تعین:

آیئے اب ہم آپ کے سامنے دورِ صحابہ کا تعین پیش کرتے ہیں جس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آخری صحابی کس سن میں فوت ہوئے اور وہ کون تھے؟ اور اس کے ضمن میں طارق بجلی کی وفات کا بھی تحقیقی تجزیہ ہو جائے گا۔

دورِ صحابہ کے تعین میں بالکل معمولی اختلاف ہے جس کو حقیقت میں اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ امام مسلم کی تحقیق میں وفات کے لحاظ سے آخری صحابی ابو الطفیل ہیں جو ۱۰۰ھ میں ہوئی ہے لیکن یہ روایت ایسے الفاظ سے ہے۔ جو اکثر طور پر ثقہ کے مقابلے میں مقبول نہیں ہوتے۔ صحابہ کے دور کی تعین و تخصیص خود رسول اللہ ﷺ نے فرما دی تھی عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

((ا -صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلّم ذات لیلة صلوٰة العشاء فی اخر حیاته فلمّا سلم قام فقال ارایتم لیلتکم هذهٖ فان علی راس مائة سنة منها لایبقی ممن هو علی ظهر الارض احدٌ)) (۱)

''ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے' مجھے اس رات دکھایا گیا ہے کہ آج جتنے حضرات بھی اس دنیا میں موجود ہیں۔ ان میں سے کوئی سو سال تک زندہ نہیں رہے گا۔''

۱- ابو داود

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲۔ اسی طرح جابرؓ فرماتے ہیں:

((سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت بشھر تسألون عن الساعة و ان علمها عنداللہ واقسم باللہ ماعلی الارض من نفس منفوسة فاتی علیها مائة سنة))

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ قسم اٹھا کر فرما رہے تھے تم قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ آج کوئی نفس موجود نہیں کہ اس پر سو سال گزر جائے (یعنی وہ پھر بھی زندہ رہے''

۳۔ **((عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال لایاتی مائة سنة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم))** (۱)

''زمین پر کوئی ایسا نفس آج کے دن موجود نہیں کہ وہ سو سال تک زندہ رہے''

ان احادیث سے دورِ صحابہ کا تعین زیادہ سے زیادہ ۱۱۰ھ تک ہو سکتا ہے یعنی آپ کی وفات سے لے کر سو سال کا عرصہ ۱۱۰ھ کو پورا ہو جاتا ہے ہم کیسے گوارہ کر سکتے ہیں کہ صحیح مسلم اور ابو داؤد وغیرہ کی صحیح احادیث موجود ہوں جو ہمیں ۱۱۰ھ کے متعلق خبر دیتی ہوں اور تم ان تمام احادیث سے اغماض کر کے کسی شارح کی بے ثبوت اور بے بنیاد بات کو اپنے لیے دلیل بنا لو۔ کیا یہ قرین انصاف ہے کہ ان تمام احادیث صحیحہ کو کسی ایک کے قول سے رد کر دیا جائے اور اپنے غلط مطلب کو ثابت کرنے کے لیے شخصی آراء کو قبول کر لیا جائے۔

۱۔ مسلم ص ۳۱۰ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

طارق بن شہابؓ کا سن وفات:

آیئے اب مولانا نے جس صحابی کا ذکر فرمایا ہے ان کے متعلق بھی سنتے جایئے:

((طارق بن شهاب بن عبد الشمس بن هلال البجلي الاحمسي راى النبي صلى الله عليه وسلم وروى عنه مرسلا وعن الخلفاء الاربعة وبلال و حذيفة وغيرهم من الصحابة روى عنه اسمعيل بن ابى خالد وقيس بن مسلم قال ابو داود راى النبي ﷺ ولم يسمع منه شيئا و قال خليفة و غيره مات سنة اثنتين وثمانين.وحكى ابن خيثمة عن ابن معين انه مات ۱۲۳ وهو وهم)) (۱)

''طارق بن شہاب نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے لیکن آپ سے سماع نہیں یعنی کوئی حدیث نہیں سنی ۸۲ھ کو فوت ہوئے ہیں ابو خیثمہ نے ابن معین سے ۱۲۳ کا سن جو ذکر کیا ہے وہ وہم (نقل کرنے والے کی بھول) ہے''

صاحب مشکوٰۃ ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مات سنة اثنتين وثمانين سنه (۲) (مشکوۃ)الكمال في اسماء الرجال

آپ ۸۲ھ کو فوت ہوئے ہیں۔

صاحب فتح المجید نے بھی طارق کے ترجمہ میں ان کی وفات ۸۲ھ میں ذکر ہے۔آپ شہاب کا ترجمہ کسی اسماء الرجال کی کتاب میں ملاحظہ فرمالیں آپ کو

۱- تہذیب التہذیب ص۴ ج۵ ۲- مشکوٰۃ الکمال فی اسماء الرجال

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۸۲ھ وفات کا سال ۸۲ھ ہی نظر آئے گا۔

مذکورہ احادیث اور رجال کی کتب پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ سن وفات میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگر وفات میں اتنا طویل اختلاف لیکن محدثین سے اوجھل ہرا ہے۔ دراصل یہ وہم کا نتیجہ ہے ورنہ ہوتا جتنا کہ مولانا نے بیان کیا ہے کہاں ۸۲ھ اور کہاں ۱۲۳ھ یعنی سنین وفات میں ۴۱ سال کا اختلاف تو محدثین اسے ضرور بیان کرتے اگر مولانا انصاف کی عینک سے جناب بجلیؒ کے ترجمہ کو پڑھتے تو ان سے اتنی بڑی اور فحش غلطی سرزد نہ ہوتی اور وہ اپنی تحقیق کو ۸۲ھ کی بجائے ۱۲۳ھ کے معیار پر قطعاً نہ پرکھتے۔

مزے کی بات سنیئے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کوفہ میں رہے۔ ان کی پوری زندگی کوفہ میں گزری لیکن امام ابو حنیفہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ کیا یہ ممکن ہے جو صحابی ۴۳ سال ابو حنیفہ کی زندگی میں کوفہ میں رہا ہو۔ ایک ہی شہر ہو اور پھر ملاقات نہ ہو سکے۔ جو آپ نے سن وفات ذکر کیا ہے اگر اسے درست تسلیم کر لیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر بے نصیب کون ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی اسی شہر میں آپ کی موجودگی میں ۴۳ سال بسر کر دے لیکن آپ اس کی ملاقات کے لیے ایک دن حاضر نہ ہوں۔

مولانا انصاف فرمائیے۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے تو پھر حنفیّت کی بنیادیں ہل جائیں گی کہ وہ مذہب کیا ہے جس کے بانی نے اپنے شہر میں رہتے ہوئے ایک صحابی سے ملاقات نہیں کی۔

تقلید اسی کا نام ہے کہ اس میں تمام سوچ مفلوج ہو جاتی ہے اور آدمی اَن ہونی باتوں پر اُتر آتا ہے۔ اگر سمع خراشی نہ ہو اور طبعیت اس کی متحمل ہو تو پھر غالب کا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ایک شعر سنتے جائیے جو انہوں نے کسی ایسے موقع پر ہی کہا ہو گا۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی !

کیا تقلید بدعت ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم تقلید کے بدعت ہونے پر دلائل یا ثبوت پیش کریں' بدعت کی تعریف اور اس کے مفہوم کو سمجھ لینا چاہیے تا کہ اس سے کما حقہ' آگاہی ہو جائے۔

تعریف بدعت:

((احداث مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ))

''جس کا وجود رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پایا جائے۔''

امام شافعی نے بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

((البدعة ما خالف کتابا او اجماعاً او اثرا عن بعض اصحاب النبی ﷺ.))

''جو کتاب اللہ' سنّت رسول' اجماع امّت یا صحابہ کے آثار کے خلاف ہو وہ بدعت ہے۔''

بدعت کی تعریف میں ہم نے دو رائے پیش کی ہیں۔ پہلی تعریف میں قدرے ابہام ہے جب کہ دوسری میں تفصیل ہے۔امام شافعی نے بدعت کی تعریف میں کتاب و سُنّت کے ساتھ اجماع اور آثار صحابہ کو بھی شامل کیا ہے۔بعض نے اس سے زیادہ قیود بھی لگائی ہیں لیکن وہ کسی صورت میں درست نہیں۔ عرفاً بدعت ایسے امور کو کہا جاتا ہے جس کی دلیل کتاب و سنت اور صحابہ کرام سے نہ ہو اور اسے دین

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سمجھ کر یا ثواب سمجھ کر کیا جائے۔

بدعت رائج کیوں ہوتی ہے؟

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا یا صحابہ کرام نے اس کام کو ہاتھ نہیں لگایا تو بعد والے اسے معمول بہ کیوں بناتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے دین میں اختراع سے کام لیا جاتا ہے۔

۱۔ بدعت جاری کرنے والے کے سامنے کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ یعنی ایسا معاملہ ہوتا ہے۔ جس کے کرنے میں وہ مصلحت سمجھتا ہے۔

۲۔ بعض دفعہ ذاتی اغراض اور مقاصد سامنے ہوتے ہیں۔

۳۔ بدعت جاری کرنے والے کو اس میں دیگر احکام سے نسبت یا مشابہت نظر آتی ہے۔

۴۔ بسا اوقات وہ اسے دین سمجھ لیتا ہے جو حقیقت میں دین نہیں ہوتا۔

۵۔ اپنے نظریہ وعقیدہ کی حمایت مقصود ہوتی ہے۔

۶۔ بعض اوقات حکومت کی ہاں میں ہاں ملانا پڑتی ہے جس سے بدعت کی مخالفت نہیں ہوسکتی۔ تو بعد والے اس کو دین سمجھ لیتے ہیں جیسا کہ میلاد النبی کی محافل وجلوس اور تقاریب ہیں۔

۷۔ کسی عالم سے سوال کیا جاتا ہے جو عدمِ واقفیت کی بنا پر اصل مسئلہ کو سمجھ نہیں سکتا تو اس کے متعلق غلط فتوی صادر کر دیتا ہے جو عوام میں مقبول ہو جاتا ہے اور اس پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔

۸۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر بدعت کا رواج جس بنا پر کیا جاتا ہے وہ مذہبی تعصب اور اپنے مخالفت سے عناد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تقلید بھی اسی کی مرہون منت ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بدعت کا حکم:

بدعت کو خواہ کتنے درجوں میں تقسیم کر لو وہ بہر حال بدعت ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ بدعت کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

((کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار.)) (۱)

"ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے،،

بدعت سے بچاؤ:

رسول اللہ ﷺ کی زبان اطہر سے ثابت ہوگیا ہے کہ تمام بدعتیں گمراہی ہیں تو پھر اس سے اجتناب اور بچاؤ کے احکام بھی ہونے چاہئیں۔ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچنا بہت بڑا کام ہے تو اس سے اجتناب اور بچاؤ کے احکام بھی اس مبارک زبان سے صادر ہوئے ہیں جس زبان سے اس کو گمراہی کہا گیا ہے۔آپ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے یہ حدیث لوگوں تک پہنچائی۔

۱. انه من یعش منکم فیریٰ اختلافا کثیراً فعلیکم بسنتی و سنّة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثه بدعة وکل بدعة ضلالة (۲)

"تم میں جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا تم نے میری اور خلفاءِ راشدین کی سنّت کو لازم پکڑنا اور اس پر سختی سے عمل کرنا ہے ہر نئے کام سے بچو' ہر نیا کام (دین میں) بدعت ہے اور ہر

۱- نسائی صفہ ۱۸۸ ج ۱ ۲- ابوداود صفہ ۲۷۹ ج ۲۔ابن ماجہ صفہ ۵ ۔ترمذی صفہ ۹۶ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بدعت گمراہی ہے۔''

۲.عن عائشه قالت قال رسول الله ﷺ ''من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ'' (متفق علیه)

''جس نے دین میں کوئی نیا کام کیا وہ مردود ہے۔'' (یعنی وہ قطعاً قابل عمل نہیں)

ان ہر دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے وقوع ہونے والے اختلاف کا ذکر فرمادیا تھا اور ساتھ ہی اس اختلاف سے بچنے کا حل بھی ذکر فرما دیا تھا کہ تم نے میری سنت اور خلفاء راشدین جو صحیح معنوں میں ہدایت یافتہ ہیں کی سنّت پر سختی سے عمل کرنا۔

اب قابل غور مقام یہ ہے کہ تقلید کی وجہ سے امت میں اختلاف نہ پڑے اور اسلام کو کتنے بڑے حوادثات برداشت کرنا پڑے۔کیا تقلید رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھی یا صحابہ کے دور میں کوئی کسی کا مقلّد تھا اس کی حقیقت سے آپ تاریخ تقلید کے بیان میں روشناس ہو چکے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے ہم اس کام کو فوراً بدعت قرار دیتے ہیں جو صحابہ کرام کے دور تک نہ ہوا ہو تو یہ تقلید جو چوتھی صدی میں پیدا ہوئی کیسے بدعت نہیں ہو سکتی۔ یقیناً بدعت ہے اکابر علماء نے اس کے بدعت ہونے کا اعلان ہے۔ جن کا اجمالاً ہم تذکرہ کرتے ہیں حافظ ابن حزم فرماتے ہیں۔

((ان عصابة من اهل العصر الرابع ابتدعو فی الاسلام هذه البدعة الشنعاء))(۱) چوتھی صدی کے چند لوگوں نے تقلید کی بدترین بدعت

ا۔الاحکام ص۱۴۶ ج۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسلام میں جاری کی۔مزید فرماتے ہیں۔تقلید بہت بڑی بدعت ہے(۱) ابن قیم فرماتے ہیں۔

((انما حدثت ہذہ البدعۃ فی القرن الرابع)) (۲)

تقلید بدعت کی چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی۔

امام صالح عمری نے اس بدعت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

((ھو ایضافی نفسه محدثة)) (۳)

تقلید بذات خود بدعت ہے۔

شاہ اسماعیل شہید نے تقلید کو بدعاتِ حقیقیہ میں شمار کیا ہے فرماتے ہیں۔

وجوب تقلید شخصی معین از آئمہ مجتہدین از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است (۴)

تقلید شخصی آئمہ مجتہدین کی حقیقی بدعت ہے۔

ہم نے ان چار بزرگوں کے اقوال محض تائید کیلئے پیش کئے ہیں ورنہ یہ بات تو تاریخ تقلید سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس کی ابتداء رسول مقبولؐ کے سینکڑوں برس بعد ہوئی جس کو حکومت کے ذریعے پھلنے پھولنے کا موقع خوب ہاتھ آیا جس سے وہ اسلام کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی حالانکہ اسکے بدعت ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کا وجود نہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور نہ ہی صحابہ اور تابعین کے دور میں تھا تاریخ تقلید کی اتنی زبردست شہادتیں خود اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ تقلید بدعت ہے

۱- ایضا ۲-اعلام الموقعین ص۱۴۵ ج ۲

۳- ایقاظ ص ۴۷ ۴-ایضاح الحق الصریح ص ۳۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب ششم

تقلید شخصی

معاملہ بایںجا رسید کہ تقلید شخصی کو ہمارے اس دور میں جو رواج ہے۔ شاید اتنا اس سے پہلے کبھی نہ ہو۔ آئے دن اس پر مناقشے اور مناظرے کے میدان گرم ہوتے نظر آتے ہیں ہم اس ضمن میں اپنی علمی بساط کے مطابق گفتگو کریں گے۔

اس سے قبل کہ ہم اس موضوع کو نوک قلم پر لائیں اس بات کو ذہن میں لانا بہت ضروری ہے کہ جب مطلق تقلید کی نفی میں ہم نے کتاب اللہ' احادیث رسول' آثار صحابہ اور اقوال آئمہ پیش کر دیئے ہیں اور اتنے مضبوط اور قوی دلائل سے جن کا توڑتا ہنوز مقلدین پیش نہیں کر سکے تو تقلید شخصی کا معاملہ تو اور بھی مشکل اور دقت طلب ہے آجا کے ان کے پاس اس پر سب سے بڑی دلیل اجماع امت ہے لیکن وہ بھی حقیقت کے سراسر خلاف ۔اس اجماع کی حقیقت عنقریب آپ کے سامنے آجائے گی۔ انشاء اللہ۔ تقلید شخصی کے سلسلہ میں ہم طرفین کے دلائل پیش کرتے ہیں تاکہ فیصلہ کی صحیح صورت انصاف پسند حضرات کے سامنے بالکل کھل کر آجائے۔

تقلید شخصی کے وجوبی دلائل

مقلدین حضرات اس سلسلہ میں عموماً تین یا چار دلائل پیش کرتے ہیں جو حقیقت میں تقلید کے جواز میں نہیں بلکہ ردّ میں ہیں جیسا کہ آپ اس سے قبل ان دلائل کو ملاحظہ فرما آئے ہیں کن کو یہ حضرات تقلید مطلق کے جواز میں پیش کرتے ہیں جس طرح بحمد اللہ وہ سبھی دلائل تقلید کے رد میں ثابت ہوئے اسی طرح یہ دلائل بھی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید کے باطل ہونے کا فیصلہ دیں گے وباللہ التوفیق۔

ا ۔عن معاذ بن جبل ان رسول ﷺ لمابعثه الی الیمن قال "کیف تقضی اذا عرض لک القضاء قال اقضی بکتاب الله فان لم تجد فی کتاب الله قال فبسنة رسول ﷺ قال فان لم تجد فی کتاب الله ولا فی السنه قال اجتهد برایی ولاآلو فضرب رسول ﷺ صدره فقال الحمدلله الذی وفق رسول رسول الله علیه ﷺ لمایرضی رسوله"(۱)

''معاویہؓ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے جب ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو فرمایا۔ ((اے معاذ تم فیصلہ کس طرح کرو گے)) معاذ فرمانے لگے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب سے۔ آپ نے مزید فرمایا ((اگر اللہ تعالےٰ کی کتاب سے مسئلہ حل نہ پاؤ تو پھر کیسے فیصلہ کرو گے؟ معاذ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ کی سنت سے۔

((آپ نے فرمایا اگر دونوں میں سے مسئلے کا حل نہ ملے تو پھر کیا کرو گے))؟ معاذ رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں اجتہاد سے کام لوں گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کروں گا۔ آپ نے یہ بات سُن کر معاذ کے سینے پر ہاتھ مارااور فرمایا" تعریف اللہ کی ہے جس نے رسول اللہ کے ایلچی کو ایسی توفیق بخشی ہے جس سے اللہ کا رسول راضی ہو۔،،

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مقلدین فرماتے ہیں۔ آپ نے تمام یمن والوں پر معاذ کی تقلید کو واجب کیا تھا ہم کہتے ہیں ان کی یہ بات محل نظر بلکہ قابل گرفت ہے۔

ا۔ ترمذی صفحہ ۲۴۷ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۔ وہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کسی ایک کی تقلید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

۲۔ اور پھر ہم سابقہ اوراق میں تفصیل سے بحث کر آئے ہیں کہ صحابی کی اطاعت نہیں ہوتی بلکہ کتاب و سنت سے دلائل کی وجہ سے اتباع ہوتی ہے۔

۳۔ کیا یمن میں معاذ سے بڑا کوئی اور عالم موجود تھا جس کی طرف مسئلہ کی تحقیق کے لیے رجوع کیا جاسکتا تھا اور یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ اس وقت معاذ اکیلے ہی وہاں عالم تھے۔

۴۔ معاذ کے علم کی شہادت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے آپ اوامر ونواہی سے اچھی طرح واقف تھے اور خود رسول اللہ ﷺ کو آپ پر اعتماد تھا۔

۵۔ اس حدیث میں کہاں ہے کہ وہ لوگ معاذ کی تقلید کریں اور وہ بھی قیامت تک کریں۔

۶۔ آپ وہاں حاکم کی حیثیت سے گئے تھے۔اسی بنا پر تو آپؐ نے فرمایا تم فیصلہ کیسے کروگے جب کہ قضا کا اطلاق عام طور پر نزاعی مسائل کے فیصلوں پر ہوتا ہے۔احکام میں فتویٰ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے

۷۔ اگرچہ اس حدیث کو فقہا کے نزدیک تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے لیکن اس کے ضعف میں جو خدشہ ہے وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں کیونکہ یہ حدیث جس سند سے مروی ہے وہ ضعیف ہے اور اصول میں ضعیف روایت قابل نہیں گویا کہ یہ اسنادی اعتبار سے نہ ہونے کے برابر ہے اتنی تو جیہات واحتمالات سے اگر آپ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کو اب بھی تقلید نظر آتی ہے تو ہم پھر اس کا کیا علاج کر سکتے ہیں جب کہ آپ کی کتابوں میں مرقوم ہے((اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال))

''جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔،،

پھر جناب معاذؓ نے جو اصول پیش کیے ان پر غور کرو۔ کیا اگر وہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں یا سنت رسولؐ سے تو وہ تقلید ہوگی۔ ہرگز اس کو تقلید نہیں کہا جا سکتا۔ وہ تو براہ راست کتاب وسنت کی اتباع ہوگی۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ قیاس سے فیصلہ کریں گے۔ تو آپ ان اقوال کا کیا حل سوچیں گے جن میں معاذؓ نے قیاس کی شدید مذمت کی ہے جیسا کہ آپ کا ایک قول پیچھے گزر چکا ہے۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ وہ قیاس کی مذمت بھی فرمائیں اور خود اس پر عمل کریں۔ تو گویا معاذؓ کے اقوال میں تضاد پیدا ہو گیا تو آپ کے اُصول کے مطابق تناقض کے وقت احوط اور محتاط امر کو قبول کیا جاتا ہے تو یہاں محتاط امر یہی ہے جس سے انہوں نے ڈرایا ہے اور اس کی مذمت کی ہے۔ گویا کہ آپ کا استدلال اصول فقہ کی وجہ سے باطل ہو گیا اور ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ اس حدیث سے کسی طرح بھی تقلید شخصی کا جواز نہیں نکالا جا سکتا۔

۲۔ ابوموسیٰ کا فرمان:

((لاتسألونی ما دام هذا الحبر فیکم))

''جب تک تم میں عبداللہ بن مسعود موجود ہیں تم مجھ سے سوال نہ کرو۔،،

اس اثر سے اہل تقلید نے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ تم عبداللہ کی طرف رجوع کرو اور ان سے مسائل کا حل کروایا کرو۔ تو مسائل حل کرانے کا مطلب ہے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کے تم ان کی تقلید کرو۔

اس استدلال کا بطلان ہم دو طرح سے کرتے ہیں۔

اوّل یہ واقعہ کوفہ کا ہے اور ابو موسیٰ کوفہ کے حاکم تھے۔آپ انتظامی مصروفیات کی وجہ سے عام مسائل کے حل کے لئے ابن مسعود کی طرف رجوع کا حکم دیتے۔پھر ابن مسعود طویل صحبتِ رسول کی بنا پر ابو موسیٰ سے دینی امور کے زیادہ عالم تھے کیوں کہ اس کی شہادت خود رسول مقبول سے وارد ہے۔پھر استدلال بھی عجیب ہے کہ اصل الفاظ کو بھول کر اپنی جانب سے غلط مفہوم نکالنے کی کوشش گئی کی ہے۔ (۱) اگر اصل الفاظ پر ذرا غور کرتے یا دیانت داری سے کام لیتے تو ایسا استدلال کرنے کی کبھی جسارت نہ ہوتی وہ اس لئے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں جب تک ابن مسعود یہاں موجود ہیں اس وقت تک تم ان سے مسائل دینیہ کا حل معلوم کیا کرو۔گویا جب وہ کوفہ سے چلے جائیں یا وفات پاجائیں تو اس وقت تم نے ان کی تقلید نہیں کرنی۔اگر آپ نے اس اثر سے استدلال کرنا ہے تو تمام الفاظ کو سامنے رکھئے ۔یہ نہیں کہ اپنے مطلب کی بات کو قبول کرلو۔اور باقی کی طرف دھیان ہی نہ دو۔خدا را انصاف سے سوچئے موجودہ تقلید کی یہی صورت ہے کہ تقلید اس کی جائے جو موجود ہو۔اگر موجود نہ ہو اس کی تقلید نہیں؟ کیا تمہاری تقلید بھی اسی قسم کی ہے؟ کیا تم زندہ علماء کی تقلید کرتے ہو یا جو فوت ہو چکے ہیں؟۔جب تم خود ابو موسیٰؓ کے اس فرمان پر عمل نہیں کرتے تو پھر اس سے تمہارا دلیل پکڑنا کیسا۔

۱۔ اصل میں یہ حدیث وراثت کے باب میں آئی ہے کہ لوگوں نے ابو موسیٰ سے وراثت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اس کا جو جواب دیا ابن مسعود نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے تو تب آپ نے فرمایا تم ابن مسعود سے سوال کیا کرو۔ مشکوٰۃ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

آئمہ اربعہ کو کتنا عرصہ ہوا وہ دنیا فانی سے ابدی جہاں کو سدھار گئے اور تم ابھی تک ان کی تقلید میں پھنسے ہوئے ہو۔ اگر تم نے اس اثر کو دلیل بنانا ہی ہے تو آج ہی جرآت کر کے ابوحنیفہ کی تقلید کے ناجائز ہونے کا اعلان کر کے ابن مسعود کی تقلید کا اعلان کرو یا پھر اس اثر کے مطابق ابوحنیفہ کی تقلید کو ترک کر کے کسی زندہ عالم کی تقلید کرو۔

دوم : ابوموسیٰؓ کے اس فرمان میں کہاں ہے کہ تم ابن مسعودؓ کی تقلید کرو۔ یہاں تو صرف یہ ہے کہ تم ان سے پوچھا کرو کیوں کہ وہ اس وقت کوفہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ بڑے عالم کی طرف رجوع کرنا کیا تقلید ہے۔ اگر صرف مسئلہ طلب کرنے کا نام تقلید ہے تو موجودہ مقلدین حنفی تو نہ ہوئے بلکہ وہ جس سے مسئلہ معلوم کریں گے، اسی کے مقلّد ہوں گے۔

اہل مدینہ کا قول:

((عن عکرمه ان اهل المدينة سألوا ابن عباس عن امراة طافت ثم حاضت قال لهم تنفر قالوا لاناخذ بقولك وندع قول زيد))

''اہل مدینہ نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ ایک عورت طواف کے بعد حیض والی ہو جاتی ہے تو وہ کیا کرے تو ابن عباس نے فرمایا ''وہ طواف وداع کے بغیر جا سکتی۔" اہل مدینہ کہنے لگے ہم زید کے قول کو ترک کر کے ابن عباس کے قول پر عمل نہیں کریں گے۔''

اس اثر سے استدلال کرتے ہوئے مقلّدین کہتے ہیں۔ اگر اہل مدینہ کے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نزدیک تقلید شخصی واجب نہ ہوتی تو وہ یہ کہنے کی جرأت نہ کرتے کہ ہم زید کے قول کو نہیں چھوڑ سکتے لیکن یہ استدلال کئی لحاظ سے لغو اور باطل ہے۔

۱۔ یہ تو آپ کو تسلیم ہے کہ اہل مدینہ نے ابن عباسؓ سے مسئلہ ضرور پوچھا تھا۔ اگر وہ تقلید شخصی کے قائل ہوتے تو پھر ان سے مسئلہ دریافت ہی نہ کرتے پھر ہو سکتا کہ وہ ابن عباسؓ کے جواب پر مطمئن نہ ہوئے ہوں کیوں کہ ابن عباسؓ نے اس مسئلے کا حل مرفوع حدیث سے پیش نہیں کیا تھا۔ اگر وہ اسی مسئلہ کو مرفوع روایت سے حل کرتے تو اہل مدینہ اسے ضرور قبول کرتے۔ اگرچہ یہ مسئلہ ابن عباسؓ کے قول کے مطابق تھا لیکن انہوں نے زید کے ذاتی قول کو سُن کر مرفوع حدیث کے لئے ابن عباس کی طرف رجوع کیا کہ ہو سکتا ہے کہ ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث مل جائے۔ جب انہوں نے مرفوع روایت بیانکرنے کے بجائے اپنی رائے سے فتویٰ دیا تو اہل مدینہ نے زید کے قول کو ترجیح دی۔

۲۔ اہل مدینہ کے نزدیک زید ابن عباسؓ سے زیادہ عالم تھے۔ وہ اس لئے کہ زید صحبتِ رسول میں پرانے تھے اور کاتب وحی بھی رہ چکے تھے۔ پھر جامع قرآن بھی تھے اور بعض علوم میں مضبوط اور پختہ کار تھے جس کی وجہ سے انہوں نے زید کو ابن عباس پر ترجیح دی۔

۳۔ نیز تقلید شخصی کن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے۔ انہوں نے کب کہا ہے کہ ہم پر زیدؓ کی تقلید واجب ہے لہٰذا ہم صرف زیدؓ کے قول پر ہی عمل کریں گے۔ اس مسئلہ میں تو انہوں نے ابن عباسؓ پر زیدؓ کو اس لئے ترجیح دی تھی کہ انہوں نے بھی اپنا خیال ظاہر کیا تھا نہ یہ کہ انہوں نے کہا کہ زیدؓ ہی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہمارے لئے حجت ہیں اگر ابن عباسؓ کوئی حدیث پیش کرتے تو اہل مدینہ اسے فوراً قبول کر لیتے ۔اگر انہوں نے حدیث کو قبول نہیں کرنا تھا تو انہوں نے ابن عباس سے زید کی موجودگی میں ابن عباسؓ کے فتویٰ اور مسئلہ کیوں دریافت کیا؟

۴۔ جب امام مالکؒ اہل مدینہ کا اجماع نقل کرتے ہیں تو اس وقت آپ کہہ دیتے ہیں کہ صرف اہل مدینہ کا ذاتی عمل کافی نہیں اور نہ ہی یہ شرعی حجّت ہے۔اگر اس وقت اہل مدینہ کے عمل حجّت نہیں ہو سکتے تو مسئلہ تقلید کے بارے میں کیوں حجّت ہیں؟ کیا یہ کمال تناقض نہیں کہ ایک بات کسی موقع پر حجّت ہو جب کہ وہی بات کسی دوسرے موقع پر شرعی حجّت سے خارج سمجھی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مقلدین اکثر طور پر تناقض کا شکار رہتے ہیں۔

اگر امام مالک کے مسئلہ (جو عمل مدینہ کے بارے میں ہے) پر کلام کیا جا سکتا ہے تو پھر اہل مدینہ کے اس قول پر کیوں کلام نہیں ہو سکتا۔

پھر فقہ کے مشہور اصول کے مطابق کسی ایک شہر خواہ مدینہ ہو یا مکہ کا اجماع تمام مسلمانوں کے لئے حجّت نہیں۔ملاحظہ فرمایئے۔

((اجماع اهلِ المدينة على انفراد هم ليس حجة عند الجمهور لانهم بعض الامة))(۱)

”صرف اہل مدینہ کا اجماع جمہوریہ کے نزدیک حجت نہیں اس لئے کہ وہ مکمل اُمّت نہیں بلکہ اس ایک کا جزو اور حصّہ ہیں۔“

۱۔ حصول المامول ص ۶۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

جب اہل مدینہ کا اجماع تمام امت کے لئے حجت نہیں تو ظاہر ہے کہ یہاں تمام مدینے والوں نے ابن عباس سے سوال نہیں کیا ہوگا بلکہ ان میں سے بھی بعض نے کیا ہوگا تو پھر ان بعض کا قول کیسے حجّت ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کے لئے اہل مدینہ کے تمام اجماعات اور اقوال حجت ہیں تو آج ہی ان مسائل کو فقہ حنفیہ سے باہر نکال پھینکیے جو اہل مدینہ کے مذہب کے خلاف ہیں۔

المختصر کتاب و سُنّت سے ایک بھی دلیل ایسی نہیں جس سے تقلیدِ شخصی کا ثبوت ملتا ہو۔ تقلید کا ثبوت ہو بھی کیسے اللہ کے دین میں ایک اُمتی کو معیار قرار دے دینا در آنحالیکہ وہ معصوم نہ ہو اور پھر اس کے ہر قول و فعل کو بلا غور و فکر قبول کر لینا' کتاب و سنت سے اس کی قطعاً اجازت نہیں ملتی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیثِ رسول منجانب اللہ ہیں' جو نصوص اور دلائل پر مبنی ہیں۔ اسی لئے تو قرآن حکیم میں کہیں نہیں کہ جھگڑے کو فیصلہ کیلئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بغیر بھی کسی کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔

اہلحدیث کی دعوت بھی یہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنّت رسول کی موجودگی میں کسی اور کو حُکم نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ کسی اور کے حُکم بنانے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تنقیص لازم آئے گی اور گستاخی کا وہ پہلو سامنے آ جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

تقلید شخصی کا ایک اور پہلو

مجوزین حضرات جب کسی مسئلہ میں کتاب اللہ' احادیث رسول اور سلف صالحین سے اس کے جواز میں دلائل پیش کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو پھر خیالی دنیا کی سیاحت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تقلید کے سلسلہ میں بھی وہ انہیں حالات سے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

دو چار ہوتے نظر آتے ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں۔

''اگر تقلید شخصی کو عمل میں نہ لایا جائے تو ذہنوں میں آوارگی پیدا ہو جاتی ہے۔
جس کی وجہ سے انسان دین میں خودمختار بن جاتا ہے۔''

اسی خوابی دنیا میں پہنچ کر ایک صاحب فرماتے ہیں:

اگر یہ کثرت کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو اسلام کی شکل ہی بدل جائے گی اور گھر گھر مذہب اور مجتہد پیدا ہو جائیں گے' فقہ پر نا اہلوں اور غیر متدین لوگوں کو دست درازی کا موقع مل جائے گا (۱)

اسی عالم خیال میں جب ایک صاحب پہنچے تو یہ انکشاف فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ہمارے بعد کے فقہا پر جو اپنے اپنے زمانے کے نبض شناس تھے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر نگاہ کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے بعد میں ایک زبردست انتظامی مصلحت کے تحت تقلید شخصی کو اختیار فرمالیا۔

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

وہ زبردست مصلحت کیا تھی خواہش پرستی اور زبردست گمراہی جو بسا اوقات انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے (۲)

ان دونوں بزرگوں کو تارکینِ تقلید اور متبعین رسول میں خواہش پرستی اور گمراہی نظر آئی اور وہ گمراہی بھی ایسی جو کفر سے کم نہ ہو اور اس گمراہی سے محفوظ کیسے رہا جا سکتا ہے وہ ان کی نظر میں صرف تقلیدی حصار اور قلعہ ہے جس میں پناہ لینے سے گمراہی اور کفر لازم نہیں آتا خواہ کتاب اللہ سے مذاق اور احادیث سے اعراض

۱- تاریخ الفقہ ص۷۹ ۲- تقلید کی شرعی حیثیت ص۶۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کیوں نہ ہو جائے۔

لیکن انہوں نے جو نتیجہ اخذ کیا وہ یقیناً غلط اور افسوس سے خالی نہیں۔

اوّلاً: یہ حضرات جن کی تقلید کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کیا وہ کسی کے مقلّد تھے۔ جب وہ کسی کے مقلّد نہ تھے تو پھر یہ زد اِن پر بھی پڑتی ہے کہ وہ غیر مقلد اور متبع ہو کر گمراہ ہوئے تھے۔ اگر وہ متبع ہو کر گمراہی اور خواہش پرستی سے محفوظ تھے تو کیا قرآن مجید یا احادیثِ رسول میں کوئی تبدیلی واقع ہوگئی ہے جس پر اب عمل کرنے سے گمراہی اور خواہش پرستی لازم آتی ہے۔ اگر وہ آئمہ متبعین رہ کر ایمان کے مضبوط اور خواہش سے دور بھاگنے والے تھے تو آج بھی تقلیدی پھندے کے بغیر آزاد ہو کر ایمان مضبوط اور پائیدار ہے۔

ثانیاً: پھر ان کی یہ بات اس اعتبار سے بھی غلط اور لغو ہے کہ تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو علم کے حصول کو واجب قرار دیتا ہے تو یہ کیسے تسلیم اور باور کیا جا سکتا ہے کہ اس مذہب کے علوم پر تالا جڑ دیا جائے۔ مجتہد کون ہوتا ہے جو کتاب اللہ اور سنّتِ رسول کا کما حقہٗ عالم ہو لیکن ان کی نظر میں اجتہاد کو جاری رکھنا اسلام کو ختم کرنے کے مترادف ہے باقی رہا معاملہ خواہش پرستی کا تو شاید ان حضرات کے نزدیک اسلام میں تحقیق کرنا خواہش پرستی ہے حالانکہ ایسی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص علوم اسلامیہ میں گہری نظر رکھتا ہو اور پھر وہ حالات کے مطابق پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرے تو اس پر خواہش پرستی کا الزام لگا کر اسے کفر کی سرحدوں تک پہنچا دیا جائے۔ اگر اسلامی علوم میں تحقیق کا نام خواہش پرستی ہے تو موجودہ احناف اس مسئلہ کی کیا توضیح پیش کریں گے کہ اسلام جمود کا نہیں بلکہ اجتہاد کا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

داعی ہے۔ جب بات اپنے مقصد پر پوری اُترتی نظر آتی ہے تو یہی حضرات جواب اجتہاد کے اتنے مخالف ہیں کہ مجتہد کو حصارِ اسلام سے باہر نکالنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں تو معاذ والی حدیث بیان کرتے ہوئے اجتہاد کو جائز سمجھتے ہیں۔ عجب بات یہ ہے ایک طرف تو یہ تقلید جامد کی رٹ لگاتے ہیں اور پھر کتب حنفیہ میں ہزاروں بے بنیاد اور بے سند مسائل کو عقل اور نقل سے ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔

ثالثاً: اصل بات یہ ہے کہ جو شخص تقلید کے پھندے کو گلے سے اتار کر کتاب و سنت پر عمل کیلئے کمر بستہ ہوتا ہے تو وہ ان کے نزدیک خواہش پرست اور کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے اگر کوئی شخص تقلید سے آزاد ہو کر انہی مسائل کو سمجھے جن کو آئمہ نے سمجھا ہے تو وہ ہر طرح کا مجرم اگر انہی مسائل میں کبھی ان کو تحقیق کا موقع مل جائے تو نہ صرف تقلید سے بغاوت کریں گے بلکہ یہ پکے مسلمان ٹھہریں گے۔ پھر اس وقت ان میں نہ خواہش پرستی پیدا ہوگی اور نہ ہی یہ گمراہی کے نزدیک پھٹکیں گے۔ ان کے اس اصول کے مطابق اگر انہوں نے اپنے آئمہ کے فتاویٰ کو درست ثابت کرنے کے لئے اسلامی علوم میں تحقیق کرنا ہی تھی تو یہ خود کو پہلے ان الزامات کا منکر ٹھہراتے جو یہ دیگر حضرات پر لگاتے ہوئے نہیں تھکتے۔ جب ایک ہی بات کو اپنے آپ پر عائد نہیں کر سکتے تو پھر متبعین (اہلحدیث) کو گمراہی کا الزام دینا تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یہ اصول ہی غلط ہے اس لئے کسی طریقے سے بھی کسی ایک پر منطبق نہیں ہوسکتا۔ یہ محض خبثِ باطن کا نتیجہ ہے جس کا مقصد اسلام پر جمود طاری کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیا ایک شخص کو معیار قائم کرنے سے گمراہی کا زیادہ امکان ہے یا پھر کتاب و سنّت پر عمل کرنے سے؟

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

رابعاً اگر خیر القرون اور ما بعد والے مسلمان تقلید سے نا واقف رہنے کے باوجود گمراہ اور باغی نہیں تھے تو کیا وجہ ہے کہ موجودہ دور میں جو لوگ تقلید کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ براہ راست کتاب وسنت پر عمل کرتے ہیں تو ان پر لغو اور باطل قسم کے فتوے چسپاں کیے جائیں جو حقیقی طور پر اسلاف کی وراثت کے امین ہیں۔ اگر سابقین تقلید کے بغیر ہدایت پر تھے تو اہل حدیث بھی تقلید کے قائل نہ ہو کر انشاء اللہ العزیز ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں۔

ایک اور خام خیالی

احناف کے ایک بہت بڑے بزرگ تقلید شخصی کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بلا دلیل تسلیم کرنا تقلید ہے اور شیطان نے حکم کو بلا دلیل نہ مانا' غیر مقلّد ہو کر کافر مرتد ہو گیا'' (العدل ۷ ستمبر ۱۹۲۷ء)

ابھی ان کی عالم خواب کی حالت آپ نے دیکھ لی کہ تقلید کے جواز میں کس قدر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن معاملہ کہیں سے حل نہیں ہوتا اب ان حضرات نے قرآن کریم کو تختہ مشق بنانے میں بھی کمی نہیں کی۔

متبعین کو شیطان سے تشبیہ دی کیونکہ اس نے دلیل طلب کی تھی۔ لہٰذا جو بھی دلیل طلب کرتا ہے وہ شیطان ہے اگر معاملہ ایسے ہی ہے تو آج کے پڑھے لکھے مقلّدین جو معنوی حیثیت سے مقلد نہیں بن سکتے کیونکہ یہ تحقیق میں آئمہ سابقین سے دو چند آگے ہی ہیں' سب سے بڑے شیطان ٹھہراتے ہیں کیونکہ اقوال آئمہ کی تائید میں انہوں نے شروحات کے انبار لگا دیئے ہیں جن میں وہ دلائل جمع کیئے جو ان کی فقہ کی کتب میں نہیں ملتے۔ پھر دوسرے اعتبار سے بھی وہ اسی زمرہ میں آتے ہیں کیونکہ تقلید محض نفسانی خواہش کا نتیجہ ہے جس پر دلیل کوئی نہیں تو جس طرح شیطان

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

نے نفسانی خواہش سے کام لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹھکرا دیا۔((افرایت من اتخذ الهه هواه))

اسی طرح یہ متبعین سے نام کٹوا کر مقلدین کی صف میں ہونا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ پھر تقلید کا کمال ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ان کو دلیل نظر نہیں آتا۔ اگر اللہ تعالےٰ کا حکم بذات خود دلیل نہیں تو پھر دلیل کیا ہوگی۔ کیا دلیل محض تمہارے قیاس کا نام حالانکہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو (کہ آدم کے لیے سجدہ کر) اس لیے رد نہیں کیا تھا کہ وہ دلیل نہیں بلکہ دلیل پر خواہش اور کے خلاف آیات پیش کر کے دیکھ لو تو یہی جواب آئے گا کہ میرے امام کا فلاں قول ہے ہم پر تقلید واجب ہے۔ تو رغرور کو مقدم سمجھا تھا اسی لیے تو وہ کہتا ہے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں۔ اور آدم مٹی سے۔ بعینہ یہ اصحاب ہیں ان کے سامنے ان کے مذہب انصاف کیجیے کیا شیطان کی حمایت تقلید کرنے سے نہیں تو اور کس سے ہے؟

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلید شخصی علماء احناف کی نظر میں

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کی مرفوع حدیث موجود ہو اور وہ معارضہ سے سالم ہو یعنی حدیث صحیح ہو (جیسا کہ بخاری و مسلم کی احادیث ہیں) اور اس کا کوئی ناسخ بھی معلوم نہ ہو تو امام ابو حنیفہ کا فتوی اس سے بر خلاف ہو اور ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کا عمل ہو تو پھر اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور تقلیدی جمود کو اس حدیث سے مانع نہیں ہونا چاہیے ورنہ مخلوق میں بعض کا بعض کو رب بنانا لازم آئے گا (۱)

مولانا حکیم محمد اشرف علی تھانوی تقلید شخصی کے ناجائز ہونے کا اعلان فرماتے ہیں۔

"اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص تقلید پر اس قدر جامد ہو جاتے ہیں کہ اگر قولِ مجتہد کے بر خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑ جائے تو اس کے دل میں انشراح و انبساط نہیں رہتا بلکہ اوّل استنکار (حدیث یا آیت کو قبول نہ کرنا) قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی بعید کیوں نہ ہو۔ خواہ دوسری حدیث اس کے معارض ہو۔ بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت بھی نہ ہو مگر نصرتِ مذہب کے لئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ دل یہ نہیں مانتا کہ قولِ مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کریں۔

بعض سنن مختلفہ فیہا مثلاً آمین بالجہر وغیرہ پر حرب و ضرب کی نوبت آجاتی ہے اور قرون ثلاثہ میں اس (تقلید شخصی) کا شیوع نہ ہوا تھا بلکہ کیف ما اتفق" جس سے

۱۔ تفسیر مظہری ص۶۴ ج۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

چاہا مسئلہ دریافت کر لیا۔ اگرچہ اس امر پر (محض خیالی) اجماع نقل کیا گیا ہے مذہب خاص مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو۔ اس پر عمل کرنا جائز نہیں کہ حق دائرہ منحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہل ظاہر (اہل حدیث) ہر زمانہ میں رہے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ سب کے سب اہل هویٰ ہوں وہ اتفاق سے علیحدہ رہے۔ دوسرے اگر اجماع ثابت بھی ہو جائے مگر تقلید شخصی پر تو کوئی اجماع بھی نہیں ہوا (١)

مولانا اشرف علی تھانوی کی تحقیق میں تقلید شخصی پر نہ کبھی اجماع ہوا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے۔

مولانا بحرالعلوم عبد العلی حنفی فرماتے ہیں کہ تقلید اصل میں خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔ بعض لوگوں نے آئمہ اربعہ پر اجتہاد کے ختم ہونے کا دعویٰ کر کے یہ قرار دے دیا کہ ان چاروں میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے لیکن یہ ان کا خیال محض ہوس نفسانی اور خواہش پرستی ہے ان پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ان کے ایسے کلام کوئی وزن نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں پر حدیث نبوی صادق آ رہی ہے کہ بلا علم فتویٰ دینے والے آپ بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا (٢)

مولانا بحر العلوم کے نزدیک تقلید محض خواہش پرستی سے پیدا کی گئی۔ اس پر مقلدین کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ مذکورہ حدیث کی بنا پر مجرم بھی ٹھہرتے ہیں آپ نے دیکھا کہ مقلدین اہل حدیث کو خواہش پرستی کا الزام دیتے رہتے ہیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔

١- تذکرہ رشید ص ١٣١ ج ١	٢- فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ٦٢٤

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

؎ ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولانا منصور علی حنفی مراد آبادی فرماتے ہیں۔

جو شخص واقفِ سُنّت ہو اس کو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضروری نہیں اور جو مسائل صریح قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ ان میں تقلید محض اصل اور لغو ہے (۱)

مذکورہ بالا عبارات جس کتاب سے لی گئی ہے اس پر چار سو چھیاسٹھ (۴۶۶) علماء کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں گویا کہ اس وقت کے تمام علماء احناف نے مولانا مراد آبادی کی رائے کو قبول کیا تھا۔ اگر موجودہ حنفی علماء اس اقتباس پر غور کریں اور اپنے سابقین کی طرح حق اور انصاف سے کام لیں تو مسلک اہل حدیث کے متعلق تقریر و تحریر میں تند و تیز لہجہ استعمال کرنے کا سلسلہ انشاء اللہ ختم ہو جائے گا۔ اور سُنّت پر عمل کرنے سے ان حضرات کو جو گریز اور تنگی کا سامنا ہے اس کا بھی نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ اور پھر دعوتِ اہل حدیث کا نکھار بھی ان کے سامنے آ جائے گا کہ کیا اہلحدیث مسلک کی بھی یہی دعوت نہیں کہ وہ مسائل جو کتاب و سُنّت سے ثابت ہیں ان کو قبول کر کے عملی جاما پہنایا جائے۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس وقت کے احناف اور اہل حدیث میں نظریاتی اور دعوتی خلیج اتنی وسیع نہ تھی جس قدر آج کے احباب نے کر دی ہے۔ جب بھی کوئی نظر انصاف سے اہل حدیث کو دیکھے گا تو اس دعوت کے حق ہونے کو ضرور تسلیم کرے گا۔

مجدد العلوم مولانا عبدالحی لکھنوی فرماتے ہیں۔

زمانہ سلف میں تقلید کسی امام اور مجتہد قاضی کا معمول نہ تھی جو شخص عامی

۱۔ فتح المبین ص ۳۸

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہوتا اس کو اختیار تھا کہ زمانہ صحابہ' تابعین' تبع تابعین اور آئمہ مجتہدین میں سے جس عالم سے چاہے دریافت مسائل شرعیہ کر کے موافق اس کے عمل کرے' کوئی اس پر انکار نہیں کرتا تھا (١)

مولانا لکھنوی کی تحقیق میں تقلید کا وجود نہ تھا بلکہ عوام کو جن مسائل کی ضرورت ہوتی تو وہ جس عالم سے چاہتے مسائل دریافت کر لیتے اور یہی بات تقلید شخصی کے خلاف اور برعکس ہے۔

علامہ محمد حیات سندھی تقلید شخصی کے باطل اور ناجائز ہونے کا اعلان ان الفاظ سے فرماتے ہیں۔

((فمن یتعصب لواحد معین غیر الرسول ﷺ ویری انّ قوله هو الصواب الذی یجب اتباعه دون الائمةِ الاخرین فهو ضال جاهل بل قد یکون کافرا یستاب فان تاب والاقتل فانه متیٰ اعتقد انه یجب علی الناس اتباع احد بعینهٖ من هؤلاء الائمة دون الاخرین فقد جعله بمنزلة النبی ﷺ)) ''اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے علاوہ کسی خاص مذہب پر اڑ جائے اور وہ یہ سمجھے کہ میں جس مذہب پر اڑا ہوں وہ ہی درست ہے اسی کی اتباع اور پیروی واجب ہے۔دوسرے آئمہ کی نہیں تو ایسا شخص گمراہ اور جاہل ہے بلکہ وہ تعصب کی وجہ سے کفر تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ ایسے متعصب سے توبہ

١- مجموعۃ الفتاویٰ ص ٣٠٢ ج ١ ٢- تحفہ الانام ص ١٤

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کرائی جائے۔ اگر وہ تائب ہو جائے تو بہتر ورنہ اس کو زندہ رہنے کا حق نہ دیا جائے کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی امام اور مجتہد کی اتباع کو ضروری سمجھا ہے۔ دوسرے آئمہ کو ترک کر کے صرف ایک کی اتباع کرنا ایسے ہیں ہے جیسا کہ کسی امام معین کو رسول اللہ ﷺ کے منصب پر لاکھڑا کر دیا جائے۔'' (۱)

ہم نے نہایت اختصار کے ساتھ چند نامور حنفی علماء کے تقلید شخصی کے ردّ میں خیالات ضبط تحریر کئے ہیں۔ کتاب کی طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو اور بہت سے اکابر احناف خصوصاً احباب دیوبند کے خیالات قلم بند کئے جاتے۔

تقلید شخصی اور اِجماع اُمت

کیا تقلید شخصی پر کبھی اجماع ہوا؟ یہ سوال اپنے اندر بہت جاذبیّت رکھتا ہے۔ کیونکہ مقلّدین کی تمام تر توجہ اسی پہ مرکوز ہے کہ تقلید پر اجماع ہو چکا ہے۔ لہٰذا اجماع بھی بذات خود ایک حجت اور دلیل ہے لیکن یہ اجماع ہوا کب؟ کس صدی میں ہوا اور اس اجماع میں کون سے علماء شامل تھے؟ کیا اس وقت کوئی ایسی صورت موجود تھی جس سے پتہ چل جائے کہ فلاں وقت کے تمام علماء نے تقلید کے جائز بلکہ واجب اور فرض ہونے پر اتفاق کر لیا تھا۔ کیونکہ اجماع کا دعویٰ اختلاف معلوم کیے بغیر درست نہیں ہو سکتا۔ اور پھر یہ بھی قابل غور امر ہے کہ تقلید پر اجماع ہونے کا دعویٰ کس نے پیش کیا ہے کیا ہمارے دور کے مقلّدین کا ہے یا سابقین میں سے کسی ایک کا ہے؟

لیکن ان تمام سوالوں کا جواب ملنا انتہائی مشکل ہے بلکہ اکابر حنفی علماء کے

۱۔ منقولہ از خاتمہ اختلاف لخاتمۃ المحدثین الامام عبدالجبار کھنڈیلویؒ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

خیالات اجماع کے حق میں نہیں بلکہ اختلاف کے حق میں میں جاتے ہیں۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

''تقلیدِ شخصی پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔'' (١)

ان کے علاوہ ان علماء کو سامنے رکھو جن کا تذکرہ ہم اس سے پہلے کر آئے ہیں کہ وہ تقلید شخصی کے سخت مخالف تھے۔ رہی اجماع کی حقیقت تو جب'' فشھد شاھد من اھلھا'' کہ تقلید کے قائلین نے ہی واضح کر دیا کہ تقلید شخصی پر کبھی اجماع نہیں ہوا' تو پھر یہ دعوی ہی غلط ٹھہرا ہاں تقلید کے خلاف سلف صالحین کا اجماع ضرور تھا کیونکہ ان میں کوئی ایک بزرگ تقلید کا قائل نہیں تھا۔

امام العصر' محدث الوقت الفقیہ' المحقق المدق حافظ ابن حزم ظاہری قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''تقلید کے خلاف علماء کا اجماع ہے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ نے حافظ ابن حزم کے بیان کو ان الفاظ سے مرقوم کیا ہے:

وقد صح اجماع الصحابة كلهم اولهم عن اخرهم و اجماع التابعين اولهم عن اخرهم على الامتناع والمنع من ان يقعد احد الى قول انسان منهم او ممن قبلهم فياخذه كله. (٢)

تمام صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کا تقلیدِ شخصی کے خلاف اجماع ہے۔

ابن حزم کے اس قول کے مطابق اجماعِ تقلید کے جواز میں نہیں البتہ اس کے

١- تذکرہ الرشید ص ١٣١ ج ١۔ ٢- ارشاد الفحول ص ٢٤٩

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

خلاف ضرور ہوا ہے اجماع کی بات آئی تو یہ بھی سنتے جایئے کہ کسی ایک امر میں اجماع کا تعین مشکل امر ہے۔ ایک ملک کے علماء کا اجماع معلوم کرنا سہل معاملہ نہیں چہ جائیکہ پوری امت کے اجماع کا دعویٰ کیا جائے خاص طور پر جب کہ سلف صالحین میں سے کسی ایک نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ جب وہ ایسے دعوے کرنے سے اعراض کناں رہے تو آج گھر بیٹھے بٹھائے اس قسم کے اجماع کا کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ	اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام ابوحنیفہ	۱۵۰	عقید الجید	امام موصلی	۳۰۷	کتب رجال
عاصم بن سلمان	۱۴۳	تذکرہ الحفاظ	ابن سریج	۳۰۶	" "
احوال بصری			فضیل بن عیاض	۱۸۷	تذکرہ الحفاظ
عبدالملک بن عبدالعزیز	۱۵۰	" "	امام عبداللہ بن مبارک	۱۸۱	" "
بن جریج			امام ابو یوسف	۱۸۲	اعلام الموقعین
محمد بن اسحاق	۱۵۱	" "	بقی بن مخلد	۲۰۶	تحریک آزادی فکر
صاحب المغازی			امام حمیدی	۲۱۹	تذکرۃ الحفاظ
امام اوزاعی	۱۵۷	" "	یحیی بن معین	۲۳۳	
امام مالک بن انس	۱۷۹	حجۃ اللہ	امام احمد بن حنبل	۲۴۱	کتب کثیرہ
امام حربی	۲۸۵	کتب رجال	یحیی بن یحیی اندلسی	۲۴۴	ظفر المبین
امام مسلم	۲۶۱	کتب متعددہ	امام بخاری	۲۵۶	فتح الباری
امام ابوداؤد	۲۷۵	عون وتہذیب	ابو حاتم رازی	۲۷۷	کتب رجال
ابن ماجہ	۲۷۵	کتب رجال	ابن ہمدان اصفہانی	۳۰۹	تذکرۃ الحفاظ
امام مروزی	۲۹۴	کتاب السنہ	امام ابن المنذر	۳۱۸	تحریک آزادی فکر
امام نسائی	۳۰۳	کتب رجال	امام مقری اندلسی	۴۲۹	تذکرہ

- عقد الجید ص ۶۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
حافظ ابن فورک	۴۰۲	مقدمہ ہدایۃ المستفید
امام باقلانی	۴۰۳	
امام مساحلی	۴۴۱	تحریک آزادی فکر
ابوعبداللہ صوری[۱]	۴۴۱	تذکرۃ الحفاظ
خطیب بغدادی	۴۶۳	کتب کثیرہ
امام ابن حزم ظاہری	۴۵۶	محلی الاحکام
حافظ عبدالرحمن بن مندہ	۴۷۰	ظفر المبین
امام حمیدی ظاہری	۴۸۸	تاریخ الرجال فی المجد
امام شافعی	۲۰۴	ایقاظ
ابوالولید طیالسی بصری	۲۲۷	تذکرۃ الحفاظ
علی بن مدینی	۲۳۴	شروحات مشکوٰۃ
امام خزاعی	۲۳۰	فتح الباری
امام دارمی	۲۵۵	مقدمہ دارمی
امام عجلی	۲۶۱	کتاب الثقات
امام داؤد ظاہری	۲۷۰	تاریخ بغداد
امام ابن خزیمہ	۳۱۰	تذکرۃ الحفاظ
امام ابن احزم نیساپوری	۳۴۴	تذکرۃ
حسن بن سعد المجتہد القرطبی	۳۳۱	" "
امام آجری بغدادی	۳۶۰	" "

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام ابن السنی الدینوری	۳۶۴	
امام دارقطنی	۳۸۵	دارقطنی
امام خطابی	۳۸۸	معالم السنن
امام طبرانی	۳۶۰	مقدمہ ہدایۃ المستفید
امام جرجانی	۳۷۰	اعتقاد اہل السنہ
امام ابن شاہین بغدادی	۳۸۵	مقدمہ ہدایۃ المستفید
حاکم نیساپوری	۴۰۵	علوم الحدیث
امام زنجانی[۲]	۴۷۱	تذکرۃ الحفاظ
محمد بن طاہر المقدسی	۵۰۷	" "
امام شیرویہ	۵۰۹	" "
امام عبدری اندلسی ۵۲۴	۵۲۴	" "
تیمی، طلحی، اصفہانی	۵۲۶	" "
ابوسعید البغدادی	۵۴۰	" "
محمد بن ناصر سلامی	۵۵۰	" "
امام سلفی اصفہانی	۵۷۶	" "
سعید بن القرطبی	۶۱۱	تذکرہ
ابوشامہ	۶۶۵	المختصر المول
شیخ الاسلام ابن تیمیہ	۷۲۸	امام ابن تیمیہ
شمس الدین ترک الہندی		فقہاء ہند
امام ابن القیم	۷۵۱	اعلام الموقعین

۱ امام صوری کا حدیث کی مدح اور تقلید کی مذمت میں ایک قصیدہ ہے۔

۲ آپ کا ردّ تقلید میں بے مثال قصیدہ ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
امام المفسرین ابن کثیر		ابن کثیر
شیخ محمد ابن یحیٰ چراغ دہلوی	۷۵۷	فقہا ہند
جلال الدین المحلی	۸۶۴	ظفر المبین
محدث و مجتہد ابن حجر عسقلانی	۸۵۲	فتح الباری
امام منافری المالکی	۵۴۳	ظفر المبین
امام ابن جوزی	۵۹۷	تلبیس ابلیس
حافظ عبدالغنی المقدسی	۶۰۰	تذکرہ
محی الدین ابن العربی	۶۳۸	معیار الحق
ابن الرومیہ ظاہری	۶۳۷	تذکرہ
امام فخر الدین رازی	۶۰۶	تفسیر کبیر
نجم الدین الحرانی	۶۹۵	ہدایۃ المستفید
شیخ کوشیار	۶۹۹	" "
ابن سید الناس الاشبیلی ظاہری	۶۵۹	تذکرہ
ابن لدقیق	۷۰۲	تذکرہ
ابن الزبیر غرناطی	۷۰۸	تذکرہ
ابن فوطی شیبانی	۷۲۳	تذکرہ
امام مزی دمشقی	۷۴۲	" "
امام ذہبی	۷۴۴	" "
مولانا فخر الدین زرادی	۷۴۸	فقہا ہند
نظام الدین اولیاء	۷	مقالات ندوی

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
مجدد الدین فیروز آبادی	۸۱۷	کتب متعددہ
شمس الدین الیساطی	۸۴۲	المقدمہ فی اصول الدین
امام سخاوی	۹۰۲	ہدایۃ المستفید
شیخ عبدالعزیز بن عبدالواحد	۹۶۷	ہدایۃ المستفید
شیخ عبدالوہاب	۹۷۳	الارشاد
امام مقبلی صفانی	پیدائش ۱۰۴۷	ظفر المبین
مجدد الف ثانی	۱۰۷۰	مکتوبات ربانی
امام کوکانی	پ ۱۱۵۹	ظفر المبین
علی بن لطف اللہ صفانی	۱۱۶۵	" "
سید امیر یمانی	۱۱۸۲	سبل السلام
صالح بن مہدی	۱۱۵۸	الارشاد
محمد حیات سندھی	۱۱۶۳	ایقاظ
شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری	۱۳۶۷	اجتہاد تقلید
شاہ اسماعیل الشہید	۱۲۴۲	ایضاح الحق
عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد النجدی	۱۲۸۵	فتح المجید
امام عبداللہ غزنوی	۱۲۹۸	حیات غزنوی
مولانا بشیر سہسوانی	۱۳۰۶	صیانۃ الانسان
مولانا جونا گڑھی	۱۳۶۰	طریق محمدی
مولانا محمد اشرف سندھو		نتائج تقلید
علامہ وحید الزمان		ترجمہ تفسیر وحیدیہ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
شیخ شہاب الدین	۹۵۱	تحریک آزادی فکر
عبدالقادر بدایونی[۱]	۱۰۰۴	فقہا ہند
سید یحییٰ بن حسن	۱۰۸۰	تحریک آزادی فکر
احمد الوارثی المغربی	۱۰۴۵	ہدایۃ المستفید
شیخ الجزائری	۱۰۵۷	" "
صالح بن محمد حمیدی	۱۱۰۸	تحریک آزادی فکر
عبدالقادر البدری	۱۱۶۰	" "
شاہ ولی اللہ دہلوی		حجۃ اللہ الانصاف
حسن بن مہدی	۱۱۷۷	معارج الالباب
امام شوکانی	۱۲۵۰	القول السدید
محمد بن عبدالوہاب المجدد	۱۲۰۶	الہدیۃ
شاہ عبدالعزیز دہلوی		تفسیر عزیزی
المجدد العمری	۱۲۱۸	ایقاظ
نواب صدیق الحسن خاں	۱۳۰۷	نیل المرام
شیخ الکل سید نذیر حسن دہلوی	۱۳۲۰	معیار الحق
مولانا عبدالرحمان مبارکپوری	۱۳۵۳	تحفہ الاحوذی
مولانا دھلیانوی		عون المعبود
مولانا محمد ابوالحسن		ظفر المبین

اسماء الائمہ والعلماء	سنین وفات	حوالہ
مولانا شرف الدین دہلوی	۱۳۳۸	فتاوی نذیریہ
ابو القاسم بناری	۱۳۶۹	
مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی	۱۳۴۸	خاتمہ اختلافات
السید السابق المصری		فقہ السنہ
باب سید آلوسی	۱۹۳۵ء	المینار
	۱۳۱۷	تفسیر روح المعانی
شیخ الکل امام الوقت		
حافظ محمد گوندلوی		
سید بدیع الدین شاہ		قول سدید
حافظ عبداللہ روپڑی	۱۳۸۴	فتاوی الحدیث
حافظ عبدالجبار		
عمرپوری	۱۳۳۴	صمصام التوحید
مولانا محمد عبدہ مصری	۱۳۲۳	المنار
حسین الاحول	۱۳۲۷	حقیقۃ شرعیہ
الطرابلسی		الحمدیہ
مولانا احمد دین گکھڑوی المعروف مناظر اسلام	۱۹۲۹	کتب کثیرہ
مولانا عبدالقادر حصاروی	۱۴۰۱	مضامین کثیرہ
علامۃ العصر مولانا محمد اسماعیل السلفی	۱۳۸۸	کتب کثیرہ

۱؎ آپ فرماتے ہیں ہمارا تعلق کتاب اللہ سے ہے تقلید سے نہیں۔ (فقہائے ہند)

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہم نے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان چند مشاہیر کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے دور میں مسلمہ حیثیت کے مالک تھے۔ شاہ ولی اللہ کی تحریک عمل بالحدیث کے بعد اگر علماء اہل حدیث اور ان علماء کے اسماء کو جمع کیا جائے جو تقلید کے عدم جواز کے قائل ہیں تو ضخیم دفتر بن جائے گا یہ برصغیر کے علماء کی مساعی ہیں اگر موجودہ دور کے عالم اسلام کے ان علماء کی فہرست مرتب کی جائے تو یہ منظر آپ کی آنکھوں کے سامنے آئے گا۔

ساری دُنیا ہے مری سارا زمانہ میرا
جس کو سنتا ہوں وہ کہتا ہے فسانہ میرا

انتقال مذہب

تقلیدی جمود حجت نہ ہونے کی ایک یہ بھی بڑی جامع دلیل ہے کہ وہ حضرات جو مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کی طرف نسبت رکھتے تھے بوقت ضرورت وہ اس مذہب کو ترک کر کے دوسرے امام کے قول پر عمل کرتے اور اپنے مذہب کو چھوڑ دیتے

تمام مذاہب کے علماء کا اتفاق ہے کہ ہر قول وفعل میں ایک کو کافی اور مقتدا سمجھنا

((اتخذوا احبارھم ورھبانھم))

کے متماثل اور مترادف ہے۔ اسی بنا پر تو انتقال مذہب یعنی اپنے امام کی بات کو نص شرعیہ کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کو چھور دینا اور دلیل کو قابل عمل بنانا جو کتاب اللہ یا احادیث صحیحہ سے ہو۔ جائز اور درست ہے۔

سلف صالحین نے اس معاملہ کو اچھی طرح پرکھ لیا تھا کہ اگر آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کو واجب یا فرض کر لیا جائے تو اس سے بہت سے نقصان اٹھانا پڑیں

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

گے۔ چنانچہ انہوں نے دوررس نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو واضح کر دیا کہ حق جہاں سے ملے خواہ امام کی مخالفت کیوں نہ ہو اسے قبول کر لو۔

اسی سلسلہ میں ہم چند علماء کے بیان نقل کرتے ہیں جس سے مسئلہ کی وضاحت بخوبی ہو جائے گی۔

امام ابن الصلاح شافعی فرماتے ہیں۔

((فمن وجد من الشافعية حديثا يخالف مذهبه نظر ان كملت آلات الاجتهاد فيه مطلقا او فى ذلك الباب او المسئلة كان له الاستقلال بالعمل به))

اگر کوئی شافعی المسلک کسی حدیث کو اپنے مذہب کے خلاف پائے اور اس میں درجہ اجتہاد اتم موجود ہو یا کسی ایک باب میں یا پھر صرف اسی مسئلہ میں تو وہ اس حدیث پر عمل کرلے اور اپنے مذہب کو ترک کر دے۔

امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں۔

((هذا الذى قاله حسن متعين)) (۱)

ابن الصلاح کی بات بہت اچھی ہے۔ اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

محقق الاحناف الامام ابن الہمام فرماتے ہیں:

((يجوز تقليد من شاء من المجتهدين وان دونت المذاهب كاليوم فله الانتقال من مذهبه)) (۲)

مقلد جس امام کی چاہے تقلید کرے اور اسے اپنے مذہب کو بدلنا جائز ہے۔

۱- شرح المہذب ص۱۰۵ ج۱ ۲- التحریر

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

علامہ محمد حیات سندھی انتقال مذہب پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ابن الہمام نے تقلیدی مذہب کی تبدیلی کے بارے میں جو فرمایا وہ کتاب وسنت اور سلف صالحین کے قول کے موافق ہے۔ اس شخص کو کوئی وقعت حاصل نہیں جو اس کے خلاف کہتا ہے۔ کیونکہ ہر وہ قول وعمل جو کتاب وسنت کے خلاف ہو نا قابل عمل اور مردود ہے۔ اس میں سوائے جاہل اور متعصب کے کسی ایک کو اختلاف نہیں۔(۲)

امام الاحناف قاضی ابو یوسف کا اعلان حق:

ہارون الرشید کی خلافت کا زمانہ ہے۔ خلیفہ مدینہ منورہ میں آتا ہے۔ امام مالک مسند درس پر مسجد نبوی میں رونق افروز ہیں۔ امام شافعی اور امام ابو یوسف بھی درس میں موجود ہیں خلیفہ' امام مالک شافعی اور ابو یوسف چاروں بزرگوں کا اجتماع حرم رسول میں ہے۔ امام ابو یوسف و شافعی کے مابین بعض مسائل میں نزاع پیدا ہو جاتا ہے امام ابو یوسف کے دل میں خیال گزرتا ہے کہ ان مسائل میں فیصلہ کا موقع آج سے زیادہ مناسب اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ حکم بنانے کے لئے امام مالک اور صدر مجلس خلیفہ سے زیادہ کونسی ہستی موزوں ہوسکتی ہے۔ مبحث تین مسائل قرار پاتے ہیں۔

(۱) وقف (۲) صاع (۳) اقامت

امام ابو یوسف کی طرف سے بتقلید ابی حنیفہ دعویٰ پیش ہوتا ہے کہ وقف خود صرف ایک وصیت ہے۔ اگر قاضی نے جاری کر دی تو جاری رہے گی۔ صاع کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ آٹھ رطل عراقی ہے۔ اقامت کے بارے میں خیال ہے کہ اقامت اکہری نہیں بلکہ دوہری کہنی چاہیے۔ امام شافعی کا مسلک ان تینوں مسئلوں میں امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد باوفا ابو یوسف کے خلاف ہے آپ فرماتے ہیں

ا۔ ایقاظ ص ۵۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

وقف شرعی مسئلہ ہے جو قاضی کے فیصلے سے پہلے جائز اور جاری ہو جاتا ہے۔ صاع عراق کا معتبر نہیں بلکہ مدنی جس کا وزن پانچ رطل اور ایک تہائی ہے درست ہے۔ مبحث طے ہونے کے بعد مجلس مناظرہ شروع ہوتی ہے۔ امام شافعی سے دلیل طلب کی جاتی ہے۔ آپ ان اصحابِ رسول کی اولاد کو طلب کرتے ہیں جو آپ کے دَور کے مؤذن تھے اور ان سے دریافت کرتے ہیں تم اذان کیسے کہتے ہو اور اقامت کیسے؟ وہ کلمات اذان و اقامت پڑھ کر سناتے ہیں تو اقامت اکہری درست ثابت ہوتی ہے۔ شافعی فرماتے ہیں تم نے یہ اقامت کس سے سیکھی؟ جواب ملتا ہے' اپنے باپ سے' انہوں نے اپنے دادا سے' یہاں تک کہ سند رسولِ مقبول ﷺ تک پہنچ جاتی ہے۔ اہل مدینہ کو حکم دیتے ہیں کہ جس صاع سے تم فطرانہ دیتے ہو وہ لے آؤ۔ بہت سے صاع جمع ہو جاتے ہیں۔ ان میں ناپ کر تولا جاتا ہے تو وزن وہی ہوتا ہے جو امام شافعی فرماتے ہیں۔ بعد ازاں آپ حاضرین مجلس کو لے کر مدینہ منورہ کے باہر جاتے ہیں اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے ادھیڑ عمر والے بزرگ سے دریافت کرتے ہیں۔ یہ زمین کس کی ہے؟ جواب آتا ہے۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی وقف ہے۔ ایک اور طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں' یہ زمین کس کی ہے؟ اہل مدینہ سے جواب ملتا ہے یہ حضرت عمر فاروقؓ کی وقف کردہ ہے اور یہ زمین حضرت عثمانؓ کی وقف کی ہوئی ہے اور اسے حضرت علیؓ نے مساکین پر وقف کیا تھا اور یہ فلاں صحابی نے وقف کی ہے۔ ان دلائل کے پیش کرنے کے بعد خلیفہ کو کہتے ہیں۔ میں نے اپنے دلائل کو پیش کر دیا ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو رسول اللہؐ یا آپ کے صحابہ نے کام کیا ہو اس میں کسی مسلمان کو اختلاف کا حق ہو۔ میرے نزدیک قابل قبول وہ امر ہے جو سنّت رسول کے مطابق ہو نہ وہ جو آپ کے خلاف ہو جس پر آپ کی مُہر نہ لگی ہوئی ہو۔ خلیفہ ہارون الرشید نے فرمایا بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ وہ امر قابل قبول نہیں جس پر آپ کی مہر نہ لگی ہو۔ اب امام ابو یوسف پر حق ظاہر ہو چکا تھا۔ آپ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسی وقت بلا کم وکاست قبول کر لیتے ہیں اور علانِ حق فرماتے ہیں۔ شافعی صداقت پر ہیں اور میں غلطی پر تھا۔

حق وہ ہے جس کے دلائل سچے ہوں۔ جو شافعی نے بیان کر دیئے ہیں۔
میں اپنے استاذ کے ان مسائل کو چھوڑتا ہوں اور شافعی کے دلائل کو قبول کرتا ہوں (۱)

امام دارکی کا انداز فتویٰ:

امام دارکی جو ائمہ شافعیہ میں بلند مقام رکھتے تھے۔ وہ فتویٰ دیتے وقت تقلید کو نہیں بلکہ کتاب وسنت کو سامنے رکھتے تھے۔

شاہ ولی اللہ خطیب بغدادی کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

دارکی بسا اوقات شافعی کے مذہب کو ترک کر کے ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دونوں مذہبوں کو ترک کر کے فتویٰ دیا تو کسی کہنے والے نے یہ الفاظ کہہ دیئے:

هذا يخالف قولهما فيقول ويلكم حدث فلان عن فلان عن النبی ﷺ هكذا والاخذ بالحديث اولى من الاخذ بقولهما اذا خالفاه (۱)

دارکی ابو حنیفہ اور شافعی دونوں کی مخالفت کرتا ہے تو امام دارکی فرماتے ہیں تم پر افسوس! میں حدیث بیان کرتا ہوں اور حدیث پر عمل کرنا ان دونوں کی رائے پر عمل کرنے سے بہتر ہے جب دونوں کا عمل حدیث کے خلاف ہو۔

مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ تقلید جامد اور شخصی کا وجود پہلے علماء میں نہیں پایا جاتا تھا۔ یہ جمود مرور زمانہ اور تمسک فی الدین کم ہونے سے ہوا ہے۔

۱۔ الطریق محمدی ص ۱۱۸ ۲۔ عقد الجید ص ۹۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مذاہب اربعہ سے خروج:

آج بعض سر پھرے مذاہب اربعہ سے تعلق نہ رکھنے والوں کو طرح طرح کے الزام و اتہام دیتے ہیں لیکن پہلے بزرگ قطعاً ایسے نہ تھے وہ تعصب اور جمود کے بجائے حق کے طالب تھے۔ امام الاحناف ابن ہمام فرماتے ہیں:

((فان وجد نقل صحیح منهم فی مسئله فالعمل به والعمل بفتوی الائمة الاربعة سواء.)) (١)

کسی مسئلہ میں حدیث صحیح مل جائے تو اس پر عمل کرنا اور ائمہ اربعہ کے فتویٰ پر عمل کرنا برابر ہے۔ مزید فرماتے ہیں۔

((فان وصل فتویٰ سفیان بن عیینة او مالک بن دینار او غیر هم یجوز الاخذ به کما یجوز الاخذ بفتوی الائمة الاربعة)). (٢)

''اگر محدثین میں سفیان' مالک بن دینار یا اور کسی کا فتویٰ مل جائے تو اس پر عمل کرنا ایسے ہی جائز ہے جیسا کہ ائمہ اربعہ کے فتووں پر کرنا ہے''

علامہ ابن الہمام کے اس فتویٰ کے علاوہ متاخرین احناف نے عملاً ثابت کر دیا ہے ائمہ اربعہ کے فتاویٰ کے بغیر بھی عمل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ انہوں نے بعض مسائل میں ابن ابی لیلیٰ کے فتووں کو معمول بہا بنایا ہے۔ لیکن ہمارے دور کے احناف کو دیکھو ان کو حدیث پر عمل کرنے سے ہمیشہ فساد کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اگر آئمہ اربعہ سے الگ کسی مسئلہ کو اپنایا جائے جو حدیث صحیح کے بالکل موافق ہو تب

١- تحریر ابن الہمام منقولہ از طریق محمدی ص ١٢٩ ٢- عقد الجید ص ٩٦

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بھی انہیں گلہ اور شکوہ رہتا ہے اور یہ کیوں نہ ہو۔ جب کہ ہندوستان کی تاریخ میں حضرت شیخ الکل کے دَور سے لے کر عمل بالحدیث میں جو پیش رفت ہو چکی ہے وہ پہلے کبھی نہ تھی۔ ہر شہر میں اہلحدیث کی مساجد اور مدرسے قائم ہیں۔ ان حضرات کو یہ خدشہ نہیں یہ کتاب سنّت پر عمل کرنے سے فساد برپا ہو گا بلکہ اصل خطرہ و خدشہ یہ ہے کہ عوام میں تحقیق اور تجسّس کا ملکہ بیدار ہو چکا ہے۔

قرآن حکیم اور حدیث رسول کی کرنیں برّصغیر کے دور دراز علاقوں میں پہنچ چکی ہیں۔ جس سے جمود اور تقلید ختم ہونے کا امکان قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ جب جمود اور تعصب کے خلاف بات ہوتی ہے تو یہ اسے دین پر ضرب سمجھ بیٹھتے ہیں۔ عوام میں اہل حدیث کے خلاف زہریلا مواد' جس کا اہل حدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ پھیلایا جاتا ہے کبھی ان پر گستاخی کا الزام ہے۔ کبھی اکابر کی توہین کا' کبھی کرامات اور معجزات کے انکار کا۔

لیکن ان کے یہ تمام من گھڑت الزامات صدابصحرا ثابت ہو رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم ہی بتاؤ حدیث پر عمل کرنا گستاخی ہے یا اس کو چھوڑ دینا؟ اور کیا امتی کے فتوؤں کو قابل عمل سمجھنے اور حدیثِ رسول کو پسِ پشت ڈال دینے سے توہین کا پہلو نکلتا ہے یا حدیث پر عمل کرنے سے؟

کیا محبت کا یہی تقاضا ہے کہ زبانی اور لفظی محبت سے فضاء کو گرما دیا جائے لیکن جب محبوب کبریا کی سنّت پر عمل کرنے کی باری آئے تو کسی اور کے فتوے کو اپنا لیا جائے؟ ہرگز نہیں! محبت کرنا ہے تو محبوب کے اسوۂ حسنہ اور قول و فعل کو اپنانا ہو گا۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مقلّد مفتی کے بارے میں حکم

کسی مسئلہ میں فتویٰ دینا انتہائی ذمہ داری کا معاملہ ہے۔ اسی بنا پر تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے فتویٰ دینے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں مفتی کو ان الفاظ سے انتباہ کیا گیا ہے۔

((من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ۔)) (۱)

''جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دے تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔''

بلاعلم فتویٰ دینے سے منع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مفتی کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر علم کے فتویٰ دے اور اس فتوے کے گناہ کا بوجھ خود پر لادلے اس لئے مفتی پر لازم ہے کہ وہ جس مسئلہ میں فتویٰ دے رہا ہے اس سے کما حقہٗ واقف ہو۔ اس مسئلہ کی دلیل سے واقف ہو۔ احادیث اور علل الحدیث کا خوب واقف ہو۔ امام اہلِ سنّت احمد بن حنبل سے کسی تلمیذ باتمیز نے پوچھا فتوی کون دے سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ ''جو چار لاکھ احادیث کا حافظ ہو''۔ یہ بات اس دور کی ہے جب احادیث کو کاغذات کے سینے پہ رقم کرنے کا کام انتہائی عروج پر تھا۔ اب جب کہ کتبِ احادیث کی تدوین مکمل ہو چکی ہے تو مفتی کے لیئے ضروری ہے کہ وہ ان کتب سے مکمل واقفیت رکھتا ہو اور ان کا ایسا ماہر ہو جیسے وہ اسے حفظ ہیں لیکن اگر وہ احادیثِ رسول ؐ پہ دسترس نہیں رکھتا تو اسے فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''ولاتقفُ ما لیس لک بہ علم.'' (۲)

''بلاعلم فتوی دینا جائز نہیں۔''

۱۔ ابوداؤد ص۵۱۵ ج۲ ۲۔ بنی اسرائیل ۳۶ صفہ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ علم کے بغیر فتویٰ دینا جائز نہیں بلکہ شرعاً حرام ہے تو تقلید کی تعریف کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مقلّد کو فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ وہ علماء کے زُمرے میں شامل نہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

((انه لایجوز الفتوی بالتقلید لانه لیس بعلم والفتوی بغیر علم حرام ولاخلاف بین الناس ان التقلید لیس بعلم وان المقلد لایطلق علیه اسم العالم.)) (١)

''تقلید سے فتویٰ دینا جائز نہیں اس لئے کہ تقلید علم نہیں اور بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ تقلید علم نہیں اور مقلّد عالم نہیں ہوتا۔،،

جیسا تقلید سے فتویٰ دینا جائز نہیں اسی طرح کسی قاضی کو بھی تقلید کے ساتھ فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل)) (٢)

''جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل اور انصاف سے کرو۔،،

عدل اور علم کا آپس میں گہرا تعلق ہے کیونکہ علم کے بغیر عدل حاصل نہیں ہوسکتا وہ اس لئے کہ عدل وانصاف کے لئے تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی تحقیق کا نام علم ہے۔ اگر کوئی قاضی عدل سے کام نہیں لیتا تو وہ شرعی مجرم ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

١۔ اعلام الموقعین ج٣ ص١ ٢۔ النساء ۵٨

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

((القضاۃ ثلاثۃ اثنان فی النار و واحد فی الجنۃ رجل عرف الحق فقضیٰ بہ فھو فی الجنۃ و رجل قضی بین الناس بالجھل فھو فی النار و رجل عرف الحق فجار فھو فی النار.))(١)

''قاضی تین قسم کے ہیں۔ ان میں دو جہنم والے ہیں اور ایک جنّت والا۔ وہ قاضی جو حق کی تحقیق کر کے درست فیصلہ کرتا ہے وہ جنّت میں ہے اور وہ قاضی جو بغیر تحقیق کے فیصلہ کرتا ہے وہ آگ میں ہے اسی طرح وہ قاضی بھی آگ میں ہے جو حق معلوم کر کے پھر ظلم سے فیصلہ کرے،،۔

مجتہد الوقت امام شوکانی فرماتے ہیں۔

قضاء اس کے لئے جائز ہے جو مجتہد ہو کیونکہ قرآن نے قضائت کو ان کے ساتھ خاص کیا ہے جو انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں۔ انصاف صرف مجتہد معلوم کر سکتا ہے۔

((ولا یعرف ذلک الا مجتھد لان المقلد انما یعرف قول امامہ دون حجۃٍ.))(٢)

مقلّد صرف اپنے امام کے قول سے واقف ہے اور وہ بھی بغیر کسی دلیل معلوم کیے۔

((و معلوم ان المقلد لایعرف کتابا ولاسنۃ ولارای لہ بل لایدری بان الحکم موجود فی الکتاب والسنۃ فیقضیٰ بہ)) (٣)

''اس بات میں کسی کو شک نہیں کہ مقلّد کتاب و سنّت سے واقف نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی ذاتی رائے ہوتی ہے۔،،

١- بو داود صفحہ 147 ج ٢ ابن ماجہ صفحہ ١٦٧ ٢- نیل المرام ص ١٥٣ ٣- نیل المرام ص ١٥٤

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اگر کوئی مقلد قاضی اجتہاد سے فیصلہ کرے تو وہ اس معاملہ میں صادق نہیں ہو گا کیونکہ اسے علم نہیں کہ یہ فیصلہ کتاب و سنت میں موجود ہے یا کہ نہیں۔ اگر وہ فیصلے کا حل کتاب و سنت سے تلاش کرے گا تو دائرہ تقلید سے خارج ہو جائے گا۔

جب تک مفتی یا قاضی تقلیدی بندھن میں بندھا ہو وہ فتویٰ دینے کا مجاز نہیں اور نہ ہی اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مقلد ہوتے فتویٰ دے یا کوئی فیصلہ کرے۔ مفتی اور قاضی دونوں کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے۔

''امام ابو یوسف اور دیگر آئمہ احناف نے بڑے زور دار الفاظ میں ممانعت کر دی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں:''

((انه لايحل لاحد ان يفتي بقولنا مالم يعلم من اين قلناه)) (۱)

یہی الفاظ امام ابو یوسف اور امام زفر سے مروی ہیں۔

((لايحل لاحد ان يفتي بقولنا مالم يعلم من اين قلنا.)) (۲)

''بغیر دلیل معلوم کیے میں اس قول پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔''

آئمہ احناف اور امام احمد بن حنبل کے فرامین سے یہ واضح ہو گیا کہ کوئی عالم تقلیدی حالت میں فتوی نہیں دے سکتا۔ اگر وہ تقلیدی حیثیت سے فتویٰ دے گا۔ تو وہ اپنے مقتدا آئمہ کی مخالفت کرے گا جس کی تقلید قطعاً اجازت نہیں دیتی۔

اِس دور میں کتب احادیث کی اشاعت عام ہو چکی ہے اور ان پر علماء کے تحقیقی کام بھی مطبوع ہو چکے ہیں۔ اگر چہ کتب احادیث سے کسی مسئلہ کا تلاش کرنا تو کسی دور میں بھی مشکل نہ تھا لیکن بعض لوگوں نے کتب احادیث کو ایک ہوّا بنا کر پیش

۱۔ ایقاظ ص ۵۲ ۲۔ ایقاظ ص ۵۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب وہ ہوّا بھی ختم ہو گیا ہے۔ ہر کتاب احادیث پر تحقیقی نوٹ موجود ہیں اور پھر کتب احادیث کے تراجم بھی بڑی تحقیق و تمحیص کے ساتھ ہو گئے ہیں جو کتب فقہ پر نہیں ہیں۔اس لیے فقہ سے مسئلہ دریافت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جب کہ کتب احادیث میں یہ سب آسانیاں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ محدثین اور ان کی کتب پر تحقیقی کام کرنے والوں کو جزائے خیر دے کتب احادیث پر عمل کرنے سے ایک تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی راضی ہوں گے دوسرے آراء الرجال اور قیاس و خیالات سے بھی نجات مل جائے گی اور امت میں اتحاد و یگانگت کا جذبہ بھی پیدا ہو جائے گا۔

((ودع عنک اراء الرجال وقولهم فقول رسول الله از کی و اشرح))

''قیاسات کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرو۔ کیونکہ احادیث بہت پاکیزہ اور واضح ہیں۔''

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب ہفتم

مذاہبِ اربعہ کی حقیقت

تقلید کے جواز پر نام نہاد اجماع کا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ عجیب و غریب دعوے کرتے رہتے ہیں ایک دعویٰ تو آپ پیچھے دیکھ آئے ہیں کہ تقلید شخصی پر اجماع ہو چکا ہے اس کی حقیقت بھی آپ سابقہ اوراق میں جان چکے ہیں۔ ایک نیا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے۔ مذاہب اربعہ کے حق ہونے میں امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ لیکن یہ دعوی بھی محض دعویٰ ہے جس کی حقیقت کچھ نہیں۔ ہم اختصار سے اس دعویٰ کی حقیقت قارئین کرام کے سامنے رکھتے ہیں۔

۱۔ حق ہمیشہ ایک ہوا کرتا ہے اور اس میں کبھی اختلاف نہیں ہوتا۔ حق میں اتفاق و اتحاد کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ حق نہیں ہو گا۔ جیسا کہ قرآن کریم حق ہے اور اس میں اختلاف نہیں۔

((ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً)) (۱)

((اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا کو اس میں وہ بہت زیادہ اختلاف پاتے))۔

۲-کسی شرعی امر کے حق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ من جانب اللہ ہو۔ اگر وہ من جانب اللہ نہیں تو سمجھ لو وہ حق نہیں۔ مذاہب اربعہ کا حق ہونا' اس پر کوئی شرعی دلیل نہ کتابُ اللہ سے اور نہ ہی احادیثِ رسولؐ سے پیش کی جا سکتی ہے اگر ہے تو کوئی صاحب بتایئے کہ شارع علیہ السلام نے فرمایا ہو تم نے 'میرے بعد تم نے حق کو

۱- النساء۸۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

آئمہ اربعہ کے اقوال میں تلاش کرنا۔

۳- مذاہب اربعہ میں اختلافات کی خلیج اتنی وسیع ہے کہ اس کو پاٹنا ممکن نہیں ہے۔کوئی ایسا مسئلہ ہوگا جس میں آئمہ اربعہ کا اتفاق ہوا ہو۔ ورنہ ۹۹ فیصد میں آپ کو اختلاف نظر آئے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام ایک مذہب نہیں بلکہ چار مختلف مذاہب سے مرکب ہے۔

۴- فقہ حنفی اور شافعی دونوں کے قبول کرنے والے ایک دوسرے کو حق پر سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔

۵- آئمہ اربعہ کے مقلّدین نے اپنے اپنے امام کی مدح میں یا دوسروں کی تنقیص میں اس قدر غلو سے کام لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوافع کے نزدیک امام ابو حنیفہ اور احناف کے نزدیک امام شافعی امّت کے لئے فتنہ تھے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بعض احناف نے اپنے امام کی مدح میں عربی سراج امّتی جیسی حدیث اور امام شافعی کی تنقیص میں یہ حدیث وضع کر ڈالی۔

((یکون فی امّتی رجل یقال له محمد بن ادریس یکون افر علی امّتی من ابلیس)) (۱)

میری امّت میں محمد بن ادریس ایک شخص ہوگا جو میری امّت کے لئے شیطان سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوگا۔

کسی اصولی حنفی نے حضرت امام کے متعلق خامہ فرسائی ان الفاظ میں کی۔

((والجهل فی نحوه کجهل الشافعی فی جواز القضاء بشاهدو یمین)) (۲)

۱۔ نزہتہ النظر حاشیہ نخبۃ الفکر ص ۷۲ ۲۔ نور الانوار صفحہ ۳۰۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

امام شافعی جاہل تھے۔

ایک اور جگہ ایک اصولی حنفی فرماتے ہیں:

((و جهل من خالف فی اجتهاده الكتاب كجهل الشافعی فی حل متروک التسمية عامداً قياسا علی متروک التسمية ناسياً))

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

((لایصلح عذره فی الأخرة.))

تمام عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ بعض مسائل میں امام شافعی ایسے جاہل تھے جو قریب الکفر ہیں اور امام شافعی بدعتی ہیں اور بدعت بھی ایسی کہ جو قیامت کے دن معاف نہ ہو۔

ملاّ جیون فرماتے ہیں۔(۱)

امام شافعی کے جاہل اور بدعتی ہونے کے متعلق ہمارے اکابر کا یہی نظریہ تھا۔

واضح رہے کہ اس عبارت کے تحت احناف نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی بدعتی کہا ہے اور فرماتے ہیں وہ بھی شافعی کی طرح اس قسم کے بدعتی ہیں جن کا قیامت کے دن کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔اعاذنا اللہ من ذلک۔

مذکورہ عبارت پر غور کیا جائے تو احناف کا تعصّب کھلی کتاب کی طرح سامنے آجائے گا کیا وہ شخص حق پر ہو سکتا ہے جو ابلیس سے بھی برا ہو' بدعتی اور جاہل ہو۔اہل حدیث امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ان تمام الزامات سے بری سمجھتے ہیں۔

۱۔ ظفر المبین ص ۳۹ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اور ان کی شان میں کوئی نازیبا اور غلط کلمہ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ احناف نے امام شافعی کے متعلق ایسا مسموم لہجہ کیوں اختیار کیا وہ اس لئے کہ حنفیت اور شافعیت حکومتِ وقت کی زیر سرپرستی پھلیں جس کے ہاتھ حکومت آئی اس نے مخالف پر تنقید کرنا اپنا فرض سمجھا۔ پھر یہ دونوں مذہب بغداد اور عراق سے پیدا ہونے والے مذہب تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی آپس میں مڈبھیڑ ہوتی رہی بعض دفعہ مخاصمانہ اور مناظرانہ میدان بھی گرم ہو جاتے۔ فریقین ایک دوسرے دونوں کو نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے۔ اکثر موقعوں پر میدان شوافع کے ہاتھ ہوتا جس وجہ سے احناف امام شافعی کی تنقیص پر اُتر آتے

شوافع کا قتل عام:

جب معاملہ امام شافعیؒ کی تنقیص سے بھی حل ہوتا ہوا نظر نہ آیا تو ایک دور میں احناف نے شوافع سے اپنے مناظروں کی شکست کا بدلہ قتل سے لیا۔ وہ ایسے کہ ۵۷۸ھ میں عیسیٰ بن مالک بادشاہ حنفی مذہب پر تھا اور تعصب میں لاثانی اور بے نظیر تھا۔ مسعودی کی کتاب اس کو تمام یاد تھی۔ لوگوں کو حنفی ہونے کی ترغیب دیتا اور کہتا۔ عمل صرف ابو حنیفہ کے فتوئے پر ہے۔ صاحبین (ابو یوسف ومحمّد) کے اقوال کو بھی چھوڑ دو۔ حنفی فقہا نے اسے ایک کتاب صرف جس میں ابو حنیفہ کے اقوال تھے مرتب کر دی جس کو اس نے یاد کر لیا۔ اور تعصب کی بنا پر شافعی المذہب لوگوں کو اندھا دھند قتل کرنا شروع کر دیا اور جتنے شافعی اس کے ہاتھ لگے۔ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔

اگر احناف کے نزدیک شافعی حق پر تھے تو امام شافعی کے متعلق ایسی غلط زبان کیوں استعمال کی گئی' بے گناہ شوافع کا خون کیوں بہایا گیا؟ اس کا جواب ہم موجودہ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

احناف سے طلب کرنے میں حق بجانب ہیں۔ اور یہ ان پر فرض ہے کے وہ اس کا جواب دیں کیونکہ مذاہب اربعہ کے حق ہونے کا شورا نہیں حضرات سے سنا جاتا ہے کیا ان کے نزدیک حق یہی ہے کہ کسی بزرگ امام کو ابلیس، بدعتی اور جاہل جیسے قبیح الفاظ سے تعبیر کیا جائے؟

امام احمد غیر فقیہہ تھے۔''

متعصبانہ اور تقلیدی جھگڑوں نے صرف شافعیہ پر ہی طبع آزمائی نہیں بلکہ امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ جیسے محدث، مجتہد کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ علامہ کوثری جو مصر میں موجودہ صدی کے حنفی مجدد تسلیم کئے گئے ہیں وہ تانیب میں فرماتے ہیں:

((انہ محدث غیر فقیہ عندہ. وانیٰ لغیر الفقیہ ابداء رای فی فقہ الفقہاء))(۱)

''وہ صرف محدث تھے، فقیہہ نہیں تھے، غیر فقیہہ کی رائے فقہاً کی فقہ میں کب وزنی ہوسکتی ہے۔''

ہم نہائت ادب سے گزارش کرتے ہیں اگر امام احمد غیر فقیہہ تھے تو ان کی تقلید کیسے واجب ہوگی اور حنابلہ کیسے حق پر ٹھہرے؟ کیونکہ ان کے ہاں تقلید صرف مجتہد کی جائز ہے۔شاید ان کے نزدیک فقیہہ وہ ہوتا ہے جو احادیث کی تاویلات میں ماہر ہو اور احادیث رد کرنے میں خاصی مہارت رکھتا ہو لہذا امام احمد غیر فقیہہ تھے کیونکہ وہ اپنا اوڑھنا بچھونا احادیث بنویہ کو سمجھتے تھے اور مولانا کوثری کے ہاں احایث پر عمر کرنا محدث کا کام ہے فقیہہ کا نہیں۔ (محمد یحیٰ گوندلوی)

<u>تمام مذاہب والے ایک دوسرے پر عیب لگاتے ہیں۔</u>

صاحب شرح نامی مذہب اربعہ کا ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے کی معقول وجہ

۱۔ التنکیل ص ۱۶۷ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

((و کل واحد یجهل الاخر فیما خالفه و یقول انه مخالف السنّة)) (۱)

''مذاہب اربعہ والے ایک دوسرے پر جہالت جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کو سنّت کا مخالف قرار دیتے ہیں۔''

یہ تحقیق ایک ایسے حنفی کی ہے جو مروجہ علوم میں فائق تھے انہوں نے کتنے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ " چاروں مذہبوں کے پیروکار ایک دوسرے کو منکرین سنّت ہونے کا الزام دیتے ہیں" تو اب یہ فیصلہ حنفی حضرات نے کرنا ہے کہ کیا حق اس کا نام ہے کہ حق کی بھر پور مخالفت کی جائے۔ اور حق والوں کو سنت کا دشمن قرار دیا جائے۔

امام ابو حنیفہ کے قول کا ردّ

حنفی اصحاب نے جتنا غلو سے کام لیا دوسرے اس کے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچ سکے۔اس کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں اور پھر جتنا غلّو برّ صغیر کے احناف میں پایا جاتا ہے اس کی نظیر آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔ ہاں البتہ احناف کے ایک طبقہ نے مولوی احمد رضا خانصاحب کے بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ تمام احناف کے لئے سامانِ حیرت پیدا کرتا ہے۔ بالجملہ احناف کے ہاں صرف عمل فقہ حنفی پر باقی سب باطل۔

ملاحظہ فرمایئے۔

فلعنة ربنا أعداد رمل علی من ردّ قول ابی حنیفه (۲)

۱۔ شامی ص ۱۲۰ ۲۔ در مختار ص ۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اس پر ریت کے ذروں کے برابر لعنت ہو جو ابو حنیفہ کے قول کو رد کرتا ہے۔
ایک صاحب نے یہ فتویٰ ٹھونس دیا۔

((وجب علی مقلد ابی حنیفه ان یعمل به ولا یجوز له العمل بقول غیره.)) (۱)

ابو حنیفہ کے مقلّد پر صرف ابو حنیفہ کے قول پر عمل کرنا جائز ہے اور کسی کے قول پر نہیں۔

حنفی مذہب کو ترک کرنا

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

من ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر (۲)

جو شخص حنفیت کو ترک کر کے شافعیت کو قبول کرے گا اس کو سزا اور تعزیر دی جائے گی ایک نظر آگے جھانکیے تو آپ کو یہ الفاظ دکھائی دیں گے۔

((ولاتقبل شهادة من انتقل من مذهب ابی حنیفه الی مذهب الشافعی.))(۳)

حنفیت سے منہ پھیر کر شافعیت کو قبول کرنے والے کی شہادت قبول نہ ہوگی۔

برادران اسلام! اگر مذاہب اربعہ حق ہیں تو حنفیت کے تارک کو اتنا بڑا مجرم کیوں قرار دیا گیا۔ کیا وہ ایک مذہب حق کو ترک کر کے دوسرے حق مذہب میں داخل نہیں ہوا اگر ایک حق سے نکل کر دوسرے حق میں داخل ہوا تو اسے تعزیر کس،

۱۔ معیار الحق ص ۲۰۱ ۲۔ درمختار مع درالمختار صفحہ ۱۹۰

۳۔ درمختار برحاشیہ ردمختار صفحہ ۳۸۱ ج ۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بات کی؟ اس کی شہادت کو رد کر کے اس کو فاسق اور فاجر کیوں قرار دیا گیا؟ معلوم ہوا کہ مقلدین کے نزدیک سوائے اپنے امام کے مذہب کے دوسرا مذہب حق نہیں۔

صرف حنبلی مسلمان ہیں:

مذاہب اربعہ میں حق و باطل کا معرکہ تقلید کے ابتدائی زمانہ سے ہی گرم چلا آرہا ہے۔ ہر ایک نے خود کو حق پر ہونے کا دعویٰ کیا اور مخالفین کو باطل پر ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حنابلہ کے بہت بڑے امام ہروی فرماتے ہیں۔

((کل من لم یکن حنبلیا فلیس بمسلمٍ)) (۱)

جو حنبلی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔

حنابلہ میں کسی شاعر نے اپنا وصیّت نامہ ان الفاظ میں رقم کیا ہے۔

انا حنبلی ما حییت و ان امت

فوصیتی للناس ان یتحنبلوا

میں زندگی بر حنبلی رہوں گا اگر میں مر بھی جاؤں تو لوگوں کو یہ وصیت ہے کہ وہ بھی حنبلی ہو جائیں۔

کسی شافعی نے یہ سنا تو اس نے اس شعر میں یہ ترمیم کر ڈالی۔

انا شافعی ما حییت و ان مت فوصیتی للنّاس ان یتشفعواَ

میں آخر زندگی تک شافعی مسلک پر ہوں۔ اگر مجھے موت بھی آ جائے تو لوگوں کو میری بھی وصیت ہے کہ وہ شافعی بن جائیں۔

بلکہ یہی الفاظ کسی حنفی نے اس تحریف و ترمیم کے ساتھ کہہ دیئے۔

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۸۷ ج ۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

انا حنفی ما حییت و ان امت فوصیتی للنّاس ان یتحنّفوا

میں جب تک زندہ رہوں گا حنفی ہوں گا اگر میں فر جاؤں تو پیری لوگوں کو بھی وصیت ہے کہ وہ بھی ہو جائیں۔

اگر اب بھی چاروں مذاہب والے بیک وقت سبھی کے حق ہونے کا دعویٰ کریں تو گمانِ غالب یہی ہو گا کہ ان حضرات سے یہ دعویٰ کسی حالت سکر میں صادر ہوا ہو گا۔ ورنہ صحیح حالت میں یہ تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ایسے دعویٰ کا قائل ہو مقلدین اکثر حالتِ صحو کی بجائے تقلیدی سکر میں ہی مستغرق رہتے ہیں۔ تبھی ان سے اس قسم کے دعوی گاہے بگاہے صادر ہوتے رہتے ہیں۔

اللہ کرے یہ لوگ کبھی صحیح حالت میں آجائیں اور تقلیدی خمار دماغ سے اُتر جائے تو ان پر واضح ہو جائے کہ حق چار نہیں بلکہ ہمیشہ ایک ہوا کرتا ہے۔ اگر حق کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو اس سے اجتماع نقیضین (یعنی دو مخالف اور متضاد چیزوں کا ایک جگہ جمع ہونا) لازم آئے گا جو کسی مذہب کے نزدیک بھی جائز اور درست نہیں۔ آپ ان امہات مسائل کو سامنے رکھیے جن میں شافعیوں اور حنفیوں کا اختلاف ہے تو آپ کو یقیناً ایک کو حق پر کہنا پڑے گا اور دوسرے کو باطل پر۔

امام شافعی فرماتے ہیں ہر نمازی پر خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد ہو سورۃ فاتحہ کی قرأت ہر رکعت میں فرض ہے اور جو فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی لیکن احناف کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی ممنوع ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک اس کے سند میں آگ کے انگارے پڑیں گے۔ بلکی بعض کے نزدیک نماز باطل ہو گی۔ اسی طرح ائمہ ثلاثہ رفع یدین کو سنت قرار دیتے ہیں اور احناف رفع یدین کو منسوخ تصور کرتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ ایمان میں کمی اور زیادتی کے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

قائل ہیں جب کہ احناف کے نزدیک فاجر اور نبی کا ایمان برابر ہے۔ اور اس قسم کے سینکڑوں مسائل ہیں جن میں اختلاف ہی اختلاف ہے۔اسی لئے آپ کو فریقین میں سے ایک کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر ٹھہرانا پڑے گا۔ بالجملہ مقلّدین کے پاس کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے وہ بیک وقت ہر مسئلہ میں مذاہبِ اربعہ کو حق پر ثابت کرسکیں۔ یہ تو عین ممکن ہے کہ کسی مسئلہ میں کوئی ایک مذہب حق پر ہو اور دوسرا حق پر نہ ہو۔ جیسا امام شافعی کا فاتحہ کو واجب قرار دینا اور رفع یدین کو سنّت قرار دینا حق ہے لیکن احناف ان دومسئلوں میں حق پر نہیں۔ اسی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے کا انتساب امام مالک کی طرف اگر درست ہے تو وہ اس حق میں پر نہیں بلکہ دیگر ائمہ ثلاثہ جو ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں وہ حق پر ہیں۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ مقلّدین میں سے ہر ایک فرقہ کچھ حق اور کچھ باطل پہ عمل پیرا ہے۔ لیکن اس سے تو شدید گمراہی کا خطرہ لاحق ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حنفی نصف حق اور نصف باطل پہ عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر مقلدین نصف باطل پر اور نصف حق پر عمل پیرا ہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

الغرض مقلدین کا یہ دعویٰ کہ چاروں مذاہب حق پر ہیں۔ نہ عقلاً ثابت ہوتا ہے نہ ہی کوئی شرعی دلیل اس کی تائید کرتی ہے۔ اگر چاروں کو حق پر ماننا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ چاروں کو باطل پر بھی ماننا پڑے گا کیونکہ مذہب اربعہ کا مسائل میں باہمی شدید اختلاف ہے جو خود ان کے دعوی کو باطل ٹھہراتا ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تقلیدی نسبتیں

دنیا کا اصول ہے کہ ہر مذہب کی نسبت صاحب مذہب کی طرف ہوتی ہے مثلاً عیسائی مذہب کی نسبت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے اس لیے چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کی نسبت بھی صاحب مذہب کی طرف ہوتی یعنی ہم محمدی ہوتے اللہ ان حضرات کی حالت پر رحم فرمائے۔ جنہوں نے اپنی نسبتوں کو رسول اللہ ﷺ سے توڑ کر امتیوں سے جوڑلیا۔ احناف نے اپنی نسبت کو امام ابوحنیفہؒ سے جوڑا۔ حنابلہ نے امام احمد سے، اسی طرح شوافع اور مالکی وغیرہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان چاروں نسبتوں کا قطعاً مکلّف نہیں بنایا تھا اور نہ ہمیں حکم دیا تھا کہ تم اپنا انتساب ان چار اماموں میں سے کسی ایک کی طرف کرو اور نہ ہی کسی صحابی یا تابعی سے کوئی ایسا ثبوت ملتا ہے کہ اس نے اپنی نسبت کسی امتی کی طرف کی ہو۔ خیرالقرون کا زمانہ بیت گیا۔ اخیار الامت کو ان امتی نسبتوں کا خیال تک نہ گزرا کہ ہم نے صاحب الشریعت سے اپنی نسبت توڑ کر کسی امتی کی طرف کرنی ہے بلکہ نسبتوں کی وبا تین صدیاں گزر جانے کے بعد پھوٹی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ان نسبتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

((اعلم انه لم يكلف الله تعالىٰ احداً من عباده ان يكون حنفيا او مالكياً او شافعياً او حنبلياً بل اوجب عليهم الايمان بما بعث به سيّدنا محمد صلى الله عليه وسلّم)) (۱)

کم وبیش یہی الفاظ ملا علی قاری حنفی نے فرمائے ہیں

۱۔ قول سدید

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

((ما كلف الله احداً ان يكون حنفياً او شافعياً او مالكياً او حنبلياً)) (۱)

اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ہونے کا مکلف نہیں بنایا بلکہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان کو واجب کیا ہے"

ان دونوں مسلمہ حنفی بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ نسبتیں غلط ہیں اور نہ ہی کسی کو اللہ تعالے نے ایسی نسبتوں کے اپنانے کا حکم دیا ہے۔

لیکن بعض حضرات کو اصرار ہے کہ حق صرف ان نسبتوں میں ہے اور جو ان چاروں مذاہب سے باہر ہے وہ جنت کا مستحق نہیں۔ لیکن یہ دعویٰ اہل کتاب کے دعویٰ سے مطابقت رکھتا ہے۔ جو یہ کہتے تھے۔

((وقالو لن يدخل الجنت الامن كان هودًاو نصارىٰ)) (۲)

جنت میں جانے کا اہل کتاب کو حق ہے۔ حالانکہ یہ صرف خیالی باتیں تھیں جن پر کوئی دلیل نہیں تھی۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۞قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۞ (۳)

"اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔"

اسی طرح جب ہم ان سے اس نسبتوں کے بارے میں کوئی دلیل چاہتے ہیں تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ جواب ہو بھی کیا جب ان سے کہا جاتا ہے تم بتاؤ آئمہ اربعہ کس کے مقلد تھے انہوں نے اپنی نسبت کس کی طرف کی تھی؟ تو جواب نہ ہونے کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ سانس میں تیزی آجاتی ہے۔ پیشانی پسینہ سے شرابور ہو جاتی ہے اور بعض حضرات اپنے آپ سے

۱۔ شرح عین العلم ۲۔ البقرۃ ۱۱۱ ۳۔ البقرۃ ۱۱۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باہر ہو جاتے ہیں اور ناگفتہ بہ باتیں کرنے لگتے ہیں

برادران اسلام!

یہ تقلیدی نسبتیں صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں بالکل نہ تھیں۔ بلکہ تمام لوگ مسلمان تھے کتاب وسنت پر عمل کرنے میں نجات سمجھتے تھے۔

جب سے ان نسبتوں کا رواج پڑا ہے آئے دن نئی سے نئی نسبتوں سے تعارف ہوتا رہتا ہے۔ پہلے تو صرف چار نسبتیں تھیں اب سینکڑوں سے متجاوز ہو چکی ہیں۔ مثلاً قادری، رضوی، نوشاہی، اویسی، حسینی، جیلانی، نظامی، چشتی اور نئے سال کی بالکل نئی نسبت سیالوی۔

اگر نسبتوں کا اسی طرح ہی دور دورہ رہا تو کسی دن ہزاروں نسبتوں کی فائلیں تیار ہو جائیں گی۔ بالجملہ اسلام میں اس قسم کی نسبتوں کی کہاں اجازت تھی اور ان کے اپنانے میں کونسی دلیل تھی۔ یہ تو محض تقلید اور تعصّب کی وجہ سے معرض وجود میں آئیں ہیں جو اسلام کا قطعاً حصّہ اور جزو نہیں بن سکتیں۔ تمام مسلمانوں کو ان نسبتوں سے بیزار ہو کر صرف ایک نسبت کو اپنانا چاہئے وہ نسبت خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان فرماتی ہے **ھو سماکم المسلمین** تم صرف مسلمان بنو اسی میں نجات ہے۔(۱)

ا۔حاشیہ: بعض احباب کو لفظ اہل حدیث پر اعتراض ہے کہ اگر حنفی ہونا غلط نسبت ہے تو پھر اہلحدیث ہونا کہاں سے درست ہوگیا۔ اختصاراً عرض ہے کہ حنفی امتی کی طرف نسبت ہے جب کہ اہلحدیث ہونا خود صاحب حدیث سے نسبت ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن کریم میں لفظ حدیث قرآن اور حدیث دونوں پر بولا گیا ہے۔ لہذا اس کے معنی ہوئے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والے۔ (محمد یحیٰ گوندلوی)

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کیا محدثین اور ائمہ عظام مقلّد تھے؟

اسماء الرجال کی کتب کی اوراق گردانی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محدثین کسی ایک کے مقلّد نہ تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ محدث بننے کے لئے بہت سے علوم وفنون سے واقف ہونا ضروری ہے اور اُصولِ فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ عالم کسی کا مقلد نہیں ہوا کرتا لیکن طبقات کی کتب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام محدثین مقلّد تھے۔ طبقات والوں نے کسی بڑے سے بڑے محدث کو تقلید کے جال میں قید کرنے سے گریز نہیں کیا لیکن یہ صرف قلم کی صفائی کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک مذہب والے نے آئمہ عظام اور محدثین کرام کو اس پھندے میں گرفتار کرنے کی سعی کی۔ اس سے مقصد صرف عوام کو خوش کرنا یا تائید مذہب مقصود تھی۔

بعض دفعہ صرف نسبت کی بنا پر آئمہ کرام کو تقلید کے زمرے میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے، نسبت کا تعلق چند امور سے ہوتا ہے جن میں تقلید کا پہلو قطعاً نہیں پایا جاتا۔

۱۔ استاذ کی طرف نسبت ہو۔ یعنی کسی محدث کا استاذ کسی ایک کی طرف نسبت رکھتا ہو تو اس نے اپنے اُستاد کی وجہ سے نسبت اختیار کر لی۔

۲۔ علاقہ میں کسی مذہب کی کثرت ہو تو اس علاقہ کی وجہ سے وہ بھی اسی نسبت سے مشہور ہو گیا۔

۳۔ کسی کا طریق استنباط کسی ایک امام سے ملتا جلتا ہو تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ اس امام کا مقلد ہے۔

۴۔ کسی محدث اور امام نے کوئی کتاب لکھی تو اس کا اکثر حصہ کسی دوسرے امام کے اجتہاد کے موافق ہو گیا ہو۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۵۔کسی حکومت کے خوف سے نسبت اس طرف کر دی جس کی طرف حکومت کا میلان ہو۔

۶۔یا بعد والوں نے طبقات کی تعداد بڑھانے کے لئے ائمہ و محدثین کو تقلید کی صف میں شامل کر دیا۔

۷۔کسی صاحب مذہب کے مدرسہ میں تعلیم کا موقع ملا ہو۔تو اس کو بھی مدرسہ کی نسبت سے کسی ایک کی طرف منسوب کر دیا جائے۔

اس آخری عقدے کی مثال کے لئے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کو پیش کیا جا سکتا ہے جو دیوبند کی دیواروں کے سایہ میں فقہی علم حاصل کرتے رہے تو جب دیو بند نمبر شائع ہوا تو انہوں نے مولانا امرتسریؒ کو دیو بند کی صف میں لا کھڑا کیا حالانکہ وہ مسلک اہل حدیث کے پاسدار اور داعی تھے۔

مختصر یہ کہ تمام معروف محدثین عظام کسی ایک کے مقلد نہ تھے بلکہ مستقل مجتہد تھے مشہور شافعی امام قاضی ابو بکر قفال ابو علی اور قاضی حسین ائمہ شافعیہ سے نقل کرتے ہیں:

((انعم قالوا لسنا مقلدين للشافعي بل وافق راينا رايه و هوالظاهر من حال الامام ابی جعفر الطحاوی فی اخذه بمذهب ابی حنيفة.))

ہم شافعی کے مقلد نہیں بلکہ ہماری رائے شافعی کی رائے سے متفق ہو جاتی ہے اور یہی حال علامہ طحاوی کا ہے وہ بھی مقلد نہ تھے بلکہ ان کی رائے ابو حنیفہ امام کی رائے کے موافق ہو جاتی تھی۔(۱)

تقریرات رافعی ص ۱۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بلکہ حنابلہ میں حافظ سلفی نے صاف فرما دیا کہ

((الواجب اتباع الدلیل لااتباع احمد))

''اتباع صرف دلیل کی ہے امام احمد کی نہیں۔،،

حافظ سلفی کا مکمل تذکرہ تذکرہ الحفاظ ج ۴ میں موجود ہے۔

اسی طرح محدثین و آئمہ عظام کا بڑا گروہ تقلیدی بندشوں سے آزاد تھا۔جن میں بعض کی فہرست علامہ ابو الفیض محمد بن علی نے جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول اور امام حاکم نے علوم الحدیث میں مرتب فرمائی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

امام عبداللہ بن مبارک۔ یحیٰ بن سعید قطان۔ عبدالرحمن بن مہدی۔ یحیٰ بن یحیٰ التیمی۔ امام مدینی۔ ابن معین۔ اسحاق حنظلی۔ امام ذہلی۔ امام بخاری۔ ابو زرعہ۔ ابو حاتم رازی۔ امام حربی۔ امام مسلم بن حجاج۔ امام دارمی۔ امام عبدری۔ امام ترمذی ۔ امام ابو بکر جارودی۔ ابوعبداللہ مروزی ۔امام نسائی۔ ابو بکر بن خذیمہ ابو داؤد۔ عبد الوہاب عبدری۔ موسیٰ بن ہارون۔ حسن بن علی معمری۔ محمد بلخی۔ سفیان بن عینیہ رحمھم اللہ اجمعین

ہم نے اختصار کے ساتھ ان آئمہ اعلامہ کے ناموں کا ذکر کیا ہے جو اپنے اپنے دور میں مجتہد تھے اور ان میں اجتہاد کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔تقلید کے رد یں ان میں سے بعض ائمہ کے اقوال آپ سابقہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ یہ تمام حضرات جو براہ راست کتاب سنت سے استفادہ کرتے تھے۔کسی امام کی تقلید سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب ہشتم

تقلیدی کرشمے

مجوزین حضرات اکثر طور پر تقلید کے مصالح تلاش کرنے میں تضیع اوقات کرتے رہتے ہیں اور متبع سنت کو عموماً یہ الزام دیتے ہیں کہ تقلید پر عمل نہ کرنے سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں باغیانہ روش کو قوت ملتی ہے۔ ذہنوں میں آوارگی پیدا ہوتی ہے اور اللہ جانے کیا کیا مفاسد بیان کرتے ہیں لیکن یہ باتیں محض اپنی ڈھارس باندھنے کے لئے ہیں جن کی حقیقت کچھ نہیں۔

دین میں اس سے بڑھ کر کیا فساد ہوسکتا ہے کہ شارع علیہ السلام کی احادیث کو ترک کر کے کسی ایک غیر معلوم اُمتی کے قول و فعل کو دین سمجھ لیا جائے۔ اور مسلمانوں میں مخالفت کا بیج بو دیا جائے۔ مخالفین پر سب و شتم کا دروازہ کھول دیا جائے۔ موضوع احادیث کے انبار لگا دیئے جائیں۔ اگر ہو سکے تو آیات و احادیث میں تحریف جیسے گھناؤنے فعل کو بھی کام میں لایا جائے۔ اس قسم کے انگنت مفاسد ہیں جو تقلید کی وجہ سے مقلدین کے ورثہ میں چلے آرہے ہیں۔ ہم ان مفاسد میں بعض کا ذکر کریں گے۔

۱۔ تعصّب

یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ تقلید کی ابتداء تعصّب سے ہوئی۔ کتاب وسنت کو تختہ مشق بنانے کی جسارت کی گئی کیونکہ وبائے تعصّب کی لپیٹ میں جو بھی آتے ہیں ان میں حقیقت سے اغماض اور حقائق سے چشم پوشی گھر کر جاتی ہے۔ مقلدین میں جب تعصب اور حقیقت سے اغماض نے جگہ پکڑی تو تقلید کے علمبر

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

داروں کو یہ بات کہنا پڑی کہ امام کے قول کے خلاف کتاب و سنّت کے ظاہر پر عمل کرنا جائز نہیں۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی فرماتے ہیں:

جو کوئی مقلّد محض کسی امام کی آئمہ اربعہ میں سے تقلید کرے گا تو وہ نسبت امام کے اس امر کا ضرور معتقد ہو گا کہ جس مسئلہ میں بظاہر ہم کو یہ شبہ گزرتا ہے کہ امام مذکور نے کسی حدیث کے خلاف کیا ہے وہ حقیقت میں خلافِ حدیث نہیں بلکہ ضرور بالضرور کوئی امر متروک العمل پیش آیا ہو گا جس کو ہر عامی نہیں سمجھ سکتا تو اب اس مقلّد کا قول امام پر عمل کرنا اور حدیث پر عمل نہ کرنا امام مذکور کی تحقیق پر مبنی ہو گا کیونکہ امام نے اس حدیث کو اپنی تحقیق کی وجہ سے ترک کیا تھا اور مقلّد مذکور نے بوجہ حُسن ظن (۱)

شیخ الہند نے کھلے بندوں اعتراف کیا ہے کہ مقلّد کو ہر حالت میں اپنے امام کے قول پر عمل کرنا پڑتا ہے خواہ کتاب و سنّت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ ہی جائے۔

خدا اور پیغمبر سے رخ موڑ کر
ہیں خوش تیرے در پر ہی سر جوڑ کر

مقلّدین کے حق میں تعصب کا اعتراف کرتے ہوئے مولانا تھانوی فرماتے ہیں:

مقلّدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہو جاتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا کوئی حدیث کان میں پڑتی ہے تو قلب میں انشراح و انبساط نہیں رہتا بلکہ اوّل استنکار (انکار) قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی

۱۔ ایضاح الادلہ ص ۱۳۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بعید ہو اور کتنی دلیل قوی اس کے معارض (مقابلہ میں) ہو۔ بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں سوائے قیاس کے کچھ بھی نہ ہو۔ بلکہ خود (تاویل کرنے والے) کے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو۔ مگر (مقلدین) نصرت مذہب کے لئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ دل نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صریح پر عمل کر لیں۔ (۱)

مقلدین کی اس صورت کی نشاندہی اگرچہ مولانا نے حنفی طرز عمل کو سامنے رکھ کر بیان فرمائی ہے لیکن یہ وبا صرف احناف میں نہیں بلکہ اس کا دائرہ قدرے وسیع ہے۔ اسی مرض اور وبا کا اعتراف علامہ ابو شامہ نے المختصر میں شافعیہ کے بارے میں کئی دفعہ تاسف بھرے قلم سے کہا ہے فرماتے ہیں

((مقلدین تقلید کی پرستش میں اس درجہ غالی اور مستغرق ہیں کہ اپنے آئمہ کے اقوال کو اصل قرآن سمجھ بیٹھے ہیں جیسا اہل کتاب کا اپنے علماء کے متعلق رویہ تھا ایسا ہی ان کا ہے وہ احکامِ رسول سے تو انکار کرتے ہیں لیکن اپنے امام کے مسائل کو صحیح مانتے ہیں))۔ (۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ان میں عمل بالفقہ کا اس قدر رواج ہوا کہ قرآن و حدیث کے درس و تدریس کا مشغلہ ان کے نزدیک ایک غیر ضروری امر ہو کر متروک ہو گیا اور اس کے بجائے فتاوی فقہ اور اقوال علماء واجب العمل اور مقبول ہو گئے۔ حق و صداقت کی جگہ بے سرو پا باتوں نے لے لی۔ اور ایسے خیالات اپنا لئے گئے جو سراسر گمراہی کا موجب ہیں۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

۱۔ تذکرۃ الرشید ۱۳۱ ۲۔ المختصر المومل صفحہ ۱۷ ملخصاً و مفہوماً

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

آئمہ مجتہدین کے اقوال اور فتاوی قرآن و حدیث کی طرح بطور مستقل دلیل ہو کر مسلم ہونے لگے۔ تقلید کی جڑیں مضبوط ہوگئیں۔ حالانکہ نبی کے علاوہ خواہ کوئی کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو اس کی بات میں بے دلیل سر تسلیم خم کرنا شریعت محمدیہ میں حرام اور شرک ہے۔ نا معلوم ان لوگوں نے نبی معصوم کے صریح اور صاف ارشادات اور تشریحات صحابہ کو چھوڑ کر اپنے فقہا اماموں مجتہدوں کے بے دلیل فتوؤں پر غور و فکر میں اپنی عمریں کیوں ضائع کر دیں۔ (۱)

انہیں خیالات سے ملتے جلتے الفاظ میں حکیم الامت شاہ ولی اللہ نے مقلدین پر یوں اظہار خیال کیا ہے:

جس زمانے میں ان چاروں مذاہب اور متعصب مقلدین کا ظہور ہوا اس دور سے ہر شخص اپنے امام کی ایسی پیروی کرنے لگا کہ گویا وہ نبی مرسل ہے۔ اگر چہ اس کا مذہب شرعی دلیلوں سے کیسا ہی دور ہو۔ ایسا پیروکار حق اور انصاف سے بالکل دور ہو جاتا ہے۔ اب جو زمانہ آتا گیا اس میں فتنہ اور تقلید کی زیادتی ہوتی گئی اور لوگوں کے دلوں سے دم بدم تدین دور ہوتا گیا حتی کہ امور دین میں ان لوگوں نے غور و خوض ترک کر کے صرف تقلید پر اطمینان اور بھروسہ کر لیا۔ وہ کہتے ہیں ہم نے بڑوں کو ایسے عمل کرتے پایا لہٰذا میری شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے ہے (۲)

۲۔ مخالفین سے عناد

جیسے مقلدین نے کتاب و سنت سے عمل کرنے میں انتہائی تعصب کا مظاہرہ کیا

۱۔ المختصر المول ص ۱۳۱ ملخصاً و مفہوماً ۲۔ حجتہ اللہ ص ۱۵۴

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اسی طرح انہوں نے مخالفین سے بھی سخت رویہ اختیار کیا اور ان پر ہر قسم کے الزام و اتہام لگائے بعض دفعہ جب مخالفت نے شدت اختیار کی تو معاملہ حرب و ضرب تک اور الزامات سے بڑھ کر قتل و غارت تک پہنچ گیا جس کی ایک جھلک آپ پہلے دیکھ آئے ہیں۔ اب چند اور واقعات بھی ملاحظہ فرماتے جائیے۔

امام ہروی بلند پایا محدّث تھے اور حنبلی مسلک کے پیرو تھے لیکن جب کوئی صحیح حدیث مل جاتی تو فوراً اس پر عمل بجا لاتے ان کی یہ روش مخالفین کو نہیں بھاتی تھی اسی وجہ سے ان کے قتل کے منصوبے بنائے گئے۔ امام ذہبی نے ان کے حالات میں اِن منصوبوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ابو نصر کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں۔

امام ہروی یگانہ روزگار تھے۔ ہر قسم کے فضائل اور محاسن آپ میں جمع تھے آپ سنّت کی نصرت میں ذرّہ بھر لچک سے کام نہیں لیتے تھے۔ کسی بادشاہ یا امیر کا خوف آپ کو جادۂ حق سے منحرف نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حاسدین ہر وقت آپ کے درپے آزار رہتے تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ آپ کی جان لینے کی کوشش کی اور مختلف طریقوں سے آپ کو ہلاک کرنا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر بار آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

امام ہروی حاسدین کی تفصیل خود اپنی زبان سے بیان فرماتے ہیں۔

مجھے بغرض قتل پانچ مرتبہ تلوار کے سامنے پیش کیا گیا۔ مجھے یہ نہیں کہا جاتا تھا کہ اپنا مذہب چھوڑ دو بلکہ یہ کہا جاتا تھا کہ مخالفین (اہل الرّائے) کے بارے میں خاموش رہو۔ مگر میں ہر بار ان کے مطالبے کو مسترد کر دیتا تھا اور کہتا کہ اظہارِ حق سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ (۱)

۱۔ تذکرہ الحفاظ ص ۱۱۸۴ ج ۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

امام ابن تیمیہؒ سے سلوک:

امام ابن تیمیہ تقلید کے سخت مخالف تھے۔ اسی بنا پر ان کو طرح طرح کی ایذائیں دی جاتی تھیں اور ان پر طرح طرح کے فتوے چسپاں کئے جاتے۔ مناظرانہ بحثیں چل نکلتیں۔ لیکن آپ حق و صداقت کے دامن کو کبھی ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیتے۔ آپ کے خلاف شکایت حکومتِ وقت تک بھی جاتی جس سے آپ کو عدالت میں طلب کیا جاتا۔ آپ نہایت شان وشوکت سے عدالت میں حاضر ہوتے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ قاضی نے آپ کو اظہار خیال کا موقع دیا۔ آپ نے حمد وثنا سے تقریر شروع کی۔ قاضی نے کہا ہم نے آپ کو خطبہ پڑھنے کے لئے نہیں بلایا۔ آپ نے طیش میں آ کر کہا تم میرے مخالف ہو۔ میں تمہارا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قاضی نے آپ کو جیل بھیج دیا جہاں سے آپ چند روز بعد عید کی رات کو برجِ جب میں منتقل کر دیئے گئے۔ آپ کے دونوں بھائی شرف الدین عبداللہ اور زین الدین عبدالرحمٰن بھی آپ کے ساتھ تھے۔ قاضی مالکی نے ساتھ ہی کہا کہ جو آدمی ابن تیمیہ کے عقائد کو قبول کرے گا۔ اسے موت اور ضبط جائیداد کی سزا دی جائے گی۔ اس حکم کی ایک نقل نائب دمشق کو بھی بھیجی جسے شیخ شمس الدین محمد بن شہاب الدین حنبلی (۷۲۷ھ) نے جامع مسجد دمشق میں پڑھ کر سنایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ حکم سنتے ہی سزا سے ڈر کر بہت سے حنابلہ نے شوافع ہونے کا اعلان کر دیا۔(۱)

حافظ الحدیث مقدسی کو تکالیف

علامہ مقدسی اپنے دور کے یگانہ روزگار محدث و مجتہد تھے۔ عامل بالحدیث

۱۔ امام ابن تیمیہ از برق جیلانی ص ۲۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ونے کی وجہ سے فقہاً ان سے ہمہ وقت نالاں رہتے۔ ایک دفعہ قرآن و حدیث میں صفاتِ الٰہی کا مسئلہ چل نکلا تو آپ فرمانے لگے۔ فقہاً اس میں تاویل کرتے ہیں۔ اس پر فقہاً آپ کے پیچھے پڑ گئے اور ان کا قتل مباح (جائز) قرار دے دیا۔ بادشاہ بھی قتل پر آمادہ ہو گیا لیکن کچھ اُمراء نے سعی وسفارش سے ان کی جان چھڑائی۔ آخر آپ کو شہر بدر کر دیا گیا اور باقی عمر روپوش رہے (۱)

علامہ قاضی نصیر الدین سے سلوک:

ہندوستان میں موصوف گیارہویں صدی کے اہل حدیث عالم تھے۔ آپ حدیث کو قیاسِ مجتہد پر ترجیح دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں قولِ امام کو ہرگز نہ مانتے تھے۔ وہ صاف لفظوں میں کہا کرتے تھے۔ اگر ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہو اور دوسری طرف ابو حنیفہ کا قول ہو تو ترجیح بہر حال فرمانِ رسول ﷺ کو حاصل ہو گی ابو حنیفہ کے قول کو ردّ کر دیا جائے گا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ مولانا علم اللہ (جو ان کے سُسر تھے) سے کسی بات میں بحث ہو گئی۔ مولانا علم اللہ نے امام صاحب کا قول پیش کیا تو قاضی صاحب نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ھو رجل و انا رجل (یہ کوئی حجت نہیں) ہمارے لئے حجت حدیثِ رسول ہے قول امام نہیں۔ کیونکہ امام کے قول میں خطا کا امکان موجود ہے۔ بس یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ آپ کے سُسر علم اللہ طیش میں آگئے اور تلوار کو سونت کر آپ کے پیچھے بھاگ اُٹھے آپ نے بھی دوڑ کر جان بچالی۔ شیخ نے آپ پر فتویٰ کفر لگا دیا (واہ سبحان اللہ، حدیث پر عمل کرنا مقلدین کے نزدیک کفر ہے) اور حکم دیا کہ قاضی صاحب کو جلا دیا جائے۔ (حدیث پر عمل کرنے والوں کو سنت

۱- التاج المکلل ص ۱۳۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ابراہیمی ادا کرنی پڑتی ہے) اور ساتھ ہی علماء کا فتویٰ طلب کیا۔ تمام علماء نے اس فتویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ البتہ علامہ شیخ عیسیٰ بن قاسم اور شیخ محمد بن فضل اللہ برہان پوری نے اس فتویٰ کی تصویب اور تصدیق نہ کی۔ (۱)

قاضی ترک وطن کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور ان لوگوں کے شر سے جو حدیثِ رسولؐ کی بجائے امام کے قول و فعل کو دین سمجھتے تھے، نجات حاصل کر لی۔

اسی طرح شیخ ابو بکر فہری کو صرف رفع الیدین کرنے کی بنا پر قتل کرنے کی دھمکیاں دی گئیں تو وہ فرمانے لگے۔

((من این لی ان اقتل علی سنة)) (۲)

مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون ہوگا جسے سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے قتل کیا جائے؟

۳۔ اہلحدیث سے دشمنی میں انتہا

مرور زمانہ کے ساتھ معاندین کا رویہ اہلِ حدیث کے متعلق سخت ہوتا چلا گیا۔ متقدمین میں عمل بالحدیث کا جذبہ تھا۔ جس کی وجہ سے ان میں جمود اور تعصب نہیں پایا جاتا تھا۔ البتہ جب سے تقلید نے جمود کی صورت اختیار کر لی ہے تو جامدین میں لچک بھی جامد ہو کر رہ گئی حتی کے وہ وقت بھی آیا جب انہیں حضرات نے امام ابن حزمؒ کی کتب کو جلانے کا سرکاری حکم جاری کرایا۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم جیسے بزرگ علماء کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں پابند سلاسل کروا دیا۔ جب تقلیدی جمود نے اور ترقی کی تو اہل حدیث کو ایسے الفاظ سے لعن وطعن کیا گیا جن کے سننے

۱۔ فقہا ہند ج ص ۳۸۴ ج ۴   ۲۔ تفسیر قرطبی ص ۲۷۹ ج ۱۹

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کی سکت اور برداشت کرنے کا تحمل کسی میں نہ تھا۔ ان گالیوں کی جھلک آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور مقلدین کی باطنی خباثت کا اندازہ لگائیے۔

مولوی محمد حسن سنبھلی اہلحدیث کے متعلق تبرا بازی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((خرجت عليه من الزاوية المنفرجة طائفة باغية كسبية قنوجية مجسمة فرعونية مشبهة آكلة من اكساب ابضاع نسائها محدثة ضراط البدع و فسائها محترفة الوقيعة فى ائمة الامة.))

اس عبارت کا اختصار کے ساتھ مفہوم یہ ہے کہ اہل حدیث اپنی عورتوں کی کمائی کھانے والے اور گوز مارنے والے، آئمہ کے گستاخ ہیں۔

جب موصوف کا جوش تقلید بڑھتا ہے تو یہ الفاظ نوک قلم پر لاتے ہیں:

((خلفاء هذه الملة اربعة ابن تيمية و ابن القيم والشوكانى و النواب صديق. فيقولون ثلاثة رابعهم كلبهم واذا انضم اليه ابن حزم و داؤد الظاهرى بان صاروا ستة ويقولون خمسة سادسهم كلبهم رجما بالغيب و خاتم المكلبين مثله كمثل الكلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث)) (۱)

ملت اہل حدیث کے خلفاء چار ہیں۔ ابن تیمیہ، ابن قیم اور شوکانی (ان تینوں بزرگوں نے تقلید کی دھجیاں بکھیری تھیں) مقلدین ان کے بارے میں کہتے ہیں۔ یہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے اور اگر ان کے ساتھ داؤد ظاہری اور امام ابن حزم مل

۱۔ نظم الفرائد ص۱۰۲ طبع لکھنو

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

جائیں۔(ان دونوں نے سنّت کی مدافعت کی اور اباطیل کا ردّ کیا) تو چھ ہو جاتے ہیں۔ بمصداق اس کے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے اہل حدیث کے سردار کی مثال کتے کی طرح ہے۔ اگر اس پر کچھ وزن ڈالا جائے تب بھی ہانپتا ہے۔ اگر اس کو چھوڑ دو تب بھی ہانپتا ہے۔

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا۔

اسی طرح تقلیدی نشے میں مدہوش مولوی مرتضٰی حسن اہلِ حدیث کو شیطان کی صف میں کھڑا کر کے ان پر کفر کا فتویٰ چسپاں کرتا ہے۔

اس سے بڑھ کر اہل حدیث کے متعلق ان کی ہرزہ سرائی دیکھنی ہو تو مولوی احمد رضا خاں بریلوی کی کتب احکام شریعت، فتاویٰ افریقہ، فتاویٰ رضویہ اور ملفوظات سے مشاہدہ کی جا سکتی ہے، خاں صاحب بریلوی کے الفاظ اگر بعینہٖ نقل کئے جائیں تو معاملہ دور تک پہنچ سکتا ہے۔ ہم قارئین کرام کو خاں صاحب کے رویہ کے متعلق ان کتابوں کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔

۴۔تحریف دین کے اسباب:

دین میں تبدیلی کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں لیکن ان میں اہم اسباب یہ ہیں کہ دین میں بدعات جاری ہو جائیں۔ اصل الاصول کو ترک کر کے امتیوں کے اقوال کو اصل قرار دے دیا جائے۔ تورات میں تحریف کیبڑے اہم سبب یہ دو ہی سبب بڑے اہم ہیں۔ بنی اسرائیل کا معاملہ بھی اس وقت تک درست رہا۔ جب تک وہ تورات پر عمل کرتے رہے لیکن جب انہوں نے تورات کو چھوڑ کر اپنے علماء و رھبان کی بے سند باتوں کو دین بنا لیا تو اصل دین میں تحریف واقع ہو گئی۔ حضرت

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں:

((لم یزل امر بنی اسرائیل معتدلا حتی نشأ فیھم المولدون وابناء سبایاالامم فقالوا بالرای فضلوا و اضلّوا)) (۱)

''بنی اسرائیل کا معاملہ درست رہا حتیٰ کہ ان میں قیدی عورتوں کی اولادیں پیدا ہوگئیں۔ انہوں نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔''

امت محمدیہ میں بھی یہی اسباب تحریف دین میں کارفرما ہیں لیکن بنی اسرائیل اور امت محمدیہ میں بڑا فرق یہ ہے کہ اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی جو آراء الرجال سے منہ موڑ کر ماانا علیه و اصحابی کے طریقہ پر گامزن رہے گی جن کے متعلق رسالت مآب کے یہ پاکیزہ الفاظ کتب حدیث میں موجود ہیں۔

((لاتزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم حتی یاتی امر الله))(۲)

''ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور مخالف کی مخالفت انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی حتی کہ قیامت آجائے گی۔''

یہاں آپؐ نے اس مقدس جماعت کے بارہ میں حق پر قائم رہنے کی پیش گوئی فرمائی تھی وہاں آپؐ نے محرفین اور مبتدعین کی نشاندہی بھی کر دی تھی۔

((لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبرٍ وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحرضب تبعتموهم قیل یا رسول الله الیهود و النصاری قال فمن)) (۳)

۱۔ حجۃ اللہ ص ۱۱۲ ۲۔ مسلم ص ۱۴۳ ج ۲ ۳۔ بخاری ص ۱۰۸۸ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

''تم ضرور یہودو نصاریٰ کے طریق کار پر چلو گے تم میں اور ان میں ذرہ بھر فرق نہیں رہے گا۔''

اس حدیث میں آپ نے واضح کر دیا کہ جن حالات سے یہودو نصاریٰ دو چار ہوئے تھے کہ انہوں نے تورات و انجیل کو ترک کر کے اپنے علماء کے ذاتی فتووں کو دین بنا لیا تھا تم بھی ایسا ہی کرو گے۔

سابقہ اوراق میں آپ تقلید کی حقیقت اور اس کی ابتداء کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ اسلام کا معاملہ بھی ایسے رہا جب تک اس میں اصحاب الرائے والقیاس پیدا نہ ہُوئے، تقلید کا کہیں نام و نشان نہیں تھا اور نہ ہی تحریفی مسائل پیدا ہوئے تھے لیکن جب سے تقلید نے جنم لیا تحریف اور تبدیلی بھی واقع ہو گئی۔ تقلید کی وجہ سے احادیث وضع کی گئیں۔ آیات کی غلط تاویلات کی گئیں ہمارے ملک کے بعض علماء نے قرآن میں بھی تحریف کرنے سے گریز نہ کیا۔ (۱)

حکیم الامت امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی نے تحریفِ دین کے اسباب میں تقلید کو بھی ایک مربوط سبب قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

تحریف دین کے اسباب یہ ہیں:

۱۔ **تہاون**: یعنی روایت کو قبول نہ کرنا۔ بادشاہوں کی رضا مندی کے لئے خلاف شرع مسائل کا تراشنا۔ منکرات کے رواج پر علماء کا خاموش تماشائی بنے رہنا۔

۲۔ **تشدّد**: ایسا طریقہ اختیار کرنا جو شارع علیہ السّلام سے ثابت نہ ہو اور

۱۔ ایضاح الادلہ ص ۹۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

غیر واجب مسائل کو وجوب کا درجہ دے کر عمل کرنا۔

۳۔ **تعمق**: بے جا تعمق اور غلط تحقیق سے کام لینا۔ مسائل کو تشبیہات اور ظن و تخمین سے وضع کرنا۔

۴۔ **استحسان**: یعنی بعض اسرار شریعت کو مصلحتوں کی بنا پر عقل سے شریعت بنا لیا۔

۵۔ **اجماع**: یہاں سے وہ اجماع مراد نہیں جو قابل حجت ہے بلکہ ایسا اجماع جو کتاب و سنت کے خلاف ہو اور چند علماء اپنی طرف سے اجماع کا فتویٰ صادر کر دیں۔ (جیسا کہ تقلید پر اجماع کا دعویٰ ہے۔)

۶۔ **غیر معصوم کی تقلید**: کوئی عالم کسی مسئلہ میں اجتہاد کرے تو اس کے مقلّد یہ خیال کریں کہ یہ بالکل صحیح یا کچھ زیادہ ہی صحیح ہے۔ جس کی وجہ سے صحیح احادیث کا ردّ ہو جائے۔ اس سے یہ بات خارج ہے کہ جس میں یہ خیال ہو کہ مجتہد سے غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ جب مجتہد کے قول کے خلاف حدیث مل جائے گی تو اسے چھوڑ دوں گا اور حدیث کی پیروی کروں گا۔ (۱)

دین میں تحریف اصل تقلید کی وجہ سے ہوئی۔ قرآن و حدیث میں لفظی اور معنوی تحریف کی گئی اور اس کی نحوست نے اس امت پر قبضہ جما لیا۔ کتاب و سنّت تبرکاً باقی رہ گئے اور عملاً مفقود ہو گئے۔

شاہ صاحب نے جن وجوہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کیا حقیقت نہیں کہ مقلّدین قول

۱- حجۃ اللہ ص ۱۲۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

امام کو ترک نہیں کر سکتے ہاں البتہ احادیث صحیحہ صریحہ کا عملاً انکار کر دیتے ہیں۔اس سے بڑھ کر چودھویں صدی کے خانہ ساز مجدد ین احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے کفر کی توپوں کا دہانہ اہل حدیث کی طرف کھول دیا اور ایسے مغلظات استعمال کیے کہ الامان والحفیظ۔

وہ کون سی تحریف ہے جو ان بزرگوں کے ہاتھوں پروان نہیں چڑھی اور کون سی گھڑی ہے جب انہوں نے مسلک اہل حدیث پر لعن وطعن نہیں کیا۔

پھر تقلید سے تحریف کی سرگذشت یہ بھی ملاحظہ ہو کہ اکبر جیسے ملحد حکمران نے ابن الوقت علماء سے گٹھ جوڑ کر کے نیا مذہب جاری کیا۔ مدّعا یہ تھا کہ اگر شریعت میں کسی امتی کی تقلید جائز ہو سکتی ہے تو کیا نیا ذیلی دین نہیں بنایا جا سکتا۔تقلید کا ہی نتیجہ تھا کہ غلام احمد قادیانی نے نبوت کا اعلان کر دیا اور اسی تقلید اور تعصب کی سیاہ کاریاں تھیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے کرامات کے رنگ میں اپنی کتابوں میں وہ مواد سمو دیا جو قیامت تک اسلام کے شفاف آئینہ کو داغ دار کرتا رہے گا۔ اہل حق پر سب وشتم کا مشاہدہ کرنا ہو تو خان صاحب کی کتابیں کافی ہیں۔ بدعات کا زور وشور سننا ہو تو خان صاحب کی کتب موجود ہیں۔ عقائد اسلاف کی دھجیاں بکھیرنی ہوں تو یہ کتابیں آپ کا پورا پورا ساتھ دیں گی۔ الغرض اگر ہم اس بحث کو طول دیں تو اس کے لئے دفاتر درکار ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے تحریفِ دین کے ضمن میں جو اصول بیان فرمائے ہیں اگر ان کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیے۔ انشاء اللہ آپ کو سچائی عیاں نظر آئے گی۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۵- حدیث سے گلوخلاصی

ظاہری طور پر تو احادیث کو قابل اعتبار اور واجب العمل ہی سمجھا گیا اور اپنی کتابوں اور تقریروں میں زوروشور سے احادیث نبویہ کی حمائت کی گئی لیکن جب عملی زندگی کا موقع آیا تو انکار کے لئے تاویلات کی گئیں۔ بخاری مسلم کی احادیث جن کے صحیح ہونے میں اوّل اور آخر تمام کا حقیقی اجماع ہو چکا ہے۔ قیاس کی بھول بھلیوں کا شکار ہو کر رہ گئیں اور ایسے اصول وضع کئے گئے جن سے بہت سی احادیث بلکہ حدیث جو بھی تقلیدی مذہب کے خلاف نظر آئی ردّ کر دی گئی۔

۶- اصولِ فقہ

اصولِ فقہ کے موجد لاریب امام شافعیؒ ہیں لیکن ان کے اصول اور بعد والوں کے اصولوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ شافعی نے اصول کتاب و سنّت کی تفہیم کے لئے وضع کئے تھے جب کہ بعد والوں نے اپنے اصول محض تقلیدی مذہب کی حمایت اور احادیث کے ردّ کے لئے وضع کئے۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی اصول فقہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ احناف نے (۹) نو اصول ایسے وضع کئے جن سے مقصد احادیث کا ردّ تھا۔ جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ کتاب اللہ پر زیادتی منسوخ ہے۔ اس اصول کے ضمن میں آیت یا مشہور حدیث نص نہیں بن سکتی۔

۲۔ مُرسل کو قابل عمل سمجھنا۔

۳۔ زیادہ سندوں والی حدیث قابل قبول نہیں۔ قبولیت کا تعلق راوی کے فقیہ

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ہونے کے ساتھ ہے۔

۴۔ جرح مفسر قابل قبول ہو گی یعنی جرح وہ قابل قبول ہو گی جس میں وضاحت ہو کہ فلاں راوی میں یہ عیب پایا جاتا ہے۔ اکثر طور پر جرح غیر واضح ہوتی ہے۔

۵۔ ابن الہمام کا قول ہے کہ بخاری و مسلم کی احادیث میں نظر ہے۔ یعنی ان احادیث کو قبول کر لینا ضروری نہیں۔ جب حدیث اور امام کا قول آپس میں مخالف ہوں تو امام کے فتویٰ پر عمل ہو گا۔

۶۔ رائے کے دروازے کو بند ہونے سے بچانے کے لئے غیر فقیہہ صحابی کی روایت کو ترک کر کے فقیہہ صحابی کی روایت پر عمل کرنا۔

۷۔ عام کو خاص نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی ایک حدیث عام کا حکم رکھتی ہے تو دوسری حدیث میں کسی امر کو خاص کر دیا جاتا ہے۔ تو بعد والی قابل قبول نہ ہو گی۔ حالانکہ ایسی بے شمار احادیث ہیں جن میں کوئی حکم عام ہے اور دوسری میں خاص۔

۸۔ خاص مبیّن ہو یعنی اس کے بیان کی ضرورت ہی نہ ہو (۱)

ان اصولوں سے بڑھ کر ایک وہ اصول کرخی حنفی نے وضع کیا ہے کہ

((کل آیۃ و حدیث یخالف ما علیہ اصحابنا فھو مؤول او منسوخ))(۲)

ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے مذہب کے خلاف ہو اس کی تاویل کی جائے گی یا اسے منسوخ سمجھا جائے گا۔

۱۔ فتاویٰ عزیزی ص ۶۳ ج ۱ ۲۔ اصول کرخی والتشریع الاسلامی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۷۔ حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے:

دور حاضر کے حنفی قائد مولانا تقی عثمانی عامی کے لئے حدیث کے ردّ کا اصول ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔

عامی ایسا نہیں ہوتا جو دلائل کو پرکھ سکے۔ ایسے شخص کو اگر اتفاقاً کوئی حدیث ایسی نظر آجائے جو بظاہر اس کے امام مجتہد کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہو۔ تب بھی اس کا فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے امام و مجتہد کے مسلک پر عمل کرے اور حدیث کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا۔ یا یہ کہ امام مجتہد کے پاس اس کے معارض (خلاف) کوئی قوی دلیل ہو گی۔

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

اگر ایسے مقلّد کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف پاکر امام کے مسلک کو چھوڑ سکتا ہے تو اس کا نتیجہ شدید افراتفری اور سنگین گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ (۱)

مولانا نے جو بیان کیا دل کے راز کو طشت از بام کیا اور خبث باطن کو آشکار کیا۔ مقلّدین کو حدیث کی حیثیت آج تک یہی معلوم ہوسکی ہے کہ حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے اور اس سے افراتفری پھیلتی ہے۔ اس افراتفری کی نوعیت نہ تو اللہ تعالیٰ نے بیان کی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ سمجھ سکے۔ قرآن نے جس رسول کی اطاعت کو ذریعہ نجات اور نسخہ اتحاد سے تعبیر کیا۔ ان حضرات نے اس کو افراتفری پر محمول کیا۔ صحابہ کبار میں جب نزاع ہوتا تو وہ جس نسخے کو استعمال کر کے ایک ہو جاتے تھے۔ اب وہی نسخہ ان حضرات کی نظر میں افتراق و اختلاف کا سبب بنا۔ جس بات کا اعلان آئمہ عظام نے کیا وہ اعلان ان کو غلط اور لغو معلوم ہوا اور پھر یہ نکتہ مولانا تقی

۱۔ تقلید کی شرعی حیثیت ص ۸۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کی کانشیس (عقل) میں پڑکا کہ احادیث پر عمل کرنے سے تو گمراہی لازم آتی ہے لیکن کسی امتی کے قول وفعل کو دین بنانا راہ نجات کی دلیل ہے جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے کہیں نہیں۔

عوام کا کیا تعلق کہ وہ کتاب وسنّت پر عمل کریں۔ کتاب وسنّت پر عمل کرنا تو صرف مجتہدین کا کام ہے۔ اگر یہی بات اہل قرآن (چکڑالوی یا پرویزی) کہیں تو ان پر جھٹ کفر کا فتویٰ لیکن اگر کوئی اور صاحب ان سے بھی دو قدم آگے نکل جائے تو وہ طائفہ منصورہ کا لیڈر اور جنت کے ٹکٹوں کا ٹھیکیدار۔

عوام کو تو انہوں بطور مثال پیش کیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے جبوں، قباؤں، ستاروں والے بھی بہت سی صحیح احادیث سے منہ بسوڑے ہوئے ہیں۔ امام کی بات جس کے حق اور درست ہونے کی ان کے پاس سوائے ظن اور قیاس کے کوئی دلیل نہیں، بسروچشم قبول کر لیتے ہیں لیکن احادیث صحیحہ جن کی صحت پر اوّلین دور کے مسلمانوں کا اجماع بھی ہو چکا ہے ان حضرات کو اس کو قبول کرنے اور عمل کرنے سے گمراہی نظر آتی ہے۔

ان کو حدیث پر عمل کرنے سے گمراہی کیوں نظر نہ آئے جب کہ ان کے اکثر اصول معتزلہ کے مرہون منت ہیں اور معتزلہ سب سے پہلے لوگ تھے جنہوں نے قیاس اور عقل کو قرآن وحدیث پر ترجیح دی تھی اور جو آیت یا حدیث بھی ان کے خود ساختہ عقائد کے مخالف نظر آئی اس کی تاویل کر ڈالی یا پھر انکار ہی کر دیا۔ (۱)

یہی معتزلہ والا رنگ اصول فقہ میں سمو دیا گیا اور احادیث کے خلاف معتزلہ کی خوفناک سازش غیر شعوری طور پر ان حضرات میں بھی اثر کر گئی۔

ا۔ آثار امام شافعی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

شاہ ولی اللہ دہلوی ان اصولوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مبسوط سرخسی ہدایہ وغیرہ میں جو جدل مناقشات اور مباحثات پائے جاتے ہیں۔حنفی کی اصل بنیادیں ہیں۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ سب اصول معتزلہ کی اختراع اور ایجاد ہیں۔(۱)

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اصول حنفیت کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

((وكذلك الحنفى يخلط بمذهب ابى حنيفه شيئاً من اصول المعتزله والكرامية والكلابية و يضيفه الى مذهبه و هذا من جنس الرفض والتشيع.)) (۲)

''حنفی امام ابوحنیفہ کے مذہب کو معتزلہ، کرامیہ اور کلابیہ کے اصولوں کے ساتھ گڈ مڈ اور خلط ملط کر دیتے ہیں۔ اور یہ کام شیعہ اور رافضیوں کی جنس سے ہے۔''

اصول فقہ اور حنفی فقہا کے متعلق مولانا عبدالحی لکھنوی کی تحقیق:

''فكم من حنفى حنفى فى الفروع معتزلى عقيدة كالزمخشر و غيره كمولف القنيه والحاوى والمجتبى شرح مختصر القدورى نجم الدين الزاهدى و كعبد الجبار و ابى هاشم الجبائى و غيرهم))

((وكم من حنفى حنفى فرعا مرجئى او زيدى اصلاً و بالجملة

۱۔ حجتہ اللہ ۲۔ منہاج السنہ ج ۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

فالحنفية لها فروع باعتبار اختلاف العقيدة فمنهم الشيعة ومنهم المعتزله و منهم المرجئة))(۱)

''پس کتنے حنفی فقہا اور علماء ہیں جو فروع میں حنفی ہیں اور اعتقادی طور پر معتزلی ہیں جیسا کہ علامہ زمخشری اور قدوری کا شارح نجم الدین زاہدی اور ایسے ہی عبد الجبار اور ابو ہاشم جبائی وغیرہم مسلکاً حنفی تھے اور اعتقاداً معتزلہ تھے اور اسی طرح بہت سے علماء جو فروع میں حنفی تھے عقیدہ میں شیعہ، معتزلہ اور مرجیہ تھے۔''

مذکورہ بالا تصریحات اور تشریحات سے واضح ہو گیا کہ اصول فقہ حنفیہ اصل میں بہت سے مذاہب کے اصولوں کا معجون مرکب ہے۔ اسی بنا پر تو احادیث کا زیادہ ردّ انہیں اصولوں کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ اکثر اصول ساز معتزلہ اور دیگر مذاہب باطلہ سے تعلق رکھتے تھے

قیاس کی وجہ سے احادیث کا ردّ

جب اصول ان حضرات کے وضع کیے ہوئے ہیں جو احادیث کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ وہ نقل کی بجائے عقل کے دلدادہ تھے تو اس کا نتیجہ بھی ویسا ہی نکلنا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسی صحیح احادیث کا تقلید کی بنا پر ردّ کیا گیا جن کی صحت کا مقلدین بھی انکار نہیں کر سکتے اور ان کو ان صحیح احادیث کے ردّ کرنے میں صرف تقلید کی بوسیدہ بیساکھیوں کا سہارا لینا پڑا۔ اس سلسلہ میں ہم ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جو صحت کے درجہ کمال کو پہنچی ہوئی ہیں لیکن چونکہ وہ ان کے ائمہ کے اقوال کے

۱۔ الرافع والتکمیل ص ۳۸۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

خلاف ہیں اس لئے وہ قابل عمل نہ ٹھہریں۔ مشہور حنفی اصول دان علامہ حسام الدین فرماتے ہیں۔

((ان کان الراوی معروفا بالعدالة والحفظ والضبط دون الفقه مثل ابی هریرة و انس بن مالک فان وافق حدیثه القیاس عمل به وان خالفه له یترک للضرورة وانسداد وباب الرای و ذالک مثل حدیث ابی هریرة فی المصراة.)) (۱)

اگر راوی (صحابی) عادل، حافظ اور ضابط ہو لیکن وہ فقیہ نہ ہو۔ اگر اس کی حدیث قیاس کے موافق ہو تو اسے قبول کر لی جائے گی ورنہ چھوڑ دی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ ہیں تا کہ رائے کا دروازہ بند نہ ہو۔

اس کے قریب قریب الفاظ صاحب اصول الشاشی نے فرمائے ہیں۔ لیکن ان میں یہ زیادتی ہے

((فان وافق الخبر القیاس فلاخفاء فی لزوم العمل به وان خالفه کان العمل بالقیاس اولیٰ)) (۲)

''اگر حدیث قیاس کے موافق ہو تو عمل ضروری ہو گا۔ اگر قیاس کے مخالف ہو تو حدیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہو گا۔،،

اس عبارت میں جس حدیث کی وضاحت کی گئی ہے اس کے صحیح ہونے میں کسی کو آج تک شک نہیں گزرا لیکن اگر شک ہو رہا ہے تو ان حضرات کو جو قیاس ہی کو

۱- الحسامی ص ۷۵ ۲- اصول الشاشی ص ۱۲۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

بنیاد سمجھتے ہیں خدا معلوم انہوں نے فقیہہ اور غیر فقیہہ کی خلیج کو اتنا وسیع کیوں کر دیا کہ وہ ختم ہونے کو آتی ہی نہیں جو حدیث ان کے مسلک کے خلاف ہو تو وہ غیر فقیہہ صحابی کی ہو گئی خواہ اس اصول میں صحابی کی عظمت و عصمت کا کچھ پاس باقی نہ رہے۔ اس اصول میں دو بزرگ صحابہ کرام کو غیر فقیہہ کے القاب سے نوازا گیا۔ آخر انہیں غیر فقیہہ کیوں بنایا گیا وہ اس لئے کہ یہ دونوں صحابی مکثّرین میں سے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایات کی تعداد کو کوئی دوسرا صحابی نہیں پہنچ سکا پھر ان کی اکثر روایات حنفی مذہب کے خلاف ہیں۔

ان حضرات کے اصولوں میں تناقض ملاحظہ فرمایئے۔ اگر ابو ہریرہؓ کا کوئی ضعیف السند فتویٰ ان کے موافق پڑتا ہو تو اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ غیر فقیہہ نہیں بلکہ اچھے ظن والے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً

اگر کسی برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو صحیح حدیث کی رو سے اسے سات مرتبہ دھونا چاہئے اور حدیث ایسی صحیح جس کی صحت کا ان کو بھی انکار نہیں لیکن اس حدیث کا ردّ حضرت ابو ہریرہؓ کے اس ضعیف السند اور بے ثبوت فتویٰ کی وجہ سے کر دیا گیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا ذاتی فتویٰ یہ ہے کہ اس برتن کو تین مرتبہ دھونا چونکہ ابو ہریرہ کا یہ فتوی ان کے نزہب کے موافق تھا تو فورا کہ دیا۔

((نحسن به الظّن و مثله لا يخالف الحديث)) (۱)

''ہم ابو ہریرہؓ پر حسن ظن رکھتے ہیں کیونکہ ابو ہریرہؓ جیسا صحابی حدیث کی مخالفت نہیں کر سکتا۔''

۱۔ تقریر ترمذی ص ۳۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حافظ عنایت اللہ اثری مرحوم غیر فقیہہ کے اصول پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت ابو ہریرۃؓ کے متعلق اسلام کے مختلف گمراہ فرقوں نے ہرزہ سرائی کی ہے کہ وہ ایک غیر فقیہہ شخص تھے۔

اصول حنفیہ کی معتبر کتاب مراۃ الوصول معہ شرح مرقاۃ الاصول میں حالات رواۃ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

فقہاء صحابہ کی روایات قیاس کے موافق ہوں یا مخالف سب قبول مگر ہاں ابو ہریرۃؓ کی روایات مخالف قیاس ہرگز قبول نہیں کی جائیں گی کیونکہ وہ غیر فقیہہ تھے۔

پھر اس بیہودگی پر فخر کہ اس میں ابو ہریرہ کی کچھ تنقیص نہیں بلکہ ایک باریک نکتہ ہے کہ حدیث کو اس ترکیب سے ترک کرنا چاہئے۔ مستدرک حاکم کے قلمی نسخے میں ابو ہریرۃؓ کے تذکرے پر امام حاکم نے تحریر فرمایا ہے۔

معتزلہ، معطلہ، قدریہ، خوارج اور حنفی فقہاء علم وعقل سے نابلد فہم و فراست سے کورے دل کے اندھے ابو ہریرۃؓ حافظ حدیث کو غیر فقیہہ قرار دے کر اپنے مذاہب باطلہ و خیالات فاسدہ کی حمایت و نصرت میں ان کی روایات کردہ مرفوع حدیثوں کو ردّ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ابو ہریرۃؓ بہت بڑے فقیہہ اور حافظ حدیث تھے۔ اکابر صحابہ کو آپ کے تلمذ کا شرف حاصل تھا۔ عبد اللہ بن عباس، ابن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عائشہ جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، ابو موسیٰ، ابی بن کعب، زید بن ثابت،

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مسعود بن مخرمہ، عتبہ بن حارث، ابو ایوب انصاری، ابو رافع، ابو امامہ، ابوالطفیل ابورزین، ابو حداد، ابو بصرہ شداد بن ھاد، عبد اللہ بن ابی حداد، واثلہ بن اسقع، قبیصہ بن ذویب، شرید بن سوید، سائب بن یزید، عمرو بن حمق، عبد اللہ بن حکیم، حجاج بن ارطات وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد تھے (آپ سے رویت بیان کرنے والے تھے) تعجب ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ حافظ حدیث ہی نہیں بلکہ حافظ اسلام تھے۔ ۵۶۷۴ حدیثوں کا راوی تو غیر فقیہہ اور بیس حدیثوں سے بھی کم روایت کرنے والے کو بہت بڑا فقیہہ سمجھا جائے۔

مرزا قادیانی نے بھی تو یہی حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق بے ہودہ گوئی کی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کو غبی (بے وقوف) کہا ہے۔ (۱)

اعلیٰ حضرت بریلوی حدیث کے قبول نہ کرنیکے اصول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ کبھی مجتہد حدیث پر غیر متواتر ہونے کی وجہ سے عمل نہیں کرتا وہ اس لئے کہ کتاب اللہ منسوخ نہ آئے۔

۲۔ یا احادیثِ احاد سے کتاب اللہ پر زیادتی لازم نہ آجائے۔

۳۔ دو صحیح احادیث آپس میں مخالف ہوں۔

۴۔ علماء کا عمل اس حدیث کے خلاف ہو۔

۵۔ حکم علت ختم ہو جائے۔

۶۔ حدیث پر عمل کرنے سے دین میں حرج واقع ہوتا ہو۔ (۲)

ان اصول ستہ کو وضع کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اگر کسی مجتہد نے کسی

۱۔ تخصیص المکمل ص ۳۴ ۲۔ الفضل الموھی ۲۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حدیث پر عمل نہیں کیا تو اس پر کوئی ایسا الزام یا حرف نہ آجائے کہ امام نے فلاں حدیث پر عمل نہیں کیا اور مجتہد کے قول کو ثابت کرنے میں کسی قسم کی اُلجھن باقی نہ رہے۔

اس سے قبل آپ غیر فقیہہ کی بحث ملاحظہ کر چکے ہیں ان لوگوں کو قیاس سے کتنا پیار ہے کہ اس کو کسی حالت میں بھی ترک کرنا گوارہ نہیں کرتے خواہ اکابر صحابہ کرام کی کتنی ہی توہین کیوں نہ ہو جائے۔

مقلّدین کی نظر میں ابو ہریرہ، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عبد اللہ بن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام کے تمام غیر فقیہہ ہیں۔ ان سے اگر پوچھا جائے کہ اگر یہ صحابہ غیر فقیہہ ہیں تو فقیہہ صحابہ کون سے ہوں گے؟

لہرائے علم ملّت بیضا کے جہاں میں
معدوم انہوں نے کیے باطل کے شرارے

۹۔ تقلید کی وجہ سے حدیث کا ردّ

مقلدین نے سنت سے منہ موڑ کر اقوال آئمہ پر ایسا تمسّک کیا کہ ((اتخذوا احبارھم و رھبانھم)) کا مکمل نقشہ سامنے آگیا اور وہ احادیث بھی حرف بحرف پوری ہوتی دین جن میں رسول اللہ ﷺ نے اُمّت محمّدیہ کو اہل کتاب کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ محدّث الاحناف شارح مشکوٰۃ ملاّ علی قاری حدیث پر تقلید کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

((ولااشكال فى ظاهر الحديث على مقتضىٰ مذهب الشافعى فانه محمول على حالة القصر و قد صلى بالطائفة

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

الثانية نفلاً وعلى قواعد مذهبنا مشكل جداً)) (۱)

"حدیث اپنے معنی میں بالکل واضح اور ظاہر ہے اور شافعی مذہب کی صریح موید یعنی حمائت میں صاف دلیل ہے لیکن اس حدیث پر ہمارے مذہب کے مطابق عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ لہٰذا ہم اس حدیث کو ظاہری حالت میں کبھی قبول نہیں کر سکتے۔"

امام الاحناف تقلید کی وجہ سے صحیح حدیث کا ردّ ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

((نعم نفس المومن تميل الى قول المخالف في مسئلة السّب لكن اتباعنا للمذهب واجب)) (۲)

((رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے، یہ صحیح حدیث ہے اور اسی پر جمہور اور اہل حدیث کا عمل وفتویٰ ہے لیکن حنفی مذہب کے مطابق اس کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ذمی ہے تو اس کے عہد میں بھی فرق نہیں پڑے گا))۔ اسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے شیخ ابن الہمام نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ

((مومن کا نفس مخالف کے قول کو قبول کرتا ہے لیکن ہم اس کو اس لئے نہیں مانتے کہ حنفی مذہب کے خلاف ہے اور ہم پر حنفی مذہب کی اتباع لازم ہے۔))

بانی مذہبِ دیو بند شیخ الاحناف مولانا محمود حسن المعروف شیخ الہند حنفیت کے خلاف ایک صحیح حدیث کی تاویل سے عاجز آ کر آخر تقلیدی حربے کو استعمال کرتے ہیں۔

((فالحاصل ان مسئلة الخيار من مهمّات المسائل و خالف ابو حنيفه. فيه الجمهور و كثير من الناس المتقدمين

۱۔ مرقاۃ ص ۲۸۲ ج ۳ ۲۔ البحر الرائق ص ۱۱۵ ج ۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

والمتاخرین صنفوا رسائل فی تردید مذهبه و رجحّ مولانا شاہ ولی اللہ المحدث الدهلوی فی رسائله مذهب الشافعی من جهة الحدیث والنصوص و کذالک قال شیخنا یترجیحّ مذهبه و قال الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی هذه المسئلة و نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفه)). (۱)

''بیع خیار مشکل ترین مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں جمہور کی مخالفت کی ہے۔ بہت سے متقدّمین اور متاخرین نے اس مسئلہ میں رسالے بھی تحریر کئے ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے بھی جمہور اور شافعی مسلک کو ترجیح دی ہے حق اور انصاف کی یہی بات ہے کہ احادیث اور دلائل قطعیہ امام شافعی کے مذہب کی تائید میں مضبوط اور پختہ ہیں لیکن ہم اس مسئلہ کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ ہم ابو حنیفہ کے مقلّد ہیں اور ہم پر تقلید واجب ہے''

مفتی احمد یار خان نے تو معاملہ ہی صاف کر دیا فرماتے ہیں

((حدیث کا ضعیف ہو جانا غیر مقلدوں کے لے قیامت ہے کیونکہ ان کے مذہب کا دارومدار ان روایتوں پر ہی ہے رواتے ضعیف ہوئی تو ان کا مسئلہ بھی فنا ہوا اگر حنفیوں کے لے ہی ہے کچھ مضر نہیں کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتے ہیں ان کی دلیل صرف قول امام ہے۔ (۲)

برصغیر میں ایسے حنفیوں کی قلت نہیں جو حضرت امام کے قول وفعل کو حرف آخر تسلیم کرتے ہیں اور احادیث کا کمال جرأت اور بے باکی سے ردّ کر دیتے ہیں۔ اور ان کی کیفیت اس سے چنداں مختلف نہیں۔

۱۔ تقریر ترمذی ص ۳۹ ۲۔ جاء الحق ص ۹ ج ۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

پھرے زمین پھرے آسمان ہوا پھر جائے
پھریں گے تجھ سے نہ ہم، ہم سے گو خدا پھر جائے

تقلید کی وجہ سے ایک دو احادیث کا انکار نہیں ہوا بلکہ انکار حدیث کے مستقل دروازے کھول دیئے گئے اور اس کے لئے باقائدہ اصل وضع کر لے گئے اور جی بھر کر احادیث رسول کا مذاق اڑایا گیا۔ ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ چند احادیث کی فہرست قارئین کی نظر کرتے ہیں جن کا صرف تقلید اور قیاس کی وجہ سے انکار کیا گیا۔

(۱) بیع عرایا۔ (۲)- نئی بیوی کی باری کی تقسیم - (۳) کنوارے زانی کو جلا وطن کرنا - (۴) حج میں شرط لگانا - (۵) جرابوں پر مسح کا جائز ہونا - (۶) بھول کر نماز میں کلام کرنا - (۷) لقطہ کی تشہیر - (۸) مصّرات کا اختیار - (۹) مرض الموت میں غلام آزاد کرتے وقت قرعہ اندازی کرنا - (۱۰) خیار مجلس (۱۱) بھول کر روزہ دار کھا پی لے تو روزہ پورا کرنا - (۱۲) نمازی صبح کی نماز پڑھ رہا ہو تو سورج طلوع ہو جائے اور اس نے ایک رکعت پڑھ لی ہو تو نماز پوری کرنا - (۱۳) میت کی طرف سے روزہ رکھنا - (۱۴) مایوس مریض کی طرف سے حج بدل کرنا قیافہ سے حکم ثابت کرنا - (۱۵) تر کھجوروں کی خشک کھجوروں سے بیع کی ممانعت (۱۶)- بیع المدبر- (۱۷) ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کرنا - (۱۸) زانیہ لونڈی کا حکم - (۱۹) طلاق کے وقت بچے کو ماں باپ کے درمیان اختیار دینا - (۲۰) ربع دینار میں چور کے ہاتھ کاٹنے - (۲۱) اہل کتاب اگر زنا کر لے تو ان کو بھی رجم کیا جائے - (۲۲) سوتیلی ماں سے نکاح کرنے والے کی گردن کو اُڑا دیا جائے اور اس کا مال ضبط کر لیا جائے (۲۳) مومن کو کافر کے بدلے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

قتل نہیں کیا جائے گا - (۲۴) حلالہ کرنے والے پر لعنت - (۲۵) بغیر ولی کے نکاح باطل ہے - (۲۶) طلاق بائنہ کی صورت میں خاوند کے ذمے نہ مکان ہے اور نہ خرچہ ہے - (۲۷) لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینا اور اس کی آزادی کو مہر مقرر کرنا - (۲۸) لوہے کی انگوٹھی کا مہر میں جائز ہونا - (۲۹) ہر نشہ آور چیز حرام ہے - (۳۰) پانچ وسق سے کم زکوٰۃ نہیں - (۳۱) مزارعت اور مساقات - (۳۲) اگر مادہ کے پیٹ میں بچہ ہو تو مادہ کو ذبح کرنے سے بچہ بھی ذبح کے حکم میں ہوگا - (۳۳) رہن والی چیز سے فائدہ حاصل کرنا - (۳۴) شراب کا سرکہ بنانا ناجائز ہے - (۳۵) جنگ میں ایک شخص کے پاس گھوڑا ہے تو مال غنیمت میں اس کو تین حصے ملیں گے - (۳۶) مدینہ حرم ہے - قربانی کے جانور کو شعار کرنا جائز ہے - (۳۷) محرم جب تہبند نہ پائے تو شلوار پہن لے - (۳۸) ایک باپ کے چند بیٹے ہیں تو وہ ان میں سے کسی ایک بیٹے کو جائیداد میں دوسروں سے زیادہ حصہ نہیں دے سکتا کیونکہ یہ ظلم ہے اور نہ ہی اس زیادتی پر گواہی دینا جائز ہے - (۳۹) بیٹے کا مال باپ کے لئے ہے - (۴۰) اُونٹ کا گوشت کھانے سے وضوضروری ہے (۴۱) پگڑی پر مسح جائز ہے - (۴۲) جماعت ہو رہی ہے ایک آدمی صف میں اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے تو وہ نماز کو لوٹائے - (۴۳) امام خطبہ دے رہا ہے تو اس دوران میں آنے والا دو رکعت پڑھے - (۴۴) غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے - (۴۵) آمین بلند آواز سے کہنا - (۴۶) باپ بیٹے کو تحفہ دیتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ واپس لے لے - (۴۷) شیر خوار لڑکے کے پیشاب کو دھونا ضروری نہیں بلکہ چھینٹے مارنا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کافی ہے- (۴۸) قبر پر نماز جنازہ جائز ہے- (۴۹) جلود اسباع سے منع کرنے والی حدیث - (۵۰) پڑوسی کو دیوار میں شہتیر رکھنے دیا جائے - (۵۱) شرائط نکاح کو پورا کرنا - (۵۲) کسی کے نکاح میں دو حقیقی بہنیں ہیں بعد میں وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو اسے اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کو چاہے طلاق دے دے- (۵۳) سواری پر چڑھنا جائز ہے- (۵۴) (کچلی والے درندے حرام ہیں - (۵۵) نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا - (۵۶) ایک اور پانچ وتر پڑھنا جائز ہے- (۵۷) رکوع جاتے وقت اور سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا - (۵۸) استفتاح کا حکم - (۵۹) رکوع اور سجود کو مکمل اور درست کئے بغیر نماز نہیں ہوتی - (۶۰) نماز کی حالت میں بچے کو اٹھانا جائز ہے- (۶۱) جب آپ سفر پر جاتے تو بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے - (۶۲) عقیقہ سنّت ہے - (۶۳) اگر کوئی شخص کسی کے مکان میں بغیر اجازت کے جھانکے تو مکان والا کوئی چیز پھینک کر زخمی کر دے تو اس پر قصاص نہیں - (۶۴) اگر کسی نے کسی دوسرے شخص کا ہاتھ منہ میں کاٹنے کے لئے ڈالا تو دوسرے شخص نے ہاتھ کھینچا اور کاٹنے والے کے دانت باہر آ گئے تو اس پر کوئی دیت نہیں - (۶۵) تہجد کے لئے اذان جائز ہے - (۶۶) جمعہ کے دن کو روزے کے لئے خاص کرنا منع ہے - (۶۷) نماز استسقاء جائز ہے- (۶۸) مادّہ پہ سانڈ چھوڑنے کی کمائی ناجائز ہے - (۶۹) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں فوت ہو جائے تو اس کا سر نہ ڈھانپنا چاہیئے۔

مذکورہ بالا تمام احادیث کا تقلید اور قیاس کی وجہ سے انکار کیا گیا ہے۔ ہم نے بطور نمونہ یہ چند احادیث ذکر کی ہیں اگر مزید معلوم کرنی ہوں تو اعلام الموقعین کی طرف

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

رجوع کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ بہت سی احادیث آپ کو ملیں گی جو صحت کے اعتبار سے متفق علیہ ہیں لیکن ان کا انکار محض تقلید کی وجہ سے کیا گیا ہے حالانکہ ان میں کوئی ایسی علت موجود نہ تھی کہ ان کو ردّ کیا جاتا اگر ان احادیث کا انکار ہوا ہے تو وہ محض اس لئے کہ مقلّدین کے نزدیک حدیث پر عمل کرنا انتشار اور گمراہی کا باعث ہے یہ لوگ صراط مستقیم کو تو چھوڑ کر خود ایسی من مانی میں مبتلا ہوئے کہ جس میں حدیث کی عظمت کا کوئی پاس باقی نہ رہا جس حدیث کا چاہا انکار کر دیا اور جس حدیث کو چاہا قبول کر لیا۔

قرآن کے ظاہر پر عمل کرنا کفر ہے

تقلید کو جب سے عروج حاصل ہوا ہے مقلّدین نئے نئے انداز میں ڈھینگیں مارتے دکھائی دیتے ہیں۔ کتاب وسنت کی ان کے نزدیک چنداں اہمیّت نہیں، کبھی انکار حدیث کے لئے اصول وضع کیے جا رہے ہیں کبھی اس سے تمسخرانہ رویہ روا رکھا جا رہا ہے، اب ایک صاحب نئے نئے اُٹھے ہیں تو فرما دیا کہ کتاب وسنّت کے ظاہری الفاظ پر عمل کرنا کفر ہے۔

مفسر قرآن علامہ صاوی مالکی جوشِ تقلید میں آکر فرماتے ہیں:

((ولا یجوز تقلید ما عدا المذاهب الاربعة ولو وافق الصحابة والحدیث الصحیح والایة فالخارج عن المذاهب الاربعة ضال مضل وربما اداه ذالِک الکفر لان الاخذ بظواهر الکتاب والسنة من اصول الکفر))"(۱)

مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ آثار صحابہ احادیث یا قرآن کے موافق ہی ہو۔ مذاہب اربعہ

۱۔ تفسیر صاوی ص۱۰ ج۲ بر حاشیہ جلالین مصری

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سے نکلنے والا گمراہ ہے بلکہ بسا اوقات کفر تک پہنچ جاتا ہے وہ اس لیے کہ کتاب وسنت کے ظاہر پر عمل کرنا اصول کفر میں سے ہے۔،،

حقیقت میں تقلید نے ان کو ایسی راہ پر چلایا کہ ان کو قرآن اور حدیث کے ظاہری الفاظ کے معنی اور مفہوم پر عمل کرنا کفر نظر آتا ہے حالانکہ قرآن کریم عوام وخواص کے لیے اُترا ہے جس کے ظاہر مفہوم کو ہر کوئی پا سکتا ہے لیکن شاید ان کو کہیں سے معلوم ہوا ہو کہ ظاہری الفاظ ذریعہ ہدایت نہیں بلکہ گمراہی اور کُفر کا ذریعہ ہیں قرآن کریم میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ تم ظاہری الفاظ کو چھوڑ کر باطن مفہوم کے پیچھے پڑ جاو اور یہی حالت احادیث رسول کی ہے۔

صحابہ کرام نے آپ کو جس طرح عمل کرتے دیکھا اسی طریق پہ عمل کر لیا۔ باطنیّت کی طرف کبھی ان کا دھیان تک نہ گیا کہ آپ نے وضوایسے کیا، لہذا ہم کو اس کے باطنی راز معلوم کرنے چاہئیں اور اس طریقہ سے ہٹ کر باطنی اور پوشیدہ طریق کو اپنانا چاہیے۔

باطنیت کا مفہوم ان کے ہاں شاید وہ ہو جس کا نعرہ بھنگی، جام نوش بلند کرتے ہیں اور ایسی ہزلیات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جو کوئی صاحب شعور سننا گوارنہیں کرتا چنانچہ قرآن کے ظاہری الفاظ سے منہ موڑنے کا ہی یہ نتیجہ نکلا ہے کہ نماز کے ارکان یعنی رکوع اور سجدے سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا بلکہ نماز ان کے ہاں دل کا تصور ہے جسے نمازی دل میں پیدا کرتا ہے۔ پس دل میں نماز کا تصور پیدا ہوتے ہی نماز خود بخود پڑھی گئی۔ قیام رکوع۔ سجدے اور تشہد کوئی ضروری نہ رہے۔ کھاتے پیتے نیت کا

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

روزہ دُرست ہے۔

تقلید نے ذہنوں کو آورگی سے کیا بچانا تھا خود ذہنی انتشار پیدا کر دیا قوم کے ذہنوں سے کتاب وسنت کا تقدس اٹھ گیا اور لوگ بدعمل ہو گئے اور ان بے عمل لوگوں کی حوصلہ افزائی یوں کر دی کہ قرآن وحدیث کے ظاہری پر عمل نہ کرنا کیونکہ اس سے کفر لازم آتا ہے ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

شاید کوئی ہمارے ملک کا علامہ اس مفروضہ کو توڑنے کی کوشش کرے اور کہے کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ علامہ صاوی مالکی تھے حنفی نہ تھے ہم نے اس قول کو تقلید کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کیونکہ تعصب اور تقلید کے معاملہ میں تمام مقلدین علاتی نہیں تو اخیافی بھائی ضرور ہیں۔

پھر ہمارے ملک کے مشہور حنفی عالم مولوی احمد یار گجراتی نے اس عبارت کو بنفس نفیس اہلحدیث حضرات پر اتمام حجت کے لیے اپنی شاہکار کتاب جاء الحق (۱) میں درج کیا ہے۔ اور اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ہمارے (احناف کے) ہاں بھی معاملہ ایسے ہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے ظاہر پر عمل کرنا کفر ہے۔

اُمت تقلید یا کم از کم بریلویت کے ہاں قرآن وحدیث کے ظاہر پر عمل کرنے سے کفر لازم آتا ہوگا کیونکہ ان کے عقائد بھی تو ظاہری قرآن کے خلاف ہی ہیں لیکن ہم تو سمجھتے ہیں کہ قرآن کے ظاہری الفاظ ومفہوم کو بدلنا یا سنت رسول کا اسی حثیت سے جو ہمارے سامنے ہے انکار کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے منشاء اور مقصد کے

۱- جاء الحق ص ۲۶ ج ۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

منافی ہے۔ محدث الہند علامہ طاہرؒ فرماتے ہیں۔

((النصوص علی ظواهرها والعدول الی معانٍ باطنٍ الحاد)) (۱)

(نصوص (کتاب وسنّت کے دلائل) کے ظاہری مفہوم سے انحراف کرنا کفر ہے۔

لیکن ان حضرات سے ہمیں کہاں امید ہوسکتی ہے کہ یہ نصوص کے ظاہری مفہوم پہ عمل کریں گے کیونکہ آئے دن بدعات کے جواز میں بے سند اور موضوع روایات کو جن کا رسول عربی ﷺ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا، درج کرنے میں نہ صرف فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اپنے عالم ہونے کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔

۱۱۔ اہل کتاب والا دعویٰ

اب مقلدین کے اس دعویٰ کو لیجئے کہ مذاہب اربعہ سے نکلنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ ایسا دعویٰ ہے جو اہل کتاب سے حرف بحرف ملتا جلتا ہے وہ بھی کہا کرتے تھے جنّت کے وارث صرف اہل کتاب ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہ تھی اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ((قل هاتوا برهانكم ان كنتم صٰدقين۔))

تم نے یہ دعویٰ تو کر دیا کہ جنّت کے وارث صرف ہم ہی ہیں اس پر کوئی دلیل تو پیش کرو۔ اگر تم میں سچائی ہے۔ لیکن دلیل کہاں سے پیش کرتے دعویٰ ہی غلط بنیاد پر تھا۔ اسی طرح جب مقلدین سے مذاہب اربعہ کی تخصیص پر کوئی دلیل طلب کی جاتی ہے

۱۔ مجمع البحار ص ۵۳۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کہ تم ایک ہی دلیل بتاؤ کہ جس میں یہ ہو کہ جنّت کے وارث حنفی، مالکی، شافعی اور حنابلہ ہیں۔ جو ان چاروں مذہبوں کو قبول نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں تو اس وقت ان کی حالت قابل دید ہوتی ہے کیونکہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

یہ دعویٰ عقل کے اعتبار سے بھی محال اور ناممکن ہے کیونکہ جو لوگ مذاہب اربعہ کو قبول نہیں کرتے بلکہ کتاب سنّت کو اپنے لئے ہدائت اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں اور انہیں پر عمل کرتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا۔ کیا وہ جنّت کے وارث یا حقدار ہوں گے یا وہ حضرات جو کتاب و سنّت کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔ بلکہ ائمہ کے اقوال پر اعتکاف کیے ہوئے ہیں؟

چوتھی ہجری تک جب کہ مذاہب اربعہ کا رواج نہیں ہوا تھا۔ لوگ مسلمان تھے یا نہیں؟ اور کیا وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے جنّت کے مستحق ہوں گے یا نہیں؟ اگر وہ تقلیدی بندشوں سے آزاد رہ کر ایمان والے تھے تو آج کے اور وہ مسلمان جو تقلید کے بندھن کو اپنے لئے ضروری نہیں سمجھتے بلکہ کتاب و سنّت پر عمل کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں یقیناً ایمان دار ہیں۔

۱۲۔ تقلید قبول اسلام میں رکاوٹ:

روس کے بہت بڑے محدث اور عالم محمد سلطان المعصومی فرماتے ہیں۔ مجھے ٹوکیو (جاپان) کے مسلمانوں کی طرف سے ایک خط ملا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

جاپان کے چند تعلیم یافتہ اور روشن دماغ حضرات نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو ان دنوں ٹوکیو میں ایک عالمی اسلامی کانفرنس منعقد ہو رہی تھی تو انھوں نے وہاں اپنا خیال ظاہر کیا تو ہندوستان سے تعلق رکھنے والے حضرات نے کہا کہ تم

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کرو۔ اس لے کہ وہ امت کے سراج تھے جاوہ انڈونیشیا سے آتے ہوئے وفد نے کہانہیں بلکہ تم شافعی مذہب قبول کرو۔ جب جاپانیوں نے اس مذہبی کشمکش کا ملاحظہ کیا تو انہوں نے اس پر انتہائی تعجب کیا اور اپنے قصد پر حیران اور پریشان ہو گئے اس طرح تقلیدی کھینچا تانی اسلام قبول کرنے کے راستہ میں رکاوٹ بن گئی، اور وہ اسلام قبول کرتے کرتے رہ گئے۔ (۱)

۱۳۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ!!!

آپ نے اُپر والا کرشمہ تو دیکھ لیا اب اس سے بھی عجیب کرشمہ ملاحظہ فرمائیے:

موجودہ صدی کے حنفی بریلوی مجدّد مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنی کتب کا کتاب وسنّت سے مقابلہ اور موازنہ کیا تو ان کو ہدایت قرآن و حدیث کی بجائے اپنی کتابوں میں نظر آئی چنانچہ اسی کے تحت وہ اپنے معتقدین کو اپنی کتابوں پر عمل کرنے کی تاکید کے ساتھ وصیت فرمارہے ہیں:

> حتی الامکان اتباع سنّت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (۲)

اگر ایسا جملہ کسی مخالف فریق کے قلم سے نکلا ہوتا یا اس کا اشارہ بھی ملتا تو اس پر آج سے قبل کفر کے فتوے چسپاں کر دیئے جاتے لیکن چونکہ یہ اعلیٰ حضرت کے نوکِ قلم پر آیا ہے جو خود تو مقلّد ہیں لیکن دوسروں کے لئے مجدّد اور پھر تجدید بھی با کمال یعنی سنّت سے دشمنی اور بدعت کا پرچار۔ اس لئے یہاں لب پہ خاموشی ہے۔

۱۔ ھل المسلم ملزم باتباع مذہب معین ص ۳۲ بتحقیق سلیم الحلالی ۲۔ وصایا شریف ص ۱۰

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ایسی آزادخیالی مقلدین کے حصے میں آئی ہے کہ وہ کتاب وسنت کے مقابلہ میں امام کے قول کو تو قبول کرتے ہی تھے لیکن اگر جی میں آئے تو اماموں کو بھی پیچھے چھوڑ کر خود آگے بڑھ جاتے ہیں۔

وہ کتابیں ہیں کیا جن کو کتاب وسنت کے مقابلہ میں تفوق دینے کی کوشش کی گئی ہے تو یہ ایک طویل بحث ہے ہاں اتنی گزارش ضرور ہے کہ ان کتابوں میں بحیلہ زنا حلال ہے (ملفوظات) متبعین کتاب وسنت اور علماء حق پر سب وشتم کی بارش (فتاویٰ رضویہ) شیطانی وسواس (احکام شریعت اور ملفوظات) سنت کے ردّ کے اصول (الفضل الموھبی) توحید باری تعالیٰ سے مذاق (احکام شریعت و اتیان الارواح) اور ایسے بیسیوں نظریات جو لغو وحشو ہونے میں بے نظیر ہیں۔

۱۴۔ شیعیت سے مماثلت:

اصول حنفیہ اور اصول تشیع میں بعض دفعہ تانیں باہم مل جاتی ہیں۔ جیسے حنفی اپنے امام کے قول کو احادیث کے قبول کا معیار قرار دیتے ہیں اسی طرح شیعہ بھی اپنے آئمہ کی معصومیت کو ہی ردّ وقبول کا معیار گردانتے ہیں۔

حنفی اصول:

۱. کل اية او حديث يخالف ما عليه اصحابنا فهو مؤول او منسوخ

''جو آیت یا حدیث ہمارے آئمہ کے مسلک کے خلاف ہوگی اس کی یا تو ہم تاویل کریں گے یا وہ منسوخ سمجھی جائے گی۔''

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲۔ جب حدیث امام کا فتویٰ معارض ہو تو امام کے فتویٰ پر عمل ہوگا۔

۳۔ جب حدیث امام کے قول کے مخالف ہو تو امام کے فتویٰ کو چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔(۱)

شیعہ اصول:

((ان الشیعۃ الامامیہ یذکرون ان اقوال أئمتہم سنۃ متبعۃ و یذکرون ان السّنۃ لا تروی الاعن امامی ولاَ تقبل احادیث السنی الاّ بقیود معینۃ)) (۲)

شیعہ اپنے آئمہ کے اقوال کو ہی سنّت قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احادیث وہی قابل قبول ہوں گی جنہیں ہمارے آئمہ نے روایت کیا ہو۔

۲۔ ولا یومنون بالعلم ولا بالحدیث الا اذاروی عن ھٰولاءِ الائمۃ. (۳)

احادیث وہی قابل قبول ہوں گی جو شیعہ آئمہ کے طریق سے روایت کی جائیں

۳.و ان یرفضوا ماروی عن غیر ھم. (۴)

''اور شیعہ آئمہ کے علاوہ تمام کی روایت کردہ احادیث کو چھوڑ دیں۔''

حنفی شیعی مشترک قدریں

حنفی: امام کے خلاف جو آیت یا حدیث ہوگی، قابل عمل نہ ہوگی۔

۱۔ تذکرۃ الرشید ۲۔ تاریخ المذاہب ص ۶۰ ج ۲ ۳۔ فجر الاسلام ص ۲۷۱ ۴۔ ضحیٰ الاسلام ۲۵ ج ۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

شیعی: اقوال آئمہ ہی اصل میں سنت ہیں۔

حنفی: حدیث اور قول امام میں اختلاف ہو تو عمل امام کے فتویٰ پر ہو گا۔

شیعی: ہر حالت میں اس حدیث پر عمل ہو گا جس کو شیعہ امام روایت کریں۔

حنفی: امام کے فتویٰ کے مقابلہ میں حدیث پر عمل کرنے کو دل نہیں مانتا۔

شیعی: آئمہ شیعہ کے علاوہ تمام کی احادیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔

۱۵۔ قادیانی امّت سے مماثلت:

جیسا کہ بعض شیعہ اور حنفی اصولوں میں مماثلت ہے۔ اسی طرح بعض قادیانی اور حنفی اصول بھی باہم متشابہ ہیں۔

حنفی اصول:

۱۔ ہمارے لئے متقدمین علماء کا علم کافی ہے۔

۲۔ اگر مذہب کے خلاف کوئی دلیل آجائے تو مقلّد کو اس حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔

۳۔ امام سے کوئی حدیث مخفی نہیں اور نہ ہی امام نے کسی حدیث کی مخالفت کی ہے بلکہ کسی اور دلیل کی بنا پر اس پر عمل نہیں کیا۔

۴۔ اگر کوئی شخص امام کے قول کی حقیقت معلوم نہ کر سکے تب بھی اس پر عمل کرنا واجب ہے اللہ تعالیٰ اسی روش کو پسند کرتا ہے۔ (۱)

۵۔ جب کوئی حدیث امام کے قول کے مخالف آجائے تو مقلّد کو حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے افراتفری اور گمراہی لازم آتی ہے۔

۱۔ الفضل الموہبی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مرزائی قادیانی اُصول:

۱۔ جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیروں میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر ردّ کر دے۔(۱)

۲۔ علماء و مخالفین کا میری نسبت اور کوئی بھی عذر نہیں بجز اس بے ہودہ عذر کے جو ایک ذخیرہ رطب و یابس حدیثوں کا انہوں نے جمع کر رکھا ہے۔ ان کے ساتھ مجھے ناپنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان حدیثوں کو میرے ساتھ ناپنا چاہئے۔(۲)

۳۔ مرزا محمود احمد اپنے والد متنبی مرزا غلام احمد کے الہام اور احادیث میں موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہیں اور الہام براہ راست۔ اس لئے (مرزا کا الہام) مقدّم ہے نہ کہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ کے قول سے معتبر ہے بلکہ اس لئے کہ اس کے راویوں سے معتبر ہے مسیح موعود سے جو باتیں ہم نے سنی ہیں وہ حدیث کی روایت سے معتبر ہیں۔ (۳)

۴۔ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے اسی طرح رسول اللہ کا وجود اس ذریعہ سے نظر آئے گا کہ

۱۔ تحفہ گولڑویہ ص ۱۴ ۲۔ تحفہ گولڑویہ ص ۶۸ ۳۔ اخبار الفضل ۲۹/۴/۵۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے گا اگر کوئی آپ سے علیحدہ ہو کر دیکھنا چاہے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ بھی یَھدِیْ مَنْ یَّشَاءُ والا قرآن نہ ہو گا بلکہ یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ والا ہو گا اسی طرح حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے تو وہ مداری کی پٹاری سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے:

حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس سے نکال لیتا ہے اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو(خطبہ جمعہ مورخہ ۵ ا ۱۹۴۴)۔(قادیانی کافر کیوں ص ۵۵)

حنفی قادیانی مشترک قدریں:

حنفی: حدیث وہ قابل قبول ہو گی جس پر امام کا عمل ہو گا۔

قادیانی: حدیث وہ قابل قبول ہو گی جو مرزا صاحب کی تصدیق سے ہو گی۔

حنفی: حدیث پر عمل کرنا گمراہی ہے۔

قادیانی: حدیث مداری کی پٹاری ہے۔

حنفی: امام کے قول پر عمل کرنا واجب ہے حدیث کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔

قادیانی: حدیث کو مرزا سے ماپنا چاہیے نہ کہ مرزا کو حدیث سے۔

حنفی: حدیث صحت کے اعتبار سے خواہ متواتر ہو لیکن جب تک اس پر امام کا عمل نہیں قابل قبول نہیں۔

قادیانی: حدیث وہی قابل عمل ہو گی جو مرزا صاحب کی روشنی میں نظر آئے۔

حنفی: امام صاحب سے کوئی حدیث مخفی نہیں۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

قادیانی: حدیث وہ قابل قبول ہوگی جس کو مرزا صاحب نے بیان کیا ہو۔

حنفی: ہمیں پہلوں کا علم کافی ہے۔

قادیانی: کتاب وسنّت صرف مرزا کے ذریعہ قابل قبول ہوگی۔

یہ تھیں شیعہ اور حنفی اور قادیانی اور حنفی مذاہب میں مشترک قدریں جن کو ہم نے حوالہ کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے۔اب انصاف قارئین نے کرنا ہے کہ وہ اسلام کو تقلید کے ذریعہ سے پہچاننا چاہتے ہیں یا براہ راست کتاب وسنّت پر عمل کر کے صحیح اسلام اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

باب نہم

حنفی مذہب

خیر القرون کا زمانہ گزرنے کے ساتھ ہی مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے۔ایک تو وہی جماعت تھی جو احادیث و آثار صحابہؓ کی امین تھی۔ اس جماعت کو اہلِ حدیث یا اصحابُ الحدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا کیونکہ اس جماعت کے عمل کا دار و مدار کتاب وسنّت اور اس کے بعد آثار صحابہ پر تھا۔

دوسرا گروہ جن کے پاس احادیثِ رسول کا ذخیرہ بہت کم تھا۔جس کی وجہ سے وہ مسائل کے استنباط میں زیادہ تر رائے اور قیاس سے کام لیتے تھے۔ان کو اصحاب الرائے سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

اصحاب الرائے کی حدیث سے کم مائیگی کی وجہ حجاز سے دوری اور صحابہ کرام سے کم ملاقات تھی۔شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی انہی وجوہ کو بیان کرتے ہوئی فرماتے ہیں:

((لم یکن عند هم من الاحادیث والاثار ما یقدرون به علی استنباط الفقه علی الاصول التی اختارها اهل الحدیث.))(۱)

''ان کے پاس احادیث اور آثار کا سرمایا کم تھا۔جس بنا پر وہ فقہ کے استنباط کی قدرت ان اصولوں کی قدرت پر نہیں رکھتے تھے کن کو اہل حدیث نے پسند کیا یعنی ان کے ان کے استنباط کے اصول اہلحدیث سے جداگانہ

۱۔ حجتہ اللہ ص۵۲ ج۱

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تھے کیونکہ اہل حدیث کے اُصول کتاب وسنت پر مبنی تھے جبکہ ان کے پاس احادیث وآثار کا سرمایہ کہ تھا لہذا انہوں نے اپنے اُصول رائے اور قیاس پر رکھے۔

حنفی اہل الرّائے ہیں

اہل الرائے وہی لوگ ہیں جنہوں نے احادیث کی کمی کی وجہ سے رائے اور قیاس کو اصل قرار دے دیا۔ آئمہ محققین نے وضاحت کے ساتھ حنفیوں کو اہل الرّائے قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

اہل الرّائے کے پاس حدیث کی قلّت تھی اسی لئے انہوں نے قیاس پر زور دیا اور اس میں خوب مہارت حاصل کی اور وہ اہل الرّائے کے نام سے ہی مشہور ہوئے۔ اسی گروہ کے مقتداء امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد تھے۔(۱)

علاّمہ شہرستانی کی تحقیق

علاّمہ شہرستانی مورخ اسلام کی حیثیت سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں انہوں نے اسلام اور دیگر تمام مذہبوں کے بارے میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں آپ نے ایک محقق کی حیثیت سے احناف کو اہل الرّائے میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

((اصحاب الرائیٔ و هم اهل العراق هم اصحاب ابی حنیفه نعمان بن ثابت ومن اصحابه محمد بن الحسن و ابو یوسف و زفرو الحسن بن زیاد ....انما سموا اصحاب الرائیے لان لمن یتهم بتحصیل وجه من القیاس و المستنبط

۱۔ مقدمہ ابن خلدون

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

من الاحکام و بناء الحوادث علیھا و ربّما یقدمون القیاس الجلی علی احاد الاخبار.)) (۱)

''اہل الرائے عراق والے ہیں جو ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے شاگرد ہیں۔ ان کو اصحاب الرائے اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مسائل کا حل قیاس سے تلاش کرتے ہیں بعض وقت قیاس جلی کو حدیث جو خبر احاد سے ہو، پر مقدّم سمجھتے ہیں۔''

بعینہ مورخ الاحناف مولانا شبلی نعمانی اور محقق حنفی مولانا عبدالحی لکھنوی نے حنفیوں کو اہلُ الرّائے تسلیم کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل کا فیصلہ

آپ حنفیوں کے اہل الرّائے اور اہل قیاس ہونے کا فیصلہ ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

((اصحاب الرائے و ھم مبتدعة ضلالة اعداء السنة والاثر یبطلون الحدیث و یردون علی رسول اللہ ﷺ و یتخذون اباحنیفة ومن قال یقولہ اماما و یدینون بدینھم وای ضلالة ابین ممن قال وترک قول الرسول و اصحابہ))(۲)

''اہل االرائے گمراہ اور بدعتی ہیں اور سنّت رسول و آثار صحابہ کے دشمن ہیں۔ حدیث کو جھٹلاتے اور اس کا ردّ کرتے ہیں۔ ابو حنیفہ کے مسلک کو دین بناتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا گمراہی ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ حدیث رسول ﷺ کو ترک کر کے ابو حنیفہ کے قول پر عمل کرتے ہیں۔''

۱۔الملل والنحل ۱۰۷ ۲۔کتاب السنہ ص ۸۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حضرت امام کے اس قول میں ذرّہ بھر مبالغہ نہیں بلکہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اہل الرّائے میں حدیث کے انکار میں شدت آتی گئی اور ہمارے معاصرین کو یہ کہنا پڑا کہ ((حدیث پر عمل کرنا گمراہی اور افراتفری کا سبب ہے۔))

قرآن میں تحریف

اہل الرّائے جب رائے اور تقلید کے پیدا کردہ مسائل کی حقانیت ثابت کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو پھر قرآن کی تحریف جیسا گھناؤنا فعل بھی کرنے سے ذرّہ بھر نہیں شرماتے۔ اس سلسلہ میں ہم قارئین کے سامنے قرآن کی تحریف کے نمونے پیش کرتے ہیں:

دیوبندی مذہب کے بانی مولانا محمود حسن المعروف شیخ الہند تقلید کے جواز کو قرآنِ کریم سے پیش کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں تو بجائے حق کو تسلیم کرنے کے قرآن کریم میں تحریف کی بدترین مثال قائم کرتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کی اس آیت

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (۱)

میں یہ تحریف کرتے ہیں:

((فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ)) (۲)

قرآن کریم ہمارے سامنے ہے ہم دنیا بھر کے حنفی مقلدوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ

۱۔ النساء ۵۹ ۲۔ ایضاح الادلۃ ص ۹۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سارے قرآن کریم سے یہ الفاظ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ دکھا دو اور منہ مانگا انعام حاصل کرلو۔ اسی طرح غالی اور متعصب مولوی صفدر جالندھری حنفی قرآن کریم کی تحریف کا گھناؤنا فعل ان الفاظ سے کرتا ہے۔

((یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کفوا ایدیکم)) (۱)

((کہ اے ایمان والو اپنے ہاتھوں کو روک رکھو جب تم نماز پڑھو۔))

حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ سورۃ نساء کی آیت نمبر ۷۷ کے تحریف شدہ ہیں۔ اصل آیت یہ ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ (۲)

جس کا ترجمہ علامہ وحید الزمان نے یوں کیا ہے۔ ”(اے پیغمبر) تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو حکم ہوا اپنے ہاتھ روکے رہو (یعنی لڑائی نہ کرو) اور نماز ادا کرتے رہو۔“

اسلام میں بہت سے غالی اور بدعتی فرقے ہوئے۔ ہر گروہ اور فرقے نے قرآن کی معنوی تحریف کا ارتکاب کیا اور لفظی تحریف سے ہمیشہ بچتے رہے لیکن احناف کی کیا بات۔ انہوں نے لفظی اور معنوی دونوں تحریفوں کے قلابے ملا کر رکھ دیئے اور انہوں نے قرآن میں تحریف کی بدعت اور رسم جاری کردی کہ اگر کسی غیر مسلم نے تحریف کرنی ہو تو وہ ان حنفی علماء سے بلا خوف وخطر استفادہ کرے۔ انا للہ۔

احناف اور موضوع احادیث

جس طرح متاخرین احناف نے قرآن میں تحریف کرنے سے گریز نہ کیا اسی

۱۔ تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۲ ۲۔ النساء ۷۷

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

طرح انہوں نے ایسی احادیث وضع کیں جن کا رسول اکرمؐ سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ عندیہ یہ تھا کہ اگر قرآن میں تحریف پر جسارت کی جاسکتی ہے تو پھر حدیث میں ایسی جرأت پیدا کیوں نہیں ہوسکتی چنانچہ ایک دو موضوع روایات کی بات نہیں بے شمار موضوع حدیثیں اپنی کتابوں میں سمودی گئیں۔ جن میں ایک مشہور حدیث ابوحنیفہ سراج اُمتی (موضوعات کبیر ص ۲۱) وضع کر کے ناحق رسول اکرم ﷺ کے نام لگا دی گئی اور اس طرح کیبہت سی بناوٹی روایات کا فقہ حنفی کی مشہور کتاب، الھدایہ جسے الھدایہ کا قرآن کہا جانا ہے میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا عبدالحی لکھوی حنفیؒ جنہوں نے ہدایہ کا حاشیہ لکھا اور ہدایہ کی احادیث پر تبصرہ ان الفاظ سے فرمایا:

((لا یعتمد علی الاحادیث المنقولة فیها اعتماداً کلیاً ولایجزم بورودها وثبوتها قطعا بمحرد وقوعها فیها فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وهی موضوعة))(۱)

''فقہ کی کتابوں میں جو احادیث لکھی ہوئی ہیں ان پر مکمل اعتماد نہیں کیا جاسکتا ان کتابوں میں کتنی احادیث لکھی ہوئیں ہیں جو بالکل موضوع اور بناوٹی ہیں،،

مولانا کا یہ فیصلہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مترادف ہے۔ مولانا حنفی تھے اور آخر تک حنفیت پر ہی قائم رہے لیکن اس کے باوجود حق کبھی کبھار زبان ونوک قلم پر آ ہی جاتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے فقہ حنفی کے بہت سے مسائل سے توبہ کر کے اہل حدیث مسلک

۱۔ عمدۃ الرایہ ص ۱۳

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

والے مسائل پر عمل کیا۔

مولانا کا یہ فیصلہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ اگر مزید تحقیق کرنا ہو تو نصب الرایہ زیلعی حنفی اور درایہ امام ابن حجر کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ فقہ کی کتابوں میں کتنی جھوٹی حدیثیں موجود ہیں۔

سفید جھوٹ

حنفی حضرات نے قیاسی اور تقلیدی مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کیے حتیٰ کہ جھوٹ سے بھی ذرّہ بھر گریز نہ کیا کبھی خضر علیہ السّلام کو حنفی مقلد بنا دیا کبھی کہہ دیا کہ حضرات امام ابو حنفیہ کی تقلید عہد صحابہ میں بھی ہوتی تھی۔ جب اس سے ایک قدم اور آگے بڑھے تو امام مہدی اور جناب عیسیٰ کو حنفی مقلّد کہنے سے ذرّہ بھر شرم و حیا محسوس نہ کی۔ بریلوی مجدّد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ (حضرت امام مہدی) حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام کی نسبت صادر ہو گیا۔ حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرماتے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل کے مطابق عمل، حنفی مذہب کی سب سے کامل تر تصویب ہوگی۔ غرض اس زمانہ میں تمام مذہب ختم ہو جائیں گے اور صرف مسائل حنفی باقی رہیں گے،، (۱)

ایک اور صاحب اس عبارت کو قدرے تفصیل اور وضاحت سے تحریر فرماتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ آنحضرت ﷺ کے دین پر ہوں گے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب اختیار کریں گے،، (۱)

اس فریب کاری کا انداز ملاحظہ ہو پہلے فرما دیا کہ نبی کسی امام کا مقلد نہیں ہوا کرتا

ملفوظات احمد رضا خان ص ۱۲۶

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اور ساتھ ہی تمام مذاہب کے ختم ہونے کا فتویٰ صادر فرما کر صرف مسائل حنفیہ کو باقی ثابت کیا اور فیصلہ کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السّلام اور امام مہدی حنفی مذہب پر ہوں گے۔

ان سے کوئی پوچھے یہ تو بتاؤ کہ تمہیں کس دلیل سے علم ہوا کہ تمام اسلامی مذاہب ختم ہو جائیں گے۔ صرف حنفیت باقی رہے گی۔ کیا قرآن و حدیث میں اس کوئی دلیل ہے؟ اگر کوئی دلیل نہیں تو یہ دعویٰ ایسے بڑے جھوٹ پر مبنی ہے جو براہ راست اللہ تعالی اور رسول اکرمؐ سے منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس قسم کی خبریں دینا بغیر ذرائع وحی کے سے محال اور ناممکن ہے۔

اس قسم کے دعویدار جھوٹ بولنے میں تو اصحاب تقیہ کو بھی کوسوں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں وہ تو عند الضرورت جھوٹ کو جائز سمجھتے ہیں جبکہ بعض حنفی مقلد بلا ضرورت ایسے جھوٹ بولتے ہیں جن کا انکشاف وحی کے بغیر کبھی ظہور پذیر نہیں ہوسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا بڑا جھوٹ مذہبی رنگ میں آپ کو کسی گمراہ سے گمراہ گروہ میں بھی نہیں مل سکے گا۔

حنفی فقہ کی تدوین:

یہ بات تو مسلمہ ہے کہ آئمہ اربعہ میں تین آئمہ نے خود کتابوں کو تصنیف کیا۔ امام مالک نے موطا لکھی۔ امام شافعی نے کتاب الام والرسالہ اور امام احمدؒ حنبل نے مسند احمد تحریر فرمائیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ ہی ایسے ہیں جنہوں نے کوئی تالیف و تصنیف کا کام نہ کیا۔ اس بات کا خود اعتراف محقق حنفی مولانا شبلی نعمانی نے ان الفاظ سے کیا ہے:

ہم نے یہی معلوم کیا ہے کہ امام صاحب نے کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی (۱)

۱۔ فوائد فریدیہ مترجم ص ۶۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

حنفی مجلس شوریٰ

امام صاحب خود تو کوئی تصنیف نہ فرما سکے ہاں بعد کے احناف نے فقہ حنفی کی تدوین و تالیف کو پایہء ثبوت تک پہنچانے کے لئے ایک خیالی مجلس شوریٰ قائم کی۔

ا- تدوین فقہ کی اس خیالی مجلس کی مکمل تفصیل مطلوب ہو تو مولف کی کتاب داستان حنفیہ کا مطالعہ فرمائیں وہ اس موضوع پر لا ثانی کتاب ہے۔

یہ غالباً مجلس چودھویں صدی کے مؤرخ مولانا شبلی نعمانی نے ہندوستان میں بیٹھے بٹھائے تشکیل دی۔ وہ ایسے کہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ تک فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایک مجلس قائم کی تھی جس کے اراکین مندرجہ ذیل تھے:

امام محمد، قاضی ابو یوسف، امام زفر، یحیٰ ابن ابی زیدہ، حفص بن غیاث وغیرہ ذلک۔

غالباً اس مجلس کے کل نو اراکین تھے جن میں بعض پر ہم مولانا فیض عالم کا بالاختصار تبصرہ نقل کرتے ہیں۔

(ا) امام محمد: ان کی پیدائش ۱۳۱ھ اور ۱۳۵ھ کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔ گویا کہ اس شوریٰ کا رکن پیدائش سے دس سال قبل شوریٰ میں شریک ہوتا رہا۔

(۲) قاضی ابو یوسف: ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور آٹھ برس کی عمر میں مجلس میں شامل ہو گئے۔

(۳) امام طحاوی: ۲۳۸ میں پیدا ہوئے اور پیدائش سے ۱۱۷ سال پہلے حنفی فقہ کی تدوین میں شریک ہوئے۔

(۴) امام زفر: ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور گیارہ برس کی عمر میں اس علمی مجلس کے ممبر بنے۔

ا۔ سیرت نعمان تدوین فقہ کی اس خیا مجلس کی مکمل تفصیل مطلوب ہو تو مولف کی کتاب داستان کا مطالعہ فرمائیں وہ اس موضوع پر لا ثانی کتاب ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

ذرا اس مجلس کی ہیئت ترکیبی کو تعصّب اور ضد سے دور ہٹ کر دیکھئے اور انصاف کیجئے کہ جس مجلس کے ممبر کچھ پیدا ہونے سے پہلے اور کچھ دو تین سال کی عمر میں بیٹھ کر کسی مسئلہ پر بحث کریں گے تو وہ کیسی مجلس اور اس کی مرتّب کردہ فقہ کیسی ہوگی؟

تدوین کتب

جس طرح حنفی مجلس شوریٰ کا حال ہے۔ اسی طرح ان کی کتابوں کی تصنیف کا حال ہے۔ ہمارے ہاں فقہ حنفی کی جتنی مروجہ کتابیں ہیں۔ سبھی حضرت امام سے تقریباً تین سو سال بعد بغیر کسی سند کے تالیف ہوئیں۔ ہم ذیل میں ان کتابوں کی تالیف کے مختلف ادوار کا ایک نقشہ پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کتابوں کا حضرب امام سے معمولی کیا ذرّہ بھر تعلق اور واسطہ نہیں۔

نام کتاب	حضرت امام سے کتنا عرصہ بعد لکھی گئی	نام کتاب	حضر امام سے کتنا عرصہ بعد لکھی گئی
قدوری	تین سو سال بعد	ہدایہ	چار سو سال بعد
قاضی خاں	چار سو سال بعد	منیۃ المصلی	پانچ سو سال بعد
طحطاوی	چھ سو سال بعد	شرح وقایہ	چھ سو سال بعد
نہایہ	چھ سو سال بعد	کنز الدقائق	چھ سو سال بعد
جامع الرموز	چھ سو سال بعد	بزازیہ	سات سو سال بعد
فتح القدیر	سات سو سال بعد	خلاصہ کیدانی	سات سو سال بعد
چلپی	آٹھ سو سال بعد	بحر الرائق	آٹھ سو سال بعد
تنویر الابصار	آٹھ سو سال بعد	درّ مختار	نو سو سال بعد
فتاویٰ عالمگیری	ہزار سال بعد		

(ماخوذ از سبیل رسول)

ان کتابوں کی تالیف کے زمانوں کو سامنے رکھ کر بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان کتابوں میں چند موافق مسائل جو کچھ مرقوم ہے وہ ہر اعتبار سے بے بنیاد اور حقیقت سے

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

خالی ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین اور حضرت امام کے زمانہ میں سینکڑوں برس کا فرق ہے اور پھران ہزاروں مسئلوں میں سے جو بھی ان مذکورہ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں کسی ایک مسئلہ کی سند امام تک بیان نہیں کی گئی جب سینکڑوں سال کا فرق ہے اور سند بھی کوئی نہ ہو تو یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ ان کتابوں کا تعلق حضرت امام کی ذات گرامی اور آپ کے فرمودات سے ہے۔

اگر کہا جائے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کی کتب میں جو مسائل ہیں وہ تو براہ راست ابو حنیفہ سے اخذ کئے گئے ہیں جن کی ضرورت نہیں۔ تو عرض یہ ہے کہ وہ اتنے قلیل ہیں جو مزکورکورہ کتب میں سے کسی ایک کتاب کے ایک جزو سے بھی کم ہیں۔ باقی سب مولفیں کے اپنے اپنے قلم کا نتیجہ ہے۔ حنفی اصول کے مطابق اگر کوئی صحیح حدیث جس کا راوی غیر فقیہہ صحابی ہو، قیاس جلی کے خلاف ہو تو اسے قبول نہیں کیا جا سکے گا کیونکہ ایسی (خبر واحد کے ذریعہ آنے والی) حدیث سے یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس میں ظن ہوتا ہے۔ اگر یہ حضرات کچھ انصاف سے کام لیتے اور اپنے ہی آئینہ میں اپنا منہ دیکھ لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ ہم جس ظن کی بنیاد پر حدیث رسول کو ردّ کرنے کا آسان راستہ اختیار کرتے ہیں وہ راستہ ہی تمہاری کتابوں میں حدیث کے مقابلہ میں ہزار ہا درجہ زیادہ ظن کا متحمل ہے کیونکہ حدیث کی سند ہوتی ہے جس کے ذریعہ اس کے صحیح اور ضعیف ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے تو تمہارے مسئلے جو سرے سے بے سند ہیں وہ کیسے درست ہو سکتے ہیں اور اس جیسا ظن جس کے یقین ہونے کی بالکل امید نہیں دین میں کیسے حجت اور واجب العمل ہو سکتا ہے؟

سند کا مقام

دین کے ہر مسئلہ میں سند کا ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر سند کے کامل دین بھی تحریف

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ہر شخص اپنی مرضی سے جو چاہے کہتا پھرے گا اور اس سے دین میں خلل اور فساد واقع ہو جائے گا اسی خرابی کو صحابہ کرام اور تابعین نے بر موقع پر محسوس کر کے اس کا سدّ باب کر دیا۔

حبر الامت، ترجمان قرآن عبداللہ بن عباسؓ سند کی افادیت بیان فرماتے ہیں:

هٰذا دين فانظروا عمن تاخذون دينكم (۱)

دین کا علم حاصل کرتے وقت دیکھو تم کس سے طلب کر رہے ہو۔

بالکل یہی الفاظ جامع ترمذی میں امام محمد بن سیرین جو بہت بڑے تابعی تھے سے منقول ہیں:

امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔

الاسناد عندى من الدين لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء

(كتاب المجروحين ص (۲)

سند دین سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو ہر کوئی جو چاہتا اپنی مرضی سے کہہ دیتا۔

امام ابن القیم اور ان کے ہی الفاظ ملّا علی قاری حنفی نے نقل کیے ہیں۔

العلم ماكان فيه قال حدثنا وما سوى ذاك وسواس الشيطان

جس کی سند ہو وہ علم ہے جس میں سند نہیں وہ علم نہیں وہ شیطان کے وسوسے ہیں۔(۳)

ان عبارات سے سند کی جو اہمیت واضح ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اللہ تعالیٰ نے خبر کی تحقیق کا حکم دیا ہے: **ان جاء كم فاسق بنبأ فبينتوا**

''اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر کے کر آئے تو تم فاسق کی خبر کی تحقیق کرو۔''

۱۔ کتاب المجروحین ص ۱۵ ج ۱ ۲۔ کتاب المجروحین ص ۳ ۳۔ فقہ اکبر ص ۵

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

تحقیق تب ہی ممکن ہوسکتی ہے جب کہ اس کی سند معلوم ہو۔

اب آپ فقہ حنفی کی کتب کا کمال ملاحظہ فرمائیں کہ کسی کتاب میں سند کا نام تک نہیں لیکن پھر بھی وہ حرف بحرف درست ہی نہیں بلکہ واجب العمل ہیں۔

فقہ حنفی سے فتویٰ دینا حرام ہے:

یہ تو واضح اور ظاہر ہو گیا کہ حنفی فقہ کی کوئی سند نہیں اور ان کے نہ آگے کا علم نہ پیچھے کا، تو اس قسم کی کتابوں سے فتویٰ دینا امام ابو یوسف و زفر بلکہ خود حضرات امام کے نزدیک حرام ہے۔

لایحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلناه (۱)

میرے قول کی دلیل معلوم کئے بغیر فتویٰ دینا حرام ہے۔

ظاہر ہے جب مسئلہ کی سند نہ ہو، قائل بھی معلوم نہ ہو تو اس سے فتویٰ دینا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ دلیل تو معلوم شئی کا نام ہے۔ مجہول کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

اب یہ حنفی بھائیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کتابوں سے فتویٰ دینے سے پہلے ان کی اسناد بیان کریں۔ اگر وہ سند بیان نہیں کر سکتے تو آئمہ احناف کے نزدیک ان کتابوں سے فتویٰ دینا ممنوع ہی نہیں بلکہ حرام ہے۔

ابو حنیفہ کی برأت

ان کتابوں میں بے شمار اور بغیر سند کے لکھے ہوئے مسئلے جو ناحق طور پر حضرت امام کے نام جڑھ دیئے گئے۔ حضرت امام نے ان تمام سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ حافظ امام ابن عبدالبر اور حافظ الاسلام امام ابن القیم نے اپنی شہرہ آفاق تصانیف میں حضرت امام

۱۔ ایقاظ ص ۵۲

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

کے متعلق ایک خواب کا ذکر کیا ہے۔

قال حدثنی جعفر بن حسن امامنا قال رایت ابا حنیفه فی النوم فقلت ما فعل الله بک یا ابا حنیفه قال غفرلی فقلت له بالعلم قال ما اضر الفتیا علی اهلها فقلت فبم قال یقول الناس فی مالم یعلم الله انه منی (۱)

امام جعفر بن حسینؒ فرماتے ہیں میں نے ابوحنیفہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے۔ میں نے کہا کس وجہ سے؟ فرمانے لگے لوگوں نے جو میری طرف غلط فتوے منسوب کر دیئے ہیں۔

حضرت امام کے اس منامی بیان سے معلوم ہو گیا کہ فقہ میں جسقدر بلا سند فتوے ہیں ان کا تعلق امام صاحب سے بالکل نہیں۔ (۲)

مسائل حنفیہ

حنفی مسائل میں انکار حدیث کا ایک سمندر موجزن ہے جو اپنے جوبن میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ بہت سی آیات کی مخالفت اور لاتعداد احادیث سے تمسخر بعض کتب فقہ کا خاص موضوع ہے۔ محدثین کی عیب جوئی، صحابہ کرام کی توہین اور آئمہ ثلاثہ (امام مالکؒ شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ) میں کسی کو ابلیس کسی کو بدعتی اور کسی کو غیر فقیہہ اور حضرت معاویہؓ جیسے عالم اور فقیہہ صحابی کو بدعتی کہنا ان کتابوں کا عام موضوعِ قلم ہے۔ تبھی تو منام میں حضرت امام نے ان تمام فتوؤں اور قولوں سے رجوع فرمالیا۔ **فرحمه الله رحمة واسعة**

۱- جامع البیان واعلام الموقعین ج ۱ ۲- بلا شبہ خواب ہمارے ہاں حجت نہیں لیکن احناف میں صوفیوں کا ایک بہت بڑا گروہ جو خواب کو بھی عملاً حدیث کا درجہ دیتے ہیں۔ حضرت امام صاحب کا خواب انہی حضرات کے لئے بیان کیا ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

وہ مسائل کیا ہیں یقین جانیے ان کے لکھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ بالاصرار تقاضا قبول کرنا پڑا کیونکہ یہ مسائل ایسے ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ کی علمی رفعت اور تقویٰ سے کوسوں دور ہیں۔

ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ فقہ حنفی کے سمندر سے ایک چلّو بھر کر قارئین کی نذر کرتے ہیں تاکہ قارئین کو پتہ چل جائے کہ اس فقہ کے ذریعے کتاب وسنّت کی کس قدر مخالفت روا رکھی گئی ہے اور حضرت امام کی شان میں کس قدر گستاخیاں کی گئیں۔

فقہ	قرآن وحدیث
ایمان میں زیادتی نہیں: ایمان اهل السّماء والارض ای من الانبیاء والاولیاء و سائر المومنین من الابرار والفجار لا یزید ولا ینقص شرح فقہ اکبر ص ۱۰۳ انبیاء، اولیاء، نیک، بد، زمین اور [illegible] والوں کا ایمان برابر ہے اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔	قرآن کی مخالفت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: و اذا تلیت علیهم آیاته زادتهم ایمانا (انفال) قرآ کی آیات تلاوت کرنے سے مومنوں کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اس مضمون پر اور بھی آیات اور احادیث ہیں جن سے ایمان میں زیادتی کا ثبوت ہے۔

۲۔ شراب سے وضوء

فقہ	قرآن وحدیث
وان طبخ ادنی طبخة یجوز الوضوء به حلوا کان او مسکرا (فتوی علمگیری ص ۲۲ ج ۱) شراب کو معمولی جوش دے کر اس سے وضو کرنا جائز ہے خواہ اس میں نشہ موجود ہو۔	رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کل سکراً حرام. (بخاری ص ۹۰۴ ج ۲) ہر نشہ آور حرام ہے۔ حرام شے سے وضو کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۳۔ گردن کا مسح

و مسح الرقبة (قدوری ص ۳)

شریعت محمدیہ میں اپنی طرف سے زیادتی ہے۔

۴۔ وطی سے وضو نہیں

اذا باشر امرته مباشرة فاحشة بتجرد و انتشار وملاقات الفرج بالفرج لاوضوء عليه (عالمگیری ص ۱۳ ج ۱)

خاوند بیوی برہنہ شرمگاہیں ملالیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ولا عند وطی میتة او بهیمة او صغیرة مشتهاة. (در مختار ص ۱۳ ج ۱)

مردہ عورت، چارپائے اور نابالغ بچی سے وطی کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من مس ذکره فلیتوضاء (ترمذی ص ۱۳ ج ۱)

جو اپنے آلہء تناسل کو ہاتھ لگائے تو اس پر وضو لازم ہے۔

انصاف سے کام لے کر بتایئے۔

مردہ عورت اور چار پائے سے وطی کرنے کی اجازت دنیا کے کس مہذب مذہب میں ہے۔

۵۔ دوہری اذان کا انکار

ولا ترجیع فی الاذان. (قدوری ص ۲۱)

دوہری اذان جائز نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم:

انه علمه الاذان تسع عشر کلمة (ابوداؤد)

حضرت ابو محذورہ کو آپ نے دوہری اذان سکھائی۔ (ابوداؤد ص ۷۲ ج ۱)

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۶۔اکہری اقامت کا انکار

والاقامة مثل الاذان (هدايه ص ٧٠ ج ١)
اقامت دوہری ہے۔

رسول اللہ کا زمانہ
كان الاذان على عهد رسول الله مرتين مرتين، والاقامة مرة مرة (سنن اربعه)
آپ کے زمانے میں اقامت اکہری تھی۔

۷۔تکبیر اولیٰ میں تبدیلی ــــ شارع علیہ السّلام کی سنّت

فان قال بدل التكبير الله جل او اعظم او لااله الاالله (هدايه)
تکبیر اولیٰ کی بجائے اللہ اجل واعظم یالا الہ الا اللہ کہے تو جائز ہے۔

كان اذا افتتح الصّلوٰة كبّر (مشكوٰة ص ١٧ ج ١)
آپ ہمیشہ نماز اللہ اکبر سے شروع کرتے۔

۸۔فارسی اور انگریزی میں نماز ---- رسول اکرم ﷺ کا طریق

ان افتتح الصلوٰة بالفارسية وهو يحسن العربية اجزاه وكذا في التركية و زنجية و غير ذلک (قاضی خاں ص ٦٠ ج ١)
فارسی، انگریزی، حبشی، ترکی زبان میں عربی کے ماہر کے لئے بھی نماز جائز ہے۔

نماز شعائر اسلام میں سے ہے اس کی اصل حالت کو بدلنا گویا اسلام کو بدلنا ہے۔
بہت سے صحابہ عربی نہ تھے لیکن آپ نے کسی کو ان کی علاقائی زبان میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔

۹۔سینے پر ہاتھ باندھنے سے انکار ــــ رسول العالمین کی سنّت

ويعتمد بيده اليمنىٰ على اليسرى تحت السّره (هدايه ص ٨٦ ج ١)
نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھے۔

وضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدراة.(صحيح ابن خزيمه ص ٢٤٢ ج ١)
آپؐ نے نماز میں سینے پر ہاتھ باندھے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۰۔ آمین بالجہر کا انکار ——— مسجد نبوی میں آمین کی گونج

واذا قال الامام ولاالضالين قال آمين و يقولها الموتم ويخفيها. قدوری ص ۲۵)

جب امام و لاالضالین کہے تو مقتدی بھی آمین کہے لیکن اس کو پوشیدہ رکھے۔

كان رسول الله ﷺ اذا قال غيرالمغضوب عليهم ولاالضالين قال آمين حتى يسمع اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد

(ابن ماجه)

جب آپ آمین کہتے تو پہلی صف والے سن لیتے پھر مسجد میں آمین کی آواز گونج اٹھتی آمین بلند آواز سے کہنے کی بہت سی اور بھی صحیح احادیث ہیں۔

۱۱۔ فاتحہ کا انکار ——— ہادی دوجہاں کا حکم

لايقراء الموتم بل يسمع وينصت (شرح وقايه ص ۱۷۴ ج ۱)

مقتدی امام کے پیچھے خاموش کھڑا رہے اور فاتحہ نہ پڑھے۔

لا صلوٰة لمن لم يقراء بفاتحة الكتاب (بخاری ص ۱۰۴ ج ۱)

فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں۔

۱۲۔ رفع یدین کا انکار ——— متواتر عمل

ولو كبر ولم يرفع يديه حتى فرغ من التكبير لم يات به (عالمگیری)

اگر تکبیر اولیٰ کے ساتھ بھی رفع یدین نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

رفع یدین کرنے کی تقریباً ۱۰۴ احادیث مروی ہیں محقق حنفی علماء نے رفع یدین کی احادیث کو متواتر کے درجے میں شمار کیا ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۳۔ گوز سے سلام پھیرنا ——— رسول اللہ ﷺ کا طریقہ

وان تعمد الحدث فی هذه الحالة تمت صلوته.
(قدوری ص ۲۹)
اگر نمازی تشہد میں جان بوجھ کر گوز مارے تو نماز پوری ہو جائے گی۔

كان يختم الصلوٰة بالتسليم.
(صحیح مسلم ص ۱۹۵ ج ۱)
آپ ؐ ہمیشہ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ سے نماز ختم کرتے۔ یہ حنفیت کو شرف ہے کہ ان کا گوز مارنا بھی سلام کے برابر ہے۔

۱۴۔ امام کی شرطیں ——— اسلام میں زیادتی

ثم الاحسن وجهاً ثم الاشرف نسباً ثم الانظف ثوباً ثم الاحسن زوجة ثم الاكبر رأساً والاصغر عضواً (درّ مختار ۴۲ ج ۱)
امام کی شرائط میں یہ بھی ہیں کہ خوبصورت ہو، اچھے نسب والا ہو، اچھے لباس اور اچھی بیوی والا ہو پھر بڑے سر والا اور چھوٹے آلہ تناسل والا ہو۔

یہ تمام شرائط اسلام میں اضافی ہیں۔ احناف کو ان تمام صفات کے ماپنے کے لئے پیمانہ رکھنا چاہئے۔

۱۴۔ نابینا امام نہیں بن سکتا ——— رسول اللہ کا نائب نابینا امام

وكره امامة الاعمىٰ
(کنز الدقائق ص ۴۹)
نابینا کی امامت مکروہ ہے۔

كان ابن ام مكتوم يؤم الناس و هو اعمىٰ
(مشکوٰۃ) (ص ۱۰۰ ج ۱)
رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ابن ام مکتوم نابینا امامت کراتا تھا۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۶۔ مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل
لایصلی علی میت فی مسجد جماعۃ (ھدایہ ص ۱۶۰) نماز جنازہ جامع مسجد میں جائز نہیں۔	ما صلی رسول اللہ ﷺ علی سھیل بن بیضاء الافی جوف المسجد . (نسائی ص ۲۷۹ ج ۱) آپ نے حضرت سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی۔
۱۷۔ نماز جنازہ میں فاتحہ کا انکار	رسول مقبول کا نماز جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا
ولا قرأۃ فیھا (در مختار ص ۸ ج ۱) ولایقرأ بفاتحۃ الکتاب جنازہ میں فاتحہ جائز نہیں۔	قراء ابن عباس بفاتحۃ الکتاب وقال لتعلموا انھا سنۃ. (بخاری ص ۱۷۸ ج ۱) ابن عباس فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنی سنت ہے۔
۱۸۔ ایک اور پانچ وتروں سے انکار	رسول اللہ کا فرمان
الوتر واجب و ھو ثلث رکعات (کنز الذقائق ص ۵۳) وتر واجب ہے اور وہ صرف تین رکعت ہے۔ وتر واجب نہیں، سنت موکدہ ہے احناف جس طریقہ سے وتر پڑھتے ہیں کہ دو رکعت پڑھ کر بیٹھا جائے سنت کے خلاف ہے۔	من احب ان یوتربخمس فلیفعل ومن احب ان یوتربثلث فلیفعل ومن احب ان یوتر بواحدۃ فلیفعل. (ابو داؤد ص ۲۰۱ ج ۱) جو چاہے کہ وہ پانچ یا تین یا ایک وتر پڑھے وہ پڑھ لے یعنی ایک اور پانچ کی بھی اجازت ہے۔

صحابی جب لفظ سنت بولے تو وہاں سنت رسول مراد ہوتی ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۱۹۔ دیہات میں جمعہ نہیں ——— بستی میں جمعہ کا انعقاد

لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع. ولا فی المنی (هدایه ص ۱۴۸) نماز جمعہ صرف شہر کی جامع مسجد میں ہے اور منیٰ میں بھی نہیں۔ فقہ کے اس مسئلہ پر آج کسی حنفی کا عمل نہیں	اسلام میں مسجد نبوی کے بعد دوسری جگہ جمعہ کا انعقاد بحرین کی ایک بستی میں ہوا۔ (بخاری ص ۱۲۲ ج ۱) قرآن میں دیہات اور شہر کا کہیں فرق نہیں آیا۔

۲۰۔ بارش کے لئے نماز جائز نہیں ---- رحمت للعالمین کا نماز استسقاء پڑھانا

لیس فی الاستسقاء صلوٰة مسنونه فی جماعة (هدایه ص ۵۶) بارش کی باجماعت نماز جائز نہیں	صلی بهم رکعتین جهر فیها بالقران. (بخاری ۱۳۹ مسلم ۲۹۳ ج ۱) آپ نے بارش طلب کرنے کے لئے صحابہ کو دو رکعت نماز پڑھائی

۲۱۔ صدقہ فطر میں چھوٹ ——— رسول اللہ کا اعلان

صدقة الفطر واجبة علی الحر المسلم اذا کان مالکاً بمقدار النصاب (قدوری ص ۵۰) صدقہ فطر صاحب نصاب یعنی جس پر زکوٰۃ واجب ہے اس پر واجب ہے۔	آپؐ نے مکہ میں اعلان کرایا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان، مرد، عورت اور بچے پر فرض ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۰) احناف کی شرط دین میں اضافہ ہے۔

۲۲۔ حنفی روزہ ——— اسلام ان تمام باتوں سے مبرّا ہے۔

لومست المراة زوجها حتی انزل وان مس فرج بهیمة فانزل او جامع بهیمة او میتة او جامع فی ما دون الفرج ولم ینزل لایفسد صومة (فتاوی عالمگیری ص ۲۲۵)	رسول اکرمؐ نے ایک جوان آدمی کو بیوی کا بوسہ لینے سے منع کیا تاکہ انتشار کی وجہ سے انزال نہ ہو جائے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

اگر بیوی خاوند کو چھیڑ چھاڑ کرے تو انزال ہو جائے یا چار پائے اور مردہ عورت سے وطی کرے یا فرج کے علاوہ کسی اور جگہ میں وطی کرے اور انزال نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔	یہ تو فقہ حنفی کی کرامت ہے کہ اگر روزے دار مردہ عورت سے وطی کر لے اور چار پائے کو بھی اپنا ملعب بنالے تو اس کا روزہ جوں کا توں رہے گا کیونکہ ان کے نزدیک انبیاء اور فاجر دونوں کا ایمان برابر ہے۔

۲۳۔ مدینہ حرم نہیں ——— رسول اللہ ﷺ کا اعلان

لاحرم للمدینة عندنا درمختار ص ۱۰۸) مدینہ ہمارے (احناف) نزدیک حرم نہیں۔	۱. المدینة حرام. (بخاری) ۲. انی احرم مابین لابتی المدینة. ۳. ان ابرهیم حرم مکة و انی احرم ما بین لابیتها (بخاری) مدینہ مکّہ کی طرح حرم ہے۔

۲۴۔ ولی کی ضرورت نہیں ——— اسلامی نکاح

و ینعقد نکاح المراة الحرة البالغة العاقلة برضائها وان لم ینعقد علیها ولی عند ابی حنیفهؒ. (قدوری ص ۱۵۹) بالغہ عاقلہ کنواری بغیر ولی کے نکاح کر سکتی ہے۔	لا نکاح الاّ بولی (ابی داؤد ص ۲۸۴ ج ۱) و ان نکحت فنکاحها باطل. (احمد ص ۱۶۶ ج ۶) ولی کے بغیر نکاح جائز نہیں، ایسا نکاح باطل ہے۔

۲۵۔ مہر میں خنزیر اور شراب دینا ——— مقدس رشتہ

وصح النکاح بخمر و خنزیر (شرح وقایه ص ۳۴ ج ۲) سور اور شراب حق مہر میں دینا جائز ہے	نکاح مقدس رشتہ ہے۔ سور اور شراب دونوں قرآن کی رُو سے حرام ہیں حرام سے مقدس رشتہ جائز کیسے ہوسکتا ہے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲۶۔ دودھ کی مدّت ——— قرآن کی مخالفت

مدة الرضاعة ثلاثون شهراً. (هدايه ص ۳۳۰ ج ۱) دودھ کی مدّت اڑھائی سال ہے۔	وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ. دودھ کی مکمل مدّت دو ۲ سال ہے۔

۲۷۔ بٹے کا نکاح ——— اسلامی حکم کی نافرمانی

و اذا زوج الرجل ابنته على ان يزوجه المتزوج بنته او اخته ليكون احد العقدين عوضا عند الاخونا فالعقدان جائزان ولكل منهما مهر مثلها (هدايه اوّل ص ۳۰۷) بٹے کا نکاح جائز ہے۔	لا شغار فى الاسلام (مسلم ص ۴۵۴ ج ۱) نهى رسول الله ﷺ عن الشغار (مسلم ۴۵۴ ابو داؤد) بٹے کا نکاح جائز نہیں۔ اس نکاح کے بہت سے مفاسد بیان کئے گئے ہیں جن سے کئی گھرانے تباہی کا لقمہ بن جاتے ہیں۔

۲۸۔ حلالہ ——— حلالہ کرنے والے پر لعنت

و كره النكاح بشرط التحليل و تحلل الاول (شرح وقايه ص ۱۱۸) و عن محمّد يصح النكاح بشرط التحليل (حاشيه شرح وقايه ص ۱۱۸) حلالہ کی شرط نکاح مکروہ ہے لیکن بیوی پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔ امام محمد کے نزدیک حلالہ کی شرط سے نکاح کرنا صحیح ہے۔	لعن رسول الله ﷺ المحلل والمحلل له. (مشكوٰة ۲۸۴) رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور جس کے لئے کیا گیا ہے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ غیرت مند حنفیوں سے انصاف کی اپیل ہے

حلالہ کی تعریف یہ ہے کہ ایک خاوند بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت کسی دوسرے شخص سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اسے جماع کے بعد طلاق دے دے گا وہ دوسرا خاوند ایک دفعہ جماع کر کے اسے طلاق دے تو پھر وہ پہلے خاوند کے لئے جائز ہوگی۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۲۹۔حرام چیز کی بیع ——— حرام چیز کی بیع بھی حرام ہے

یجوز بیع الحیات والکلب و سباع الوحش القردة (عالمگیری ص ۱۱۴ ج ۳)

سانپ بندر کتا اور وحشی درندوں کی بیع جائز ہے۔

نهى رسول الله ﷺ عن ثمن الكلب (ترمذی بخاری)

آپؐ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔

ایک روایت میں ہے تمام درندوں کی قیمت سے۔

۳۰۔شراب کا پینا ——— احادیث رسول سے بغاوت

اذا شرب تسعة اقداح من نبيذ التمر فاوجر العاشر فسكر لم يحد، واما الا شربة المتخذة من الشعير او الذزة او التفاح فانه يجوز شربة دون السكر و قال لا يحد فيما ليس من اصل الخمر و هو التمر والعنب كما لا يحد من ولبن الرماک (عالمگیری ص ۱۵۱ ج ۲)

اگر کوئی نو پیالے کھجور کی نبیذ کے پی جائے اور دسویں پیالہ سے نشہ آجائے تو اس پر حد نہیں۔

جو، چینا، سیب اور شہد سے بنائی گئی شرابوں کا پینا جائز ہے جب کہ ان میں بے ہوشی نہ ہو۔ کھجور اور انگور کے علاوہ باقی شرابوں پر حد نہیں۔

بادشاہ پر کسی قسم کی حد قائم نہیں ہوسکتی وہ خواہ زنا کرے یا چوری کرے۔ (عالمگیری ص ۱۵۱ ج ۲)

كل مسكر حرام. (بخاری ص ۹۰۴)

ہر نشہ اور حرام ہے۔

ما اسكر كثيره فقليله حرام. (ابو داؤد ص ۵۱۸ ج ۲)

نشہ کم ہو یا زیادہ وہ حرام ہے۔

قارئین کرام آپ حیران ہوں گے کہ آخر اسلام کے اس حکم کی اس قدر دل کھول کر کیوں مخالفت کی گئی تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ مذہب ہمیشہ حکومت وقت سے وابستہ رہا۔ جیسی حکمران ان سے توقع رکھتے اسی طرح یہ بھی ان کی توقعات پر پورے اُترتے۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

۳۴۶۔قرآن کو پیشاب سے لکھنا ——— قرآن کی بے حرمتی

ولو رعفت فکتب الفاتحة بالدم علی جبهة و انفه جاز الاستشفاء و بالبول ایضاً

نکسیر والا اگر پیشانی پر پیشاب سے فاتحہ لکھ لے تو جائز ہے۔ (شامی ص ۱۵۴ ج ۱)

لَا یَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْن.

قرآن کو صاف پاک چھوئیں۔

جب قرآن کو پلید ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا تو اس سے بڑھ کر قرآن کی بے حرمتی کیا ہو سکتی ہے کہ اسے پیشاب سے لکھا جائے۔

حنفی نماز

سابقہ صفحات میں آپ نے حنفی فقہ کا لعاب اور نچوڑ تو ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے حنفی نماز کی تصویر رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تصویر علامہ دمیریؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب حیات الحیوان الکبریٰ (ص ۲۱۴ ج ۲) میں قاضی قفالؒ کے بیان سے کھینچی ہے۔

سلطان محمود غزنوی حنفی مذہب کا پیرو تھا لیکن اسے حدیث سننے کا ہمیشہ شوق رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے بہت سے اکابر علماء کی مجلس کا انعقاد کیا تا کہ معلوم ہو سکے کہ کس مذہب کی نماز سنت نبوی کے موافق ہے۔ نماز کی ادائیگی کے لئے اس وقت کے سب سے بڑے عالم جناب قاضی قفال مروزی کا انتخاب ہوا۔ قاضی موصوف نے جو حنفی نماز ادا کی وہ حسب ذیل ہے:۔

قاضی موصوف نے کتے کی رنگی ہوئی کھال منگوائی اور اس کا کچھ حصہ نجاست

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

سے آلود کر کے پہن لی۔ صاف پانی کی بجائے نبیذ سے بلا نیت اور بغیر بسم اللہ پڑھے، بلا ترتیب وضو کیا۔ اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی بجائے فارسی میں خدائے بزرگ تر است کہہ کر ہاتھ باندھ لئے اور بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے قرآن کی اس آیت ''مُدْ ھَامَّتٰنِ،، کا فارسی میں ترجمہ کہہ کر رکوع کیا اور جاتے اُٹھتے تین تسبیح کہتے ہوئے بغیر سیدھے کھڑے ہونے کے سجدے میں چلے گئے اور بغیر اطمینان کے دوسرا سجدہ ایسے کیا جیسے کوّا ٹھونگے مارتا ہے اور تشہد میں بغیر درود شریف کے سلام کی جگہ گوز مارا اور نماز سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے۔

بادشاہ! یہ حنفی نماز ہے۔

ایسی نماز دیکھ کر بادشاہ غصّے میں آ گیا اور کہنے لگا۔

ایسی نماز کون پڑھ سکتا ہے؟

قاضی فرمانے لگے۔ بادشاہ! فقہ حنفی کی مستند کتابیں منگوایئے۔

کتابیں منگائی گئیں تو قاضی موصوف نے من وعن اس نماز کے طریقے کو احناف کی کتابوں سے ثابت کر دیا۔

اسی وقت سلطان محمود غزنوی نے حنفی ہونے سے توبہ کر لی۔

حنفی ہونے پر ندامت

امام دیوبند انور شاہ کاشمیری نے فقہ حنفی کے اس قسم کے مسائل کی حقیقت کو زندگی کے آخری حصہ میں معلوم کر لیا تھا اور عمر رفتہ پر تأسف اور افسوس کا اظہار ان الفاظ سے کیا۔

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ قادیان کے سالانہ جلسے میں سیّد محمد انور شاہ اندھیرے میں بوقت فجر سر پکڑے بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت مزاج کیسا ہے؟ فرمایا ٹھیک ہی ہے میاں۔ کیا پوچھتے ہو عمر ضائع ہو چکی میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ہماری عمر اور ہماری کدو کاوش کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے آئمہ پر آپ کی ترجیح ثابت کریں۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی

عبارت مذکورہ کو اگر سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ اکابرِ دیوبند بطور مقلّد اپنی گذشتہ عمر کی بربادی پر اظہار تأسف کرتے ہوئے مقلّدین کے لئے ایک واضح راہ متعین کر رہے ہیں کہ وہ اپنی عُمرِ عزیز کو تقلید کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ضائع کرنے کی بجائے کتاب وسنّت کی ضیاء پاشیوں سے منوّر کر کے اپنی نجاتِ اخروی کا سامان پیدا کریں۔

دعا گو:

ابو انس محمد یحیٰی گوندلوی

Islamic Research Centre, Rwp.
Book No. ________
راولپنڈی

www.ircpk.com www.ahluhadeeth.net